وقال ربکم ادعونی استجب لکم

دل پر درد را دوا قرآن　　جان مجروح را شفا قرآن

ہر چہ جوئی ز نص قرآن جو　　کہ بود گنج علمہا قرآن

سلسلہ علوم قرآن نمبر ۱۲

متعلقہ فصاحت و بلاغت

عِلم الدعاء مِن القرآن

اس رسالہ مین ضرورت اور آداب اور شروط دعا سے بحث ہے اور قرآن مجید مین جو دعائین آئی ہین اُن کی فصاحت و بلاغت بھی بتلائی گئی ہے

مؤلفہ

عالیجناب ابو البرکات محمد عبید اللہ صاحب مولوی فاضل خادم علوم کتاب و سنت

۲۵ ذی الحجہ ۱۳۳۳ ہجری

طبع فی مطبع اختر دکن صانہا اللہ عن الشر والفتن

135376

Marfat.com

فہرست کتاب علم الدعا من القرآن

135376

مضمون	نمبر	مضمون	نمبر	مضمون	نمبر
دعا اور ندا کا فرق	۲	دعائے شکر طالوت (ربنا افرغ الخ	۴۸	دعائے موسیٰ ع انت ولینا	۹۷
ضرورت دعا کی بحث	۳	دعائے امن الرسول الخ	۵۰	دعائے بنی اسرائیل علی اللہ توکلنا	۹۸
قبولیت دعا کی بحث	۶	دعائے علماء راسخین (ربنا لا تزغ الخ	۶۴	دعائے نوح ع رب ان ابنی الخ	۹۹
دعا کے نہ قبول ہونے کے وجوہ	۱۰	دعائے متقین (ربنا اننا آمنا الخ	۷۱	تعوذ نوح رب انی اعوذ بک)	″
دعا کے شروط	۱۱	دعائے قل اللّٰھم مالک الملک الخ	″	دعائے یوسف ع رب قد آتیتنی	۱۰۰
دعا کے آداب	۱۳	دعائے زکریا ع (رب ہب لی)	۷۴	دعائے ابراہیم علیہ السلام رب اجعل	
قبولیت دعا کے اسباب	۱۸	دعائے حواریین (ربنا امنا الخ	۷۵	ہذا البلد آمناً واجنبنی (الخ)	۱۰۳
اوقات اجابت دعا	۲۰	دعائے صابرین (ربنا اغفر لنا الخ	۷۶	دعائے ظالمین ربنا اخرنا	۱۰۹
دعا کن حالتوں میں قبول ہوتی ہے	۲۱	دعائے ذاکرین (ربنا ما خلقت الخ)	۷۷	دعا والدین کے لئے (رب ارحمہما)	۱۱۰
دعا کہاں کہاں قبول ہوتی ہے	۲۶	دعائے مہاجرین (ربنا اخرجنا الخ)	۸۶	دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رب ادخلنی	
دعا کن لوگوں کی قبول ہوتی ہے	۲۸	دعائے قسیس و رہبان (ربنا امنا)	۸۷	مدخل صدق الخ	″
اللہ تبارک تعالیٰ کا اسم اعظم	۲۹	دعائے عیسیٰ ع ربنا انزل علینا	۸۹	دعائے اصحاب کہف ربنا آتنا	
دعائے طلب ہدایت تفسیر سورۂ فاتحہ	۳۱	دعائے آدم و حوا علیہما الصلوٰۃ		من لدنک رحمۃ	″
دعائے حضرت موسیٰ علیہ السلام (اعوذ باللہ)		والسلام ربنا ظلمنا انفسنا الخ	۹۱	دعائے زکریا علیہ السلام رب انی	
ان اکون من الجاہلین	۳۳	دعائے اصحاب اعراف ربنا لا تجعلنا	″	وہن العظم منی الخ	۱۱۳
دعائے حضرت ابراہیم علیہ السلام		دعائے شعیب ع (ربنا افتح الخ)	۹۲	دعائے موسیٰ علیہ السلام رب اشرح لی	
رب اجعل ھذا الخ	۳۵	دعائے ساحران فرعون ربنا افرغ الخ	۹۳	صدری و یسر لی امری الخ	۱۱۴
دعائے ربنا آتنا فی الدنیا الخ		دعائے موسیٰ علیہ السلام رب انی الخ	″	دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رب زدنی علما	۱۱۸

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
دعائے ایوب ربّ انی مسنی الضر		دعائے یارب ان قومی اتخذوا الخ	۱۳۱	وسعت کل شیٔ رحمۃً وعلماً	۱۵۰
وانت ارحم الراحمین	۱۱۹	دعائے عباد الرحمن ربنا اصرف		دعائے رب اوزعنی الخ	۱۵۴
دعائے یونس علیہ السلام لا الٰہ الا		عنا عذاب جہنم الخ	۱۳۲	دعائے لاحقین کی مہاجرین	
انت سبحانک انی کنت من الظالمین	۱۲۲	دعائے ابراہیم علیہ السلام رب		وانصار کے لئے ربنا اغفر لنا	
دعائے زکریا علیہ السلام رب		ہب لی حکماً والحقنی بالصالحین	۱۳۳	ولاخواننا الذین سبقونا الخ	۱۵۶
لاتذرنی فرداً وانت الخ	۱۲۵	دعائے سلیمن علیہ السلام رب اوزعنی الخ	۱۴۰	دعائے ابراہیم علیہ السلام ربنا	
دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ربّ		دعائے بلقیس رب انی ظلمت الخ	۱۴۱	علیک توکلنا الخ	۱۵۸
احکم بالحق وربنا الرحمن الخ	۱۲۶	دعائے موسی علیہ السلام رب انی		دعائے مومنین ربنا اتمم لنا	
دعائے نوح رب انصرنی الخ	۱۲۷	ظلمت نفسی فاغفرلی فغفر لہ الخ	۱۴۲	نورنا	۱۵۹
دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم قل رب		دعائے موسی علیہ السلام رب نجنی الخ	۱۴۳	دعائے نوح علیہ السلام رب اغفرلی	۱۶۰
اماترینی مایوعدون	"	دعائے موسی علیہ السلام رب انی لما انزلت	"	ولوالدی ولمن دخل بیتی	
دعائے تعوذ رب اعوذبک من		دعائے لوط علیہ السلام رب انصرنی		دعائے نوح علیہ السلام رب	
ہمزات الشیاطین	۱۲۸	علی القوم المفسدین	۱۴۴	لاتذر علی الارض الخ	۱۶۱
کفار ومشرکین کی دعا دنیا کی		دعائے ابراہیم رب ہب لی الخ	۱۴۶	تفسیر سورہ فلق	۱۶۲
طرف لوٹنے کے لئے اور اوسکا جواب	۱۲۹	دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۱۴۸	تفسیر سورہ ناس	۱۶۵
دوزخیوں کی دعا ربنا غلبت علینا الخ	۱۳۰	اللہم فاطر السموات والارض الخ		مناجات فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ	۱۷۰
دعائے رب اغفر وارحم الخ	۱۳۱	دعائے حاملین عرش ربنا			

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ

دل پرور را دوا قرآن — جان مجروح را شفا قرآن
هرچه جوئی زنصّ قرآن جو — که بود گنج علمها قرآن

سلسلۂ علوم قرآن نمبر (۴)

متعلقہ فصاحت و بلاغت

عِلمُ الدُّعاءِ مِنَ القُرآنِ

اس رسالہ مین ضرورت اور آداب اور شروط دعا سے بحث ہی اور قرآن مجید مین
جو دعائین آئی ہین اونکی فصاحت و بلاغت بھی بتلائی گئی ہے

مؤلفہ

عالیجناب ابوالبرکات محمد عبید اللہ صاحب (مولوی فاضل) خادم علوم کتاب و سنت

۲۵ ذی الحجہ سنہ ۱۳۳۳ ہجری

قد طبع فی مطبع اختر دکن صانها الله عن الشر و الفتن

قیمت
نمبر ۱۵۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْقُرْاٰنَ وَھُوَ شِفَآءٌ مِّنْ کُلِّ دَآءٍ وَّجَعَلَ الدُّعَاءَ مُخَّ الْعِبَادَۃِ وَھُوَ دَافِعٌ لِکُلِّ بَلَاءٍ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الْاَصْفِیَاءِ

رسالہ علم الدعا من القرآن سلسلۂ علوم قران کا چوتھا نمبر ہے جیسا کہ استفہام وامرونہی انشا کی شاخین ہین ویسا ہی دعا اور ندا بھی انشا کی قسمین ہین دعا اور ندا کے لغوی معنے پکارنے کے ہین فرق دعا اور ندا مین اسی قدر ہے کہ دعا سے جو مقصود ہے وہ دعا کے ساتھہ ملکر آتا ہی ندا مین یہ ضرور نہین بلکہ ندا مین حرف ندا منادی کے پر لاکر منادی کو اپنے طرف متوجہ کرتے ہین پھر اوس سے مطلب بیان کیا جاتا ہے غرض کہ دعا مین اور ندا مین عام وخاص من وجہ کی نسبت ہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ دعا ہی ہے اور ندا بھی یَا قَوْمِ مَالِیْ اَدْعُوْکُمْ اِلَی النَّجٰوۃِ وَتَدْعُوْنَنِیْ اِلَی النَّارِ ندا ہے دعا نہین رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ دعا ہے ندا نہین دوسرا فرق دعا اور ندا مین یہ ہے کہ دعا ہمیشہ کم رتبے کا آدمی اعلی مرتبہ کے شخص سے کرتا ہے ندا مین یہ ضرور نہین تیسرا فرق یہ ہے کہ دعا قریب کے لئے ہوتی ہے اور ندا بعید کے لئے۔ باعتبار لغوی معنے کے دعا کے مقام مین ندا اور ندا کے مقام مین دعا کا استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً یعنے ان کافرون کی مثال مثل چوپائے جانورون کے ہے کہ جو محض آوازہی آواز کو سنتے ہین سمجھتے خاک بھی نہین لغت مین علاوہ پکارنے کے دعا کے اور بھی معنے ہین منجملہ اون کے ایک معنے تسمیہ ہی یعنے نام رکھنا جیسے۔ دَعَوْتُ ابْنِیْ زَیْدًا یعنے مین نے اپنے بیٹے کا نام زید رکھا یا نام لیکر پکارنا۔ جیسے۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا یعنی رسول اکرم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اس امر کی مقتضی ہے کہ تم جیسے ایک دوسرے کا نام لیکر پکارتے ہو ویسا مت پکارو بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہکر پکارو دوسرے معنے دعا کے سوال کے بھی ہین جیسے قَالُوا ادْعُ لَنَا (ای سل لنا) یعنے بنی اسرائیل نے کہا کہ اے موسی ہمارے لئے

اپنے پروردگار سے پوچھو۔ کہ اوس گائے کا رنگ کیسا ہے۔

تعریف دعا ادنے مرتبے کا شخص اعلیٰ مرتبے والے شخص سے بصیغہ امر یا نہی جس بات کی درخواست عاجزانہ طور پر کرے دعا ہے۔

داعی جو شخص دعا کرتا ہے وہ داعی کہلاتا ہے۔

مدعا جس شخص سے بذریعۂ دعا کسی امر کی درخواست کیجاتی ہے وہ مدعو ہے۔

مدعو بہ یا مدعا دعا سے جو امر کہ مطلوب ہے وہ مدعا یا امر مطلوب یا مقصد یا مدعو بہ کہلاتا

پہلے تو ہمارا خیال تھا کہ دعا اور ندا کو ایک ہی جگہ کردین کیونکہ یہ دونون ایک دوسرے کے ہمزاد بھائی ہین لکن جب دیکھا کہ دعا اور ندا کے الگ الگ مسائل ہین اس لئے دعا کو ندا سے الگ کر دیا انشاء اللہ تعالےٰ اس کے بعد علم الندا طبع کرایا جائیگا رَبَّنَا تَقَبَّلْ دُعَاءِ۔

ضرورت دعا

ضرورت دعا دعا کے مانگنے اور نہ مانگنے مین علما کا بڑا اختلاف ہے اس بحث کو امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر مین تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے ہم اس کو یہان مختصر بیان کرینگے اور اوس کی ضرورت سے بھی ایک گونہ بحث کیجائیگی۔

شبہ اول بعض جہلا کہتے ہین کہ دعا سے کچھ فائدہ ہی نہین اور دعا کے مفید نہ ہونے پر یہ ادلہ پیش کرتے ہین (۱) پہلی دلیل منکرین دعا کی یہ ہے کہ دعا سے جو مقصود ہے وہ اللہ تعالیٰ کے علم مین واقع ہونے والا ہے یا نہین اگر واقع ہونے والا ہے تو وہ ضرور واقع ہوگا پھر دعا کی ضرورت نہین اگر نہین واقع ہونے والا ہے تو ضرور واقع نہ ہوگا پھر دعا مانگنا بیکار ہی

جواب شبہ اس شبہ کے دو جواب ہین پہلا جواب اس کا معارضہ بالمثل کے طریق سے ہے یعنے جس دلیل سے معترض نے اعتراض کیا ہے اوسی دلیل سے ہم اوس کا جواب دیتے ہین یعنے جیسا کہ تم مطلوب دعا کے متعلق کہتے ہو کہ آیا وہ وقوع پذیر ہے یا نہین اسیطرح ہم دعا کے مانگنے مین کلام کرینگے یعنے بندے کا دعا کے لئے اقدام کرنا یا نہ کرنا اللہ تعالےٰ کے

علم میں ہے یا نہیں اگر یہ کہو کہ اللہ تعالےٰ کے علم میں ہے کہ بندہ دعا مانگے گا اور ہم اوس کی دعا کو قبول کرینگے تو پھر بندہ ضرور دعا مانگے گا پھر ابطال دعا کو جو تم کہتے ہو غلط ہوا اور اگر تم کہو کہ اللہ تعالےٰ کے علم میں ہے کہ بندہ دعا نہیں مانگے گا تو پھر انکار دعا کی ضرورت ہی نہیں۔

دوسرا جواب اس شبہ کا دوسرا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم کی کیفیت کسی کو معلوم نہیں اور عقول انسانی اوس کے علم کے احاطہ سے عاجز ہیں ہوسکتا ہے کہ ہم جس مطلوب کو غیر واقع خیال کریں وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں دعا کی وجہ سے واقع ہونے والا ہے یا جس مطلوب کو واقع ہونے والا قرار دیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں عدم دعا کی وجہ سے غیر واقع ہونے والا ہو پس علم کے ساتھ تو شبہ جب ہوسکتا کہ انسان کا علم ذات باری تعالیٰ کے علم کو محیط ہوتا اور جب انسان کا علم ذات باری تعالیٰ کے علم کو احاطہ نہیں کرسکتا تو پھر اپنے طرف سے اٹکل پچو خیال باطل مطلوب کے وقوع اور عدم وقوع میں لگانا غلط ہوا۔

دوسرا شبہ دوسرا شبہ مانعین دعا کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر امر کو مقدر کردیا ہے جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ۔ اور جو امر مقدر ہے وہ ٹلتا نہیں ضرور ہوکر رہے گا پھر دعا مانگنے سے کچھ فائدہ نہیں جیساکہ دوسری حدیث میں آیا ہے اَرْبَعٌ قَدْ فُرِغَ الْعُمُرُ وَالرِّزْقُ وَالْخَلْقُ وَالْخُلُقُ یعنے چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے فراغت حاصل کرلی ہے عمر سے رزق سے پیدایش سے خصلت سے۔

جواب شبہ اس شبہ کی بھی دو جواب ہیں پہلا جواب تو یہ ہے کہ یہ شبہ جبریوں کا ہے جو تعطیل اسباب کے قائل ہیں یعنے اسباب الٰہی کو بیکار سمجھتے ہیں ہم اون سے سوال کرتے ہیں کہ انسان کے حق میں اللہ تعالیٰ نے سیری سیرابی۔ اولاد کو لکھہ دیا ہے وہ ضرور واقع ہوگی خواہ انسان کھانا کھائے یا نہ کھائے پانی پئے یا نہ پئے نکاح کرے یا نہ کرے حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ انسان سیراب جب ہی ہوتا ہے جب پانی پئے سیری جب ہی ہوتی ہے کہ کھانا کھائے

اولاد جب ہی ہوتی ہے جب نکاح کرے جیسا کہ ان سب امور کے لئے اسباب مقرر کردیے ہین ویسا ہی دفع احتیاج کے لئے اسباب مقرر کردیئے ہین مثلاً جب آدمی محتاج ہوتا ہے تو کسب معیشت پر مجبور ہوتا ہے علم سیکھتا ہے کسی فن مین کمال پیدا کرتا ہے۔ اپنے پیٹ پالنے کے لئے نوکری یا کوئی سا پیشہ اختیار کرتا ہے پس جیسے دفع حاجات کے لئے یہ امور اسباب ٹھرے ہوئے ہین ویسا ہی ایک سبب عظیم دعا ہی ہے کہ بندہ اپنے احتیاج کو مالک حقیقی کے دربار مین پیش کرتا ہے اور یہی دعا ہے اللہ تعالے اوس کے لئے اسباب مہیا کردیتا ہے یہی قبولیت دعا ہے غرض کہ دعا کا انکار کرنا گویا اسباب سے انکار کرنا ہے اور یہ صریح البطلان ہے۔

دوسرا جواب | دوسرا جواب اس شبہ کا یہ ہے حکمت آلہی اس امر کو چاہتی ہے کہ بندہ رجا اور خوف کے درمیان رہے کیونکہ مقام عبودیت کا یہی کمال ہے اگر باب دعا کو مسدود کردیا جائے تو رجا اور خوف جو عبدیت کا اقتضا ہے وہ پایا نہین جاتا اگرچہ ہم اس امر کا اقرار کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کو تمام چیزون کا علم ہے اور اوس کی قضا اور تقدیر سب امور پر حاوی ہے باوجود ان سب باتون کے پھر ہم تکالیف شرعیہ کے مکلف ہین۔ جیسا کہ ہم باوجود تقدیر پر ایمان لانے کے اوس کے احکام کے مکلف ہین ویسا ہی ہم دعا مانگنے کے بھی مکلف ہین چنانچہ آیت اُدْعُونِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ سے یہ حکم مترشح ہوتا ہے اسی اشکال کو صحابہؓ نے حضرتؐ سے پوچھا تھا کہ جو کام کررہے ہین ایا یہ ہماری تقدیر مین پہلے سے لکھ لئے گئے ہین اور اللہ تعالیٰ نے اون سے فراغت حاصل کرلی ہے یا بالکل نئے ہین کہ لکھے ہوئے نہین ہین آپ نے فرمایا نہین بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہر فعل ہر چیز کو پہلے سے لکھ لیا ہے اور اوسی کے مطابق تم کررہے ہو پھر صحابہ نے عرض کیا پھر ہم کس لئے کام کرین آپ نے فرمایا نہین باوجود تقدیر کا یقین رکھنے کے عمل بھی کرو کیونکہ جس عمل کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے وہی کام اوسکے لئے آسان کیا گیا ہے غرضکہ جب تقدیر کے ساتھ تدبیر اعمال کا حکم دیا گیا ہے ویسا ہی

Marfat.com

تقدیر کے ساتھ تدبیر دعا کا بھی حکم دیا گیا ہے۔

تیسرا شبہ | جبکہ اللہ تعالیٰ خود حکیم ہے اور بندون کی مصلحت سے واقف ہے پھر بندے کا دعا مانگنا بے کار ہے کیونکہ اگر اجراے مطلوب مین مصلحت خداوندی ہوگی تو حسب اقتضاے حکیم جاری ہو کر رہیگی خواہ دعا مانگی جاے یا نہ مانگی جاے اور اگر مصلحت نہ ہوگی نہ جاری ہوگی۔

جواب شبہ | یہ اعتراض بھی کچھ نہین ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مصلحت دعا کے ساتھ مرتبط ہو یعنے اللہ تعالیٰ نے مصلحت کو دعا کے ساتھ معلق کر دیا ہو کہ بندہ جب دعا مانگے گا ہم اوس کی دعا کو قبول کرینگے اگر اوس مین مصلحت سمجھینگے تو نافذ کرینگے نہین تو نہین۔

چوتھا شبہ | عقل سے اور احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ صدیقین کا مرتبہ بوجہ رضا بقضاے الٰہی اعلیٰ درجہ کا مرتبہ ہے کیونکہ اوس مین بندے کا الٰہی کی مرضی پر رہنا ہے برخلاف دعا کے اسمین بندہ اپنے مقصد کے موافق کسی امر کو چاہتا ہے خواہ وہ رضاے الٰہی کے موافق ہو یا نہ ہو اس لئے دعا کی ضرورت نہین۔

جواب شبہ | ہم مانتے ہین کہ رضا بقضاے الٰہی اعلیٰ درجہ کا مقام ہے لکن دعا کا مانگنا رضا بقضاے الٰہی کے منافی نہین ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی دعا کے ساتھ ہو دوسرے یہ کہ دعا مین اپنی مذلت اور مسکنت کا اظہار ہے جو کمال عبدیت کا اقتضا ہے اور عدم دعا مین ایک طرح کا استکبار ہے جو عبدیت کے منافی ہے لہذا اگر اظہار مذلت کے بعد رضا بقضاے الٰہی کا مقام حاصل ہو وہ بدرجہ اولیٰ اتم اور اکمل ہے کہ جسمین صرف رضا ہی رضا ہو کیونکہ دعا مین مقام عبدیت اور مقام رضا دونون حاصل ہونگے۔

قبولیت دعا کے متعلق مختصر بحث اور اوس کا جواب

قبولیت دعا اور عدم قبولیت دعا سے پہلے اس امر کو جاننا چاہیئے کہ اجابت دعا کیا چیز ہے اللہ تعالےٰ کا وہ سچا وعدہ جس مین خلاف نہ ہوا اجابت دعا ہے اب رہا قضاے حاجت یعنی مقصد کا پورا ہونا سو یہ امر دیگر ہے بندے کا کام اپنے مالک سے دعا مانگنا ہے

یعنے عرض مطلب کرنا خدائے تعالی کا کام اجابت دعا ہے یعنے اوسکے مطالب کو سُن لینا غرض کہ ہر دعا کے ساتھ اجابت دعا ہے لکن ہر دعا کے ساتھ قضائے حاجت ضروری نہین چونکہ انسان کے مزاج مین جلدی ہے (خلق الانسان عجولاً) اس لئے دعا کے بعد جب کام نہ ہو تو جھٹ کہہ بیٹھتا ہے کہ دعا قبول نہین ہوی حالانکہ دعا قبول ہوگئی لکن مقصد براری نہین ہوئی غرضکہ قضائے حاجت سرِ دست نہونے کے کئی اسباب ہوتے ہین یا تو یہ کہ اللہ تعالی داعی کو اوس مطلب کا اہل نہین سمجھتا یا یہ کہ اوس دعا کے خلاف مدعا مین مصلحت ہوتی ہے یا یہ کہ اوس حاجت کا وقت نہین آتا یا وہ دعا آخرت کے لئے ذخیرہ ہوتی ہے یا اللہ تعالے کو خود بندے کی الحاح اور زاری اور التجا پسند آتی ہے اس لئے اوس کی حاجت کے نفاذ مین دیری ہوتی ہے نقل ہے کہ ایک دن بغداد مین قحط ہوا خلیفہ نے مسلمانون کو حکم کیا کہ شہر سے باہر نکلکر پانی کے لئے دعا مانگین سب مسلمان باہر نکلکر دعا مانگے پانی نہین پڑا یہود کو حکم ہوا کہ وہ نکلکر دعا مانگین سب یہود نے ملکر دعا مانگی پانی برسا خلیفہ سخت متحیر ہوا سب علما سے اس کا جواب مانگا گیا کسی نے کچھ جواب نہین دیا سہل بن عبد اللہ تستری نے کہا کہ اے امیر المومنین ہم مسلمانون کی جماعت کو اللہ تعالی نے دین اسلام کی وجہ سے پسند کر لیا ہے اور اسی محبت کیوجہ سے ہمکو اپنے دروازے سے الگ نہین کیا چونکہ اللہ تعالے کو ہمارا گڑگڑانا اور مانگنا پسند آتا ہے اس وجہ سے ہماری حاجت کو پورا نہ کیا اور یہود بے بہبود چونکہ مبغوض ہین اس واسطے اللہ تعالی جلدی اونکی حاجت کو پورا کرکے اونکو اپنے دروازے سے الگ کر دیا بھلا اوس شخص کا مرتبہ افضل ہو سکتا ہے جو باب شاہی پر کھڑا ہوا ہے یا اوس شخص کا جو کچھ دے کر ہنکا دیا گیا ہو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کا قیام چار امور پر ہے ایک علما کے علم پر دوسرے امرا کے عدل پر تیسرے امرا کے سخاوت پر چوتھے فقرا کی دعا پر

اشکال آیت اُدْعُونِیٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اور آیت اُجِیبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ سے

Marfat.com

یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دعا کو قبول کرتا ہے حالانکہ بسا اوقات داعی دعا مانگتا ہے لیکن اوس کا کام نہین ہوتا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا مقبول نہین ہوئی پس دعا کا مقبول نہونا آیت کے خلاف ہوا۔

جواب اشکال پہلا جواب اس اشکال کا یہ ہے کہ آیت اُدْعُونِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ گو مطلق ہے لیکن مراد اوس سے مُقیّد ہے یعنے اجابت دعا مقید بمشیت ہے جیسے آیت بَلْ اِیَّاہُ تَدْعُونَ فَیَکْشِفُ مَا تَدْعُونَ اِلَیْہِ اِنْ شَاءَ سے معلوم ہوتا ہے یعنے مصیبت کے وقت تم اوسی سے دعا مانگتے ہو اگر اللہ چاہے تو جس مصیبت کے دور کرنے کے لئے تم دعا کرتے ہو اللہ اوس مصیبت کو دور کر دے آیت اَسْتَجِبْ لَکُمْ کا مطلب بھی یہی ہے یعنے تم دعا مانگو اگر ہم چاہینگے اور مصلحت سمجھینگے تو قبول کرکے حاجت کو پورا کرینگے اگر مصلحت نہین سمجھینگے تو حاجت کا نفاذ نہوگا۔

دوسرا جواب اس اشکال کا دوسرا جواب قبولیت کے معنے پر موقوف ہے یعنے اگر قبولیت کے معنے سننے کے ہین تو بیشک اللہ تعالیٰ ہر شخص کی دعا سنتا ہے اگر قبولیت کے معنے اوس دعا کا معاوضہ دینا ہے تو اس اعتبار سے اللہ تعالےٰ ہر دعا کا معاوضہ دیتا ہے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے دَعْوَۃُ الْمُسْلِمِ لَا تُرَدُّ اِلَّا لِاَحَدِ ثَلٰثٍ مَالَمْ یَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِیْعَۃِ رَحِمٍ یعنے مسلمان کی دعا کبھی رد نہین ہوتی بشرطیکہ وہ گناہ یا قطع رحم کی دعا نہ کرے یا تو اوسیوقت اوس کو دنیا مین اوسکا معاوضہ ملجاتا ہے یا اوس کا کام ہوجاتا ہے یا آخرت مین ذخیرہ ہوکر رہتی ہے یا کم از کم اوس دعا کی برکت سے کوئی برائی دور ہوجاتی ہے۔

تیسرا جواب دعا اور اجابت دعا کی توضیح معنے کے ساتھ یہ اشکال حل ہوسکتا ہے۔ دعا کے معنے توحید اور ثنا باری تعالیٰ کے بھی ہین جیسے بندے کا یہ کہنا یا اللہ الذی لا الٰہ الا انت اور حمد و ثنا کو دعا اس وجہ سے کہتے ہین کہ دعا مین بھی بندہ اللہ سے التجا کرتا ہے اور ثنا مین بندہ اللہ کو پکارتا ہے اب رہا دعاے اصطلاحی اسمین غرض مطلب ہوتی

Marfat.com

اور دعا کی لغوی معنے محض پکارنا ہے عرض مطلب ہو یا نہ ہو غرضکہ تحمید و ثنا بھی ایک طرح کی دعا ہے
اور ایسی دعا جس مین ثنا ہو اوس کے قبول کرنے کو اجابت دعا کہتے ہین کلام مین کبھی
ایسا ہوتا ہے کہ جب ایک لفظ کے دو معنے ہوتے ہین اور ہر ایک معنے دوسرے
کے لازم اور ملزوم ہوتے ہین تو ایک معنے کہکر دوسرا معنے مراد لے سکتے ہین یہان
پر بھی اجابت کے دو معنے ہین ایک معنی سُن لینا دوسرا حاجت کو پورا کرنا کبھی کلام مین
اجابت کا لفظ کہا جاتا ہے اور مراد اوس سے سماع رکھتے ہین آیت اُدْعُونِیٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ
سے یہی مراد ہے یعنے تم ہماری تحمید اور ثنا کرو اور ہمکو پکارو یا ہم سے مانگو ہم تمہاری
تحمید اور ثنا اور التجا کو سنتے ہین اور کبھی سماع کا لفظ کہا جاتا ہے اور مراد اوس سے
قبول ہوتا ہے جیسا کہ نماز مین نمازی کا سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا اس کا مطلب یہ ہی
کہ نمازی نے جو تحمید و ثنا قیام مین کہی اللہ تعالی نے اوس کی تحمید کو قبول کر لیا غرضکہ دعا
اور اجابت دعا کے اگر یہ معنے لئے جاوین تو اشکال بالکل حل ہو جاتا ہے۔

چوتھا جواب | چوتھا جواب اس اشکال کا یہ بھی ہے جیسا کہ دعا کے آداب ہین ویسا ہی
داعی کے بھی آداب ہین منجملہ آداب داعی کے ایک ادب داعی کا یہ بھی ہے کہ اپنے مالک
حقیقی کو جس سے دعا مانگتا ہے یہ بھی جانے کہ وہ کئی اوصاف سے موصوف ہے منجملہ
اوصاف الہی کے یہ بھی وصف اوس کا ہے کہ وہ اوس فعل کو کرتا ہے کہ جو قضا و قدر
اور اوس کے حکمت کے موافق ہو اور اوس فعل کو نہین کرتا جو قضا اور تقدیر کے موافق
نہ ہو جب داعی یہ سمجھکر دعا کریگا تو اوس کو اجابت دعا کا یقین ہو جایگا کیونکہ اگر اوس کا مدعا
حاصل ہو گیا تو وہ سمجھہ لیگا کہ یہ مطلب میرا جناب باری کے مصلحت کے موافق تھا
اس لئے نافذ ہو گیا اور اگر مطلب حاصل نہ ہوا تو سمجھہ جائے گا کہ اللہ تعالے کے تقدیر
اور مصلحت کے موافق نہین تھا اس لئے نہین ہوا۔

پانچوان جواب | اس اشکال کا یہ بھی جواب ہو سکتا ہے کہ دعا کے معنے عبادت کے لئے جائین

یعنے اُدْعُوْنِیْ کے معنے اُعْبُدُوْنِیْ کے ہین یعنے تم میری عبادت کرو اور اَسْتَجِبْ لَکُمْ کے معنے اوس عبادت کا ثواب دینا اور اوس پر اجر جمیل عطا فرمانا سو ذات باری تعالے ہر اطاعت گزار بندون کو اجر و ثواب دیتا ہے جیسے کہ دوسری آیت سے اس کی توضیح ہوتی ہے وَیَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَیَزِیْدُھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ یعنے اللہ تعالیٰ ایماندارون اور نیکوکارون کو اون کے ایمان اور نیکی کا اجر دیتا ہے اور اپنے فضل سے زیادہ بھی عطا فرماتا ہے۔

دعا کے نہ قبول ہونے کے وجوہ

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالے فرماتے ہین کہ ابراہیم بن ادہمؒ سے کسی نے پوچھا کہ ہم دعا مانگتے ہین ہماری دعا قبول کیون نہین ہوتی حالانکہ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اونہون نے کہا کہ دعا زندہ دلون کی قبول ہوتی ہے اور تمہارے دل مردہ ہین مردہ دلون کی دعا کیون قبول ہو پھر اون سے پوچھا گیا کہ دلون کے مردہ ہونے کے اسباب کیا ہین اونہون نے کہا کہ تمہارے دل پانچ وجہون سے مردہ ہوگئے ہین اول تو یہ کہ تم اللہ پر ایمان لائے اور اوس کو پہچانا لیکن اوس پر جیسا کہ چاہیئے ویسا بھروسہ نہین کیا۔ دوسرے یہ کہ تم قرآن پڑھتے ہو لیکن اوس کے حدود کی حفاظت نہین کرتے یعنے اوس کے احکام پر نہین چلتے۔ تیسرے یہ کہ تم اس امر کے مدعی ہو کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہین لیکن تم نے نبی کریم کی سنت کو چھوڑ دیا ہے چوتھے یہ کہ تم کہتے ہو کہ شیطان ہمارا دشمن ہے لیکن تم دشمن کی موافقت کرتے ہو پھر تم یہ کہتے ہو کہ ہم کو دوزخ کا خوف ہے پھر باوجود خوف کے تم اپنے کو دوزخ کا کندہ بناتے ہو پھر تم یہ بھی کہتے ہو کہ ہم جنت کو چاہتے ہین لیکن تم جنتیون کے سے کام نہین کرتے پھر تمہاری یہ حالت ہے کہ جب تم اپنی مجلسون سے اوٹھتے ہو تو اپنے عیبون کو بالائے طاق رکھتے ہو اور لوگون کے عیبون کو بیان کرتے ہو یہ سب تمہاری بدکاریون نے خدا کو

غضبناک کر دیا ہے باوجود ایسے افعال کے تمہاری دعا اللہ تعالیٰ کیسے قبول کرے۔

دعا کے شروط

اس بیان مین جہان تک ہوسکا ہم نے دعا کے شروط اور آداب قرآن سے لئے ہین اور جو شروط اور آداب قرآن سے ہمکو نہین ملے وہان پر ہم نے احادیث سے آداب دعا کو مستنبط کیا کیونکہ سلسلہ علوم قرآن حتی الامکان قرآن سے احکام کو مستنبط کرے گا لکن اگر کوئی مسئلہ قرآن سے ہم کو نہین ملے گا تو حسب آیت وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا پر عمل پیرا ہوکر حدیث سے استنباط کرینگے دعا کے ساتھ شرط ہین

(۱) پہلی شرط دعا کی یہ ہے کہ انسان کا کہانا پینا لباس حلال کمائی سے ہو کیونکہ ابوہریرہؓ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص مسافر پریشان حال غبار آلودہ اپنے ہاتھون کو آسمان کے طرف اٹھاتا ہے اور یا ربّ یا ربّ کہتا ہے حالانکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو اوس کا کہانا اور کمائی حرام غذا سے ہے پھر بہلا ایسے شخص کی دعا کیسے قبول ہو اکل حلال کے لئے اللہ تعالےٰ خود قرآن پاک مین ارشاد فرماتا ہے کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ یعنے ہم نے جو چیزین تم کو دین ہین اوس مین سے اچھی پاکیزہ چیزین کہاؤ اور ظاہر ہے کہ حرام طیب نہین ہے اور حلال طیب ہے لَا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِیْثِ (مایدہ ع۱۳) پاکیزہ اور غیر پاکیزہ دونون برابر نہین ہو سکتے گو پلید کتنا ہی بہت ہو پلید ہی پلید ہے وہ اچہا نہین ہوسکتا۔

(۲) دوسری شرط دعا کی طہارت کاملہ ہے یعنے ظاہری طہارت بھی ہو (یعنے جنبی اور بے وضو نہ ہو اور باطنی طہارت بھی ہو) یعنے دل مین کینہ اور نفاق اور حسد اور ریا نہ ہو طہارت کا ثبوت قرآن سے ہے اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ (بقرہ ع) اللہ توبہ کرنے والون کو اور پاک رہنے والون کو دوست رکھتا ہے حدیث شریف سے

Marfat.com

ثبوت طہارت کا ابو درداء کی روایت سے ملتا ہے وہ کہتے ہین کہ مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص اچھی طرح سے وضو کرے پھر دو رکعتین پڑھے اور اپنے پروردگار سے دعا مانگے اللہ تعالےٰ اوس کی دعا کو یا تو اوسی وقت قبول کر کے اوس کا مقصد جاری کرتا ہے یا اوس کی نفاذ مین تاخیر کرتا ہے جب مصلحت سمجھتا ہے جب پورا کرتا ہے۔

(۳) تیسری شرط دعا کی یہ ہے کہ اپنے گناہون کی معافی چاہے اور اپنے قصورون کا اعتراف کرے اور اگر کسی کا مظلمہ اوس کے ذمہ ہو تو اوس کو چکالے کیونکہ اللہ تعالےٰ سورۂ نوح مین ارشاد فرماتا ہے اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا (سورہ نوح) نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تم اپنے گناہون کی معافی چاہو کیونکہ وہ بڑا بخشنے والا ہے اگر تم اپنے گناہون کی مغفرت مانگتے رہو گے تو اللہ برکت سے اور اپنی عطیات سے آسمان کے دہانے تم پر کھول دیگا اور مال اور بیٹون سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لئے باغ تیار کرے گا اور نہرین عطا فرمائے گا اور سورۂ آل عمران مین ہے وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (آل عمران ۴ ع ۱۴) بہشت اون لوگون کے لئے تیار کی گئی ہے کہ جن سے کوئی بے حیائی کا کام ہو جاتا ہے یا کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے تو اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہون کی بخشش چاہتے ہین (یعنے گناہ پر شرمندہ ہوتے ہین) اور اللہ کے سوا کون ہے جو اونکے گناہون کو بخشے اور اپنے برے کامون پر جان بوجھ کر ہٹ دھرمی نہین کرتے اور سورۂ تحریم مین ہے تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا اللہ کی جناب مین توبہ نصوح کرو یعنے اخلاص کے ساتھ توبہ کرو۔

(۴) چوتھی شرط دعا کی اخلاص ہے یعنے دعا جو مانگے وہ خلوص دل سے بلا شائبہ ریا اور شرک کے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ ۔ اللہ سے دعا مانگو اخلاص کیساتھ

Marfat.com

(۵) پانچوین شرط دعا کی یہ ہے کہ حضور قلب سے دعا مانگے اور اجابت دعا کا دل مین یقین رکھے کیونکہ امام احمد نے عمدہ سند سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی آدم کے دل مثل ظروف کے ہین بعض دل زیادہ مخلص اور احفظ ہوتے ہین بہ نسبت بعض کے اے لوگو جب تم اللہ سے کوئی چیز مانگو تو اجابت دعا کا یقین رکھکے مانگو کیونکہ اللہ تعالی ایسے شخص کی دعا نہین قبول کرتا جو قلب غافل سے دعا مانگے اور آیت وَاَنِیْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ بھی اسی کیطرف اشارہ کر رہی ہے۔

(۶) چھٹی شرط دعا کی ادب اور اظہار مذلت اور خشوع اور خضوع ہے یعنے خدا کا خوف کرکے عاجزی اور فروتنی سے دعا مانگے کیونکہ اللہ تعالی اگلے انبیاؤن کی فضیلت مین بیان فرمایا ہے اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَكَانُوْا لَنَا خَاشِعِيْنَ یعنے وہ لوگ نیک کامون مین جلدی کرتے تھے اور ہم سے چوماںگتے خواہش کرکے اور ڈر کر مانگتے تھے اور ہمارے آگے فروتنی سے دبے ہوے رہتے تھے۔ (انبیاء ع)

(۷) ساتوین شرط دعا کی عزیمت ہے یعنے قطعی طور پر یہ کہکر مانگے کہ اے اللہ تو میرے اس کام کو کر دے یہ نہ کہے کہ اگر تو چاہے کیونکہ حدیث مین آیا ہے۔ فَلْيَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ اَیْ یُجِدُّ فِیْهَا وَیَقْطَعُهَا یعنے مانگنے مین کوشش کرو اور قطعی طور پر مانگو۔

دعا کے آداب

(۱) دعا مانگنے سے پہلے کوئی نیکی کا کام کرنا کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے عمل صالح وسیلہ ہوتا ہے اجابت دعا کا جیسا کہ بخاری شریف مین عبد اللہ بن عمر سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل کے تین شخص راستے سے جا رہے تھے اتنے مین بارش زور کی آئی تینون پہاڑ کے ایک درے مین گھس گئے اتفاقاً پہاڑ کی ایک چٹان غار کے منہ پر آگری غار کا منہ بند ہو گیا اب آپس مین ایک دوسرے سے صلاح کرنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہیے تینون کی یہ راے ٹھیری کہ جو کوئی نیکی کا کام اخلاص

Marfat.com

کی راہ سے کیا ہے اوسی کو وسیلہ گردان کر جناب باری مین دعا کرو شاید کہ اللہ تعالی اس بلا سے
نجات دے ایک نے اون مین سے کہا کہ اے اللہ تجھے خوب معلوم ہے کہ میری ماں باپ بوڑہے
ضعیف تھے اور میرے چہوٹے چہوٹے بچے بھی تھے مین اون کی پرورش کے لیے جانورون کو
چراتا جب شام کو آتا تو مین دودہ اون جانورون کا دوہتا اپنے بچون سے پہلے اپنے ماں باپ کو
پلاتا ایک دن ایسا ہوا کہ میرے جانور دور دراز کہین چرنے کے لئے چلے گئے مین بہت
رات گئے آیا دیکھا تو میرے ماں باپ سو گئے ہین اونکو جگانا مناسب نہین سمجھا اور اپنے
بچون کو دودہ پلادون اور ماں باپ بھوکے رہین یہ بھی مناسب نہین خیال کیا وہ رات بھر
میرے پاؤن پر لوٹتے اور دودہ مانگتے رہے مین صبح تک اوسی حالت سے رہا جب صبح
ہوئی تو پہلے ماں باپ کو پلایا بعدہ بچون کو دیا اے اللہ اگر مین اس عمل کو خالصاً لوجہ اللہ کیا
ہون تو تو اس مصیبت کو دور کر دے خدا کی کرنی ایسی ہوئی کہ تھوڑا سا حصہ اوس چٹان کا
غار سے ہٹ گیا دوسرے شخص نے یہ دعا کی کہ اے اللہ تو خوب جانتا ہے کہ میری ایک
چچیری بہن تھی مین اوس پر فریفتہ ہو گیا یہان تک کہ مین نے اوس سے وصال کی خواہش
کی اوس نے سو اشرفیان مجھہ سے مانگین مین محنت مزدوری کرکے سو اشرفیان جمع کین اور اوسکو
دینے کے لئے لے گیا جب مین اوس سے صحبت کرنیکا ارادہ کیا تو اوس نے کہا اے بندے
تو اللہ سے ڈر اور خلاف شرع مجھہ سے زنا مت کر مین جھٹ اوٹھہ کھڑا ہوا اے اللہ
اگر مین اس فعل کو خالصاً لوجہ اللہ کیا ہون تو اس مصیبت کو ہم سے دور کر دے چنانچہ اس
کہتے سے چٹان اور ہٹ گئی تیسرے شخص نے کہا اے اللہ تجھے خوب معلوم ہے مین نے
ایک شخص کو مزدوری پر لگایا تھا جب وہ اپنی مزدوری سے فارغ ہوا تو کہنے لگا میری مزدوری
دلاؤ مین جو کچھہ غلہ اوس کی مزدوری مین ٹھیرا تھا اوسے دینے لگا اوس نے لینے سے انکار کیا
اور چلا گیا مین اوس غلہ کو زراعت مین لگایا چنانچہ اوس غلہ سے بہت کچہ نفع ہوا یہان تک
کہ مین نے اوس سے گائے بیل اور چرواہے خریدے پھر ایک زمانہ کے بعد وہی مزدور آیا

اور کہا میری مزدوری دلا دیجئے اور میرا حق مت مارئیے مین نے کہا کہ یہ سب گائے اور
چرواہے اور غلے لے یہ سب تیرے غلے سے ہوئے ہین اوس نے کہا اللہ سے ڈر
اور میرے ساتھہ دل لگی مت کر مین نے کہا نہین یہ سب تمہارے ہین مین ٹھٹے سے نہین کہتا
چنانچہ سب مین نے اوس کو دیدیئے اے اللہ اگر مین نے یہ کام خالصاً للہ کیا ہون تو تو
اس مصیبت کو دور کر دے چنانچہ وہ چٹان پوری ہٹ گئی غار کا منہ کہل گیا تینون خیر و عافیت
سے نکل آئے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا مانگنے سے پہلے کوئی عمل صالح کرنا چاہئے۔
(۲) دعا مانگنے کے وقت بھوکا ہو کیونکہ سیری عقل کو بگاڑتی ہے اور دلون کو مردہ کرتی ہے
حدیث شریف مین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے دلون کو بہت کہانے
اور بہت پینے سے مت مارو کیونکہ دل کی مثال مثل کہیتی کے ہے اگر اوس مین پانی مناسب
پڑا تو کہیتی اچھی رہتی ہے اگر پانی زیادہ ہوا تو کہیتی بگڑ جاتی ہے۔
(۳) دعا مانگنے کے وقت قبلہ رو ہو کر بیٹھنا کیونکہ نماز مین قبلہ کی طرف متوجہ ہونا واجب ہے
اور خارج از نماز قبلہ کیطرف منہ کر کے دعا مانگنا مستحب ہے غرضکہ استقبال قبلہ کا حکم قرآن سے
مستنبط ہوتا ہے قَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ (البقرہ ع)
اے محمدؐ تم اپنا منہ مسجد حرام کیطرف کرو اور اے مسلمانو تم جہان کہین ہو نماز مین اپنا منہ
مسجد حرام کیطرف پہیرو (بقرہ ۱۷ ع)
(۴) دوزانو ہو کر بیٹہنا کیونکہ صحابہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار مین دوزانو ہو کر
بیٹہتے تھے تو خدائے تعالے کے دربار مین بھی دوزانو ہو کر بیٹھے اور قرآن کی آیت سے
دوزانو ہو کر بیٹہنے کا ثبوت اشارۃً ملتا ہے وَتَرَىٰ كُلَّ أُمَّةٍ جَاثِيَةً اور قیامت کے دن
اے محمدؐ تم ہر اُمت کو دیکہوگے کہ دوزانو مودب بیٹھے ہوئے ہوگی اور ہر ایک امت
اپنے نامہ اعمال دیکہنے کے لئے بلائی جائیگی۔
(۵) دعا سے پہلے اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ کہنا چنانچہ قرآن کی آیت سے

اس کا حکم نکلتا ہے وَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ (نحل ع ۱۳)
جب اے محمد تم قران پڑہو تو شیطان رجیم سے پناہ مانگو یعنے یہ کہو کہ اے اللہ ہمکو شیطان رجیم
کے وسوسون سے بچالے جب مطلق قرآن کے لئے تعوذ شرط ہے تو ادعیہ قرانیہ کے لئے
تعوذ کیون نہ ہو۔

(۶) تعوذ کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہے اس کا ثبوت بھی متعدد آیات قرآنی سے
ملتا ہے جیسے اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ (علق ا ع) اے محمد تم اپنے پرورگار خالق
کا نام لیکر پڑہو اور دوسری آیت وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا (مزمل ا ع) اور
اپنے پرورگار کے نام کو یاد کرو اور سب چیزون سے قطع کرکے اوسی کے طرف اپنا دل لگا
اور حدیث مین بھی آیا ہے كُلُّ اَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَمْ يُبْدَءْ بِاسْمِ اللّٰهِ فَهُوَ اَقْطَعُ یعنے جو مہتم بالشان
کام اللہ کی نام سے نہ شروع کیا جائے وہ ناقص اور مقطوع ہے اب دعا سے بڑہ کر کون
مہتم بالشان امر ہوگا۔

(۷) تحمید ذات باری تعالیٰ یعنے دعا سے پہلے یا تو سورۂ فاتحہ پڑہنا یا مطلقاً حمد وثنائے
ذات باری تعالیٰ کرنا جبکہ قرآن مجید سورۂ فاتحہ سے شروع ہوا ہے تو ادعیہ قرانیہ کیون تحمید
سے نہ ہو چنانچہ دوسری روایت كُلُّ اَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَمْ يُبْدَءْ بِحَمْدِ اللّٰهِ فَهُوَ اَقْطَعُ بھی آئی ہے۔

(۸) بعد تحمید کے تسبیح کہے یعنے یا تو مختصراً سبحان اللہ پر اکتفا کرے یا جیسے نماز مین
سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ پڑہتے ہین ویسا پڑہے یا دعا سے
پہلے تسبیح وتقدس ذات باری تعالیٰ بجالائے اور اس کا ثبوت بھی متعدد آیات سے ملتا ہے
فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ یعنے اپنے پرردگار کی تسبیح اور تقدس کرو۔

(۹) اول وآخر دعا کے درود شریف پڑہنا جیسا کہ مطلقاً درود شریف منجر الی الثواب ہے تو
ویسا ہی دعا کے وقت درود شریف پڑہنا موجب استجابۃ دعا ہے چنانچہ ایک حدیث مین آیا ہے
کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص درود شریف بھیجتا ہے تو مین بھی اوسکے لئے

Marfat.com

دعا کرتا ہوں وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ درود شریف کا حکم نص قرانی سے ہے
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔ اے ایمان والو تم اپنے نبی پر درود وسلام بھیجو۔

(۱۰) دونوں ہاتھوں کو مثل فقیروں کے جناب باری میں پھیلا کر عرض حاجت کرنا کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے مالک بن یسار سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم اللہ سے دعا مانگو تو ہتیلیوں کو پھیلا کر دعا مانگو اور جب فارغ ہو تو اپنے ہتیلیوں کو منہ پر مل لو۔ رواہ احمد وابوداؤد۔ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ

(۱۰) دعا میں تکرار ہو یعنے بار بار مانگی جائے کیونکہ ابن عدی نے کتاب کامل میں ابن مسعود سے روایت کیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالی اون لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو دعا میں الحاح کرتے ہیں اور مسلم نے ابوہریرہ رضؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ حضرت جب دعا مانگتے تو تین مرتبہ مانگتے۔

(۱۱) دعا میں سوال ایسا نہ ہو جو باعث گناہ یا قطع رحم ہو مثلاً یہ نہ کہے کہ میرا سودی روپیہ مل جائے یا فلاں شخص اپنے بھائی یا قرابت دار سے جدا ہو جائے کیونکہ حدیث میں ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دعا بندے کی قبول ہوتی ہے بشرطیکہ گناہ یا قطع رحم کی دعا نہ مانگی ہو۔

(۱۲) دعا میں سجع اور قافیہ بندی سے پرہیز کرے (یعنے قصداً مسجع اور مقفیٰ عبارت بنا کر دعا نہ مانگے۔

(۱۳) ایسی دعاؤں کو جو قرآن وحدیث میں آئی ہیں (یعنے دعائے ماثورہ) پڑھے۔

(۱۴) دعا میں ایسی مانگے جو جامع ہوں قرآن وحدیث کی دعاؤں میں اگر غور کروگے تو اکثر دعائیں جامع ملینگیں۔

(۱۵) ضروری فرایض کو چھوڑ کر دعا نہ مانگے۔

(۱۶) اگر امام ہو تو دعا میں اپنی تخصیص نکرے مثلاً یہ نہ کہے کہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ بلکہ کہے اللھم اغفر لنا غرضکہ جمع کا صیغہ دعا میں لائے کیونکہ ایک اعرابی آیا اور اوس نے اپنی دعا میں کہا اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَدًا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو خدا کی رحمت کو جو وسیع تھی تنگ کر دیا اور رد کدیا بلکہ یون کہہ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنَا۔

قبولیت دعا

(۱۷) قبولیت دعا سے پہلے اسباب قبولیت دعا کو فراہم کرنا یعنے خدا کے اوامر پر عمل کرنا اور نواہی سے باز رہنا کیونکہ اللہ تعالیٰ ابھی اوسی کی بات مانتا ہے جو اوس کی بات مانے اور اس کا ثبوت آیت اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ (البقرہ ۲۳ع) سے ہے جب دعا کرنیوالا مجھکو پکارتا ہے تو مین اوسکی دعا کو قبول کرتا ہون بندون کو چاہیئے کہ اجابت دعا کو مجھ سے چاہین اور میرے پر ایمان لائین یعنے مجھہی پر بھروسہ کرین تاکہ اونکو ہدایت ملے۔ یعنے جب مین نے اون کو ایمان اور اطاعت کے طرف بلایا ہے تو اونکو بھی چاہیئے میرے اوامر کی اطاعت کرین اور نواہی سے باز رہین جب وہ میری سنینگے تو مین بھی اونکی سنون گا۔ جب وہ میری نہین سنتے تو مین کیون اون کی سنون۔

(۱۸) اللہ تعالےٰ کے اسمار اور اوس کے صفات کو وسیلہ ٹھیر اکر دعا مانگنا وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا اللہ تعالےٰ کے اچھے اچھے نام ہین اونکو وسیلہ ٹھیر اکر دعا مانگو (۲۲ع اعراف)

(۱۹) انبیا علیہم الصلوة والسلام کو وسیلہ ٹھیر اکر دعا مانگنا کیونکہ ترمذی مین عثمان بن حنیف سے روایت ہے۔ کہ ایک اندھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار مبارک مین آیا اور کہا یا رسول اللہ آپ اللہ سے دعا کرو مجھے بینائی آجائے آپ نے فرمایا تو جا اور وضو کر پھر دو رکعت پڑھکر یہ دعا مانگ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (اَنْ تَقْضِیَ حَاجَتِیْ) چنانچہ اوس نے دعا مانگی اللہ تعالےٰ

فضل سے اوس کی بینائی آگئی

(۲۰) اولیاء اللہ اور صالح بندون کے وسیلہ سے دعا مانگنا کیونکہ ایک دفعہ مدینہ مین قحط ہوا حضرت عمرؓ نے دعا مانگی اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَتَوَسَّلُ بِعَمِّ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خوب بارش ہوی۔

(۲۱) توسل باعمال صالحہ چنانچہ اس کے متعلق حدیث اوپر گزر چکی ہے۔

(۲۲) اوقات اجابت دعا مین دعا مانگنا چنانچہ اس کی تفصیل آگے آتی ہے

(۲۳) دعا سے فارغ ہونے کے بعد دونون ہاتھون کو منہ پر مل لے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، فَاِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوا بِہَا وُجُوْہَکُمْ یعنے جب تم دعا سے فارغ ہو تو اپنے ہاتھون کو منہ پر مل لو یہ اشارہ ہے ایک تفاؤل نیک پر یعنے بندے کے ہاتھ برکات آسمانی اور فیوضات ربانی سے مملو ہین گویا اوس کو اپنے مالک سے استجابت دعا کی قوی امید ہوگئی ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ مین نے اپنے مالک حقیقی سے جو کچھ کہ مانگا اوس کو مالک نے دیدیا اوسکو مین تبرکا اپنے آنکھون پر رکھتا ہون اور منہ سے چومتا ہون اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ بادشاہان مجازی کے پاس سے کوئی عطیہ ملتا ہے تو سر اور آنکھون پر رکھا جاتا ہے ویسا ہی ہاتھون کا منہ پر رکھنا ہے۔

(۲۴) قبولیت دعا مین جلدی نہ چاہئے یعنے یہ نہ کہے کہ مین نے دعا مانگی اور ابھی تک میرا کام نہوا کیونکہ صحیحین مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ بندہ بہتری مین رہے گا بشرطیکہ استجابتہ دعا مین جلدی نہ کرے صحابہ نے کہا یا نبی اللہ جلدی کرنے کے کیا معنے ہین آپ نے فرمایا یہ نہ کہے کہ مین نے دعا کی تھی قبول نہین ہوئی کیونکہ اللہ تعالے دعا سب کی قبول کرتا ہے لیکن اوس کام کے نفاذ مین بوجہ مصلحت کے دیری ہوتی ہے یا تو ذات باری تعالی اوس بندے کو اوس کا اہل نہین سمجھتا یا اوس کام کو ایک وقت پر اظہار کہتا ہے یا آخرت مین اوس کو اوس کا

ثمرہ ملتا ہے۔

اوقات اجابت دعا

جیساکہ دعا مانگنے کے آداب وشروط ہین ویساہی قبولیت دعا کے اوقات بھی ہین مندرجہ ذیل اوقات مین دعا قبول ہوتی ہے۔

(۱) رمضان کے مہینے مین کیونکہ رمضان ایسا مبارک مہینا ہے کہ اوسی مہینے مین قرآن ایک دم لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل ہوا اور پھر وہان سے یوماً فیوماً بقدر ضرورت نازل ہوتا رہا جیساکہ آیت قرآنی سے معلوم ہوتا ہے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ (بقرہ ۲۳ ع) اور دوسری حدیث مین ہے مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ یعنے جو شخص رمضان کے مہینے مین ایمان اور بطلب ثواب قیام لیل کیا تو اللہ تعالیٰ اوس کے اگلے گناہ بخشدیتا ہے اب رہا اجابت تو اوس کے بعد ہی کی آیت سے مستنبط ہوتا ہے اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ جب مجھہ سے مانگنے والا مانگتا ہے تو مین اوس کے دعا کو قبول کرتا ہون جب کہ مطلق داعی کی دعا کو قبولیت ہے تو رمضان مین بدرجہ اولی قبولیت دعا کو دخل ہوگا۔

(۲) شب قدر مین جیساکہ آیت اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ۔ اتارا ہم نے قرآن کو شب قدر مین اے محمدؐ تم کیا جانتے ہو کہ لیلة القدر کیا چیز ہے شب قدر وہ رات ہے جو ہزار مہینون سے بہتر ہے اجب قرآن شب قدر مین نازل ہوا تو اوعیہ قرآن بھی شب قدر مین پڑہی جاوین تو انسب للاجابة ہوگین لیلة القدر کو لیلة القدر اسی وجہ سے کہتے ہین کہ دوسری راتون سے ہزار درجہ مرتبہ مین بڑہی ہوئی ہے یا اس وجہ سے اوسکو لیلة القدر کہتے ہین کہ اوس مین موت اور اجل اور رزق کا اندازہ کیا جاتا ہے یا اس وجہ سے کہ اوس رات مین طاعات اور عبادات کو بہ نسبت اور ایام کی زیادہ فضیلت ہے اور قبولیت کو بھی اس رات مین زیادہ دخل ہے

(۳) عرفہ کے دن کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے خَیرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ یَومِ عَرَفَۃ بہتر دعا وہ ہے جو عرفات مین مانگی جائے۔

(۴) جمعہ کی رات مین کیونکہ ایک روایت مین آیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالبؓ سے فرمایا جمعہ کی رات مین ایک ساعت ہے اگر اوس ساعت مین دعا مانگی جائے تو قبول ہوتی ہے۔

(۵) جمعہ کے دن مین کیونکہ ایک روایت مین آیا ہے اچھا دن جسمین آفتاب طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے۔

(۶) آدہی رات مین کیونکہ ابی امامہ سے مروی ہے صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ کونسی دعا سنی جاتی ہے آپ نے فرمایا آدہی رات کی اور فرض نمازون کے بعد جو دعا مانگی جائے۔

(۷) پچھلی رات مین کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے اللہ تعالیٰ ہر رات مین آسمان دنیا کے طرف نزول فرماتا ہے جب پچھلی رات کا تہائی حصہ باقی رہجاتا ہے تو کہتا ہے کون شخص دعا مانگتا ہے تاکہ مین اوس کی دعا کو قبول کرون کون شخص مجھہ سے مغفرت چاہتا ہے مین اوس کی مغفرت کرون۔

(۸) جمعہ کے دن ایک ساعت ہے جسمین دعا قبول ہوتی ہے اب اوس کے تعین مین علما کا اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ جمعہ کا خطبہ شروع ہونے سے ختم نماز جمعہ تک بعضون نے کہا نہین جمعہ کی نماز شروع ہونے سے ختم نماز جمعہ تک بعضون نے کہا نہین جمعہ کی نماز شروع ہونے سے سلام تک بعض کہتے ہین جمعہ کے دن مین عصر سے لیکر غروب آفتاب تک بعض روایت مین جمعہ کے دن طلوع فجر سے لیکر طلوع آفتاب تک۔

دعا کن حالتون مین قبول ہوتی ہے

(۱) اذان کے وقت کیونکہ حدیث مین سہل بن سعد سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو وقت کی دعا کبھی رد نہین ایک اذان کے وقت ایک قتال کفار

کے وقت

(۲) اذان اور اقامت کے درمیان اس لئے کہ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذان اور اقامت کے درمیان کبھی دعا رد نہیں ہوتی صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ اوس وقت ہم کونسی دعا مانگیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی عافیت مانگو۔

(۳) اگر مصیبت زدہ شخص بعد حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ وحَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے دعا مانگے کیونکہ حاکم نے بسند صحیح روایت کیا ہے کہ جب موذن اذان دیتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دعا قبول کی جاتی ہے جب کسی کو مصیبت درپیش آئے یا کسی قسم کی تکلیف ہو تو موذن کی اذان کا انتظار کرے جب موذن اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے تو یہ بھی اللہ اکبر کہے جب وہ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے تو یہ بھی کہے جب وہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہے تو یہ بھی کہے جب وہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہے تو یہ بھی کہے بعد ختم اذان کے یہ دعا مانگے اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ الصَّادِقَۃِ الْمُسْتَجَابَۃِ لَھَا دَعْوَۃُ الْحَقِّ وَکَلِمَۃُ التَّقْوٰی اَحْیِنَا عَلَیْھَا وَاَمِتْنَا عَلَیْھَا وَاجْعَلْنَا مِنْ خِیَارِ اَھْلِھَا اَحْیَاءً وَّاَمْوَاتًا پھر اوس کے بعد اپنی حاجت مانگے

(۴) اقامت کے وقت کیونکہ ایک حدیث میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اقامت کی تکبیر کہی جاتی ہے تو آسمان کے دروازے قبولیت کے لئے کھل جاتے ہیں۔

(۵) جب صفیں قتال فی سبیل اللہ کے لئے قایم ہوں کیونکہ اس کا ثبوت سورۂ صف سے ملتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ (صف ع ۱)

135376

(۶) سجدے کی حالت میں کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا۔ بندہ سجدے کی حالت مین اپنے مالک سے بہت قریب ہوتا ہے پس سجدے کی حالت مین کثرت سے دعا مانگو (مسلم)۔

(۷) قرآن کریم کی تلاوت کے بعد کیونکہ ترمذی مین عمران بن حصین سے مروی ہے وہ ایک قاری قرآن پر گذرے جو قرآن پڑہ رہا تھا اور لوگون سے مانگ رہا تھا اونہون نے افسوس کی راہ سے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ کہا پھر کہنے لگے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے جو شخص قرآن پڑہے وہ قرآن پڑہکر اللہ ہی سے مانگے کیونکہ قریب مین ایسی قوم آئیگی جو قرآن پڑہے گی اور لوگون سے مانگیگی

(۸) جب امام وَلَا الضَّآلِّیْن کہے تو مقتدی آمین کہے کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ اوس وقت ملائکہ بھی آمین کہتے ہین پس جسکا آمین کہنا ملائکہ کے آمین کے ساتھ ملجاتا ہے تو اوسکی اگلے گناہ بخشدئے جاتے ہین موطا مین ایک روایت آئی ہے کہ حضرت وَلَا الضَّآلِّیْن کے بعد اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ (اٰمِیْن) فرماتے۔

(۹) زمزم شریف کا پانی پینے کے وقت کیونکہ ابن عباس سے روایت آئی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص زمزم شریف کا پانی جس نیت سے پیتا ہے اللہ تعالی اوس نیت کو پورا کرتا ہے اگر کوئی بیمار بہ نیت شفا پیتا ہے تو اللہ تعالی اوس کی بیماری کو دور کردیتا ہے اگر کوئی بھوکا سیری کی نیت سے پیتا ہے تو اللہ تعالی اوس کو سیر کردیتا ہے اگر کوئی شخص پیاس بجھنے کی نیت سے پیتا ہے تو اللہ تعالی اوس کو سیراب کردیتا ہے زمزم شریف کے کوئین کی فضیلت اس وجہ سے ہے کہ وہ حضرت ہاجرہ اور اسمعیل کے پانی پینے کے لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی ٹھوکر سے پھوٹ نکلا تھا حاکم نے اپنی روایت مین اس قدر اور زیادہ کیا ہے اگر اللہ تعالی سے اوس وقت وساوس شیطانی سے پناہ چاہکر پیا جائے تو اللہ تبارک و تعالی اوس کو وسوسون سے بچالیتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ جب پیتے تو

یہ دعا مانگتے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَآءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ

(۱۰) مرغ جس وقت بانگ دیتا ہے کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مرغ کی بانگ سنو تو اللہ تعالیٰ سے فضل اور رحمت کے امیدوار ہو کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھہ کر بانگ دیتا ہے اور جب گدہے کی آواز سنو تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ کہو کیونکہ وہ شیطان کو دیکھہ کر چلاتا ہے۔

(۱۱) جب مسلمانون کا اجتماع کسی ذکر یا نصیحت یا وعظ کے لئے ہو کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جماعت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے تو فرشتون سے وہ محفل بھر جاتی ہے اور رحمت الٰہی اونکو ڈہانک لیتی ہے۔

(۱۲) جب میت کی آنکھین آسمان کو لگ جائین اور اوس کے آنکھین بند کرنے کے بعد اگر دعا مانگے تو اوس وقت بھی دعا قبول ہوتی ہے کیونکہ صحیح مین ام سلمہ کی حدیث سے روایت ہے جب ابوسلمہ کی وفات ہوئی تو حضرت تشریف لائے آنکھین پہٹ کر آسمان کو لگ گئی تھین آپ نے اونکی آنکھین مینچ دین اور آپ نے فرمایا جب روح قبض کر لی جاتی ہے تو اوس کے پیچھے آنکھین لگ جاتی ہین اون کے اہل وعیال نے رونا شروع کیا آپ نے فرمایا تم ایسے وقت مین اونکے لئے اور اپنے لئے دعائے خیر مانگو کیونکہ جو کچھ تم اس وقت کہو گے فرشتے آمین کہتے جائینگے پھر آپ نے ابوسلمہ کے لئے یہ دعا مانگی اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ سَلَمَۃَ وَارْفَعْ دَرَجَتَہٗ فِی الْمَھْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْہُ فِیْ عَقِبِہٖ فِی الْغَابِرِیْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَہٗ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ وَافْسَحْ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ وَنَوِّرْ لَہٗ فِیْہِ ایسی دعا پر کیون نہ رشک کیا جائے کاش یہ کاتب الحروف ابوسلمہ کی جگہ پر ہوتا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس عاصی کے لئے دعا فرماتے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ۔

(۱۳) جب میت کو سکرات ہونے لگے کیونکہ نسائی مین ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میت مرنے کی قریب ہوتا ہے تو فرشتے آتے ہین

Marfat.com

ایسے وقت مین دعا بھی قبول ہوتی ہے

(۱۴) بارش کے وقت چنانچہ امام شافعی نے کتاب الاُمّ مین ذکر کیا ہے کہ دعا پانی پڑنے کے وقت مقبول ہوتی ہے اور حصن حصین مین بھی ذکر آیا ہے۔

(۱۵) خانہ کعبہ کے دیکھنے کے وقت چنانچہ طبرانی نے روایت کیا ہے ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ مسلمان کی دعا خانہ کعبہ کے دیکھنے کے وقت مقبول ہوتی ہے۔

(۱۶) سورہ انعام کی پڑھنے کی حالت مین جلالتین کے درمیان اس سورہ پاک مین اللہ تعالےٰ کا اسم مبارک دو مرتبہ آیا ہے اور وہ آیت یہ ہے وَاِذَا جَآءَتْھُمْ اٰیَۃٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰی نُؤْتٰی مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ۔

(۱۷) فرض نمازون کے بعد کیونکہ ابن السنی اور ابو الشیخ اور ابن نجار نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جو بندہ مومن ہر نماز کے پیچھے اپنے ہاتھون کو پھیلا کر یہ کہتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِلٰھِیْ وَاِلٰہَ اِبْرَاھِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَاِلٰہَ جِبْرَئِیْلَ وَمِیْکَآئِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ اَسْأَلُکَ اَنْ تَسْتَجِیْبَ دَعْوَتِیْ فَاِنِّیْ مُضْطَرٌّ وَاَنْ تَعْصِمَنِیْ فِیْ دِیْنِیْ فَاِنِّیْ مُبْتَلًی وَاَنْ تَنَالَنِیْ بِرَحْمَتِکَ فَاِنِّیْ مُذْنِبٌ وَتَنْفِیْ عَنِّی الْفَقْرَ فَاِنِّیْ مُسْکِیْنٌ اللہ تعالیٰ اوسکو کبھی نامراد نہین کرتا۔ آج کل اس مسئلہ مین بعض لوگون نے بڑا غلو کیا ہے وہ کہتے ہین کہ فرض نمازون کے بعد ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگنے کا ثبوت قرآن وحدیث سے نہین ملتا اس لئے اس کی کچھ ضرورت نہین لکن اگر سب احادیث کو دیکھا جائے اور حضرت کے ادعیہ کو تلاش کیا جائے تو اکثر ہاتھ اوٹھا کر دعا آپ نے مانگی ہے اور جب خود حضرت ارشاد فرماتے ہین اِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰہَ فَاسْئَلُوْا بِبُطُوْنِ اَکُفِّکُمْ چنانچہ یہ حدیث کنز العمال مین بھی ہے یعنے جب تم اللہ سے مانگو تو ہتھیلیون کو پھیلا کر دعا مانگو اور اذا تعمیم کے لئے ہے تو اوس سے صاف حکم مستنبط ہوتا ہے کہ خارج از نماز مین جب دعا مانگی جائے تو ہاتون کو اوٹھا کر دعا مانگی جائے دوسرے جب اللہ تعالےٰ قرآن مین فرماتا ہے وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ

اللہ کی ذات غنی ہے اور تم سب محتاج ہو تو ہم کو بھی چاہیے اپنے عرض مطلب کے لئے اپنے مالک حقیقی کے سامنے مثل فقیرون اور محتاجون کے ہاتھ پہیلا کر دعا مانگین اور نماز پڑھکر اپنے عرض حاجت کے لئے ہاتھ نہ پہیلانا ایک طرح کا استکبار ہے جو بندون کے خلاف شان ہے

اماکن الاجابۃ یعنے دعا کہان مقبول ہوتی ہے

(۱) مطاف مین یعنے خانہ کعبہ کے طواف کے مقام مین وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ — (س حج) اور طواف کرین اوس قدیم گھر کا اور ظاہر ہے کہ طواف مین تسبیح اور تکبیر اور تہلیل کی جاتی ہے اور دعا مانگی جاتی ہے۔

(۲) مقام مُلتزَم مین یعنے دروازہ خانہ کعبہ اور حجر اسود کے درمیان جو مقام ہے کیونکہ حبیب بن صہبان سے روایت ہے وہ کہتے ہین مین عمر بن خطاب کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے اور خانہ کعبہ اور رکن کے درمیان یا مقام ابراہیم اور دروازہ خانہ کعبہ کے درمیان یہ دعا مانگتے ہوئے دیکھا رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (کنز العمال) اور طبرانی مین ابن عباس سے روایت آئی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درمیان رکن اور مقام ابراہیم کے ملتزم ہے جو کوئی آفت زدہ دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اوس کو آفت سے نجات دیتا ہے۔

(۳) میزاب رحمت کے نیچے یعنے حطیم کے اندر کیونکہ بقول صحیح حطیم بھی مطاف مین داخل ہے

(۴) زمزم شریف کے کوئین کے پاس چنانچہ اس کے متعلق اوپر ذکر آچکا ہے۔

(۵) خانہ کعبہ کے اندر کیونکہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوئے تو آپ نے اوس کے سب جوانب مین دعا مانگی (صحیح مسلم)

(۶) صفا اور مروہ پہاڑ پر جیسا کہ ایت سے مستنبط ہوتا ہے اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ

(۷) صفا اور مروہ پہاڑ کے درمیان سعی کی حالت مین کیونکہ جب صفا اور مروہ پہاڑون کے درمیان دوڑتے ہین تو تکبیر اور تہلیل اور تسبیح کہتے ہین اور یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔

Marfat.com

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور اون کے علاوہ اور دعائین بھی مانگ سکتا ہے۔

(۸) مقام ابراہیم کے پیچھے اس کا ثبوت بھی قرآن سے ملتا ہے وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی تعیین مقام ابراہیم مین بہت سارے احادیث آے ہین لکن احادیث صحیحہ سے یہ پتا چلتا ہے کہ مقام ابراہیم اوس پتھر کا نام ہے کہ جس پتھر پر ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کی دیوارین اٹھار ہے تھے جیسا کہ بخاری شریف مین ابن عباس سے مروی ہے کہ مقام ابراہیمؑ وہ پتھر تھا جو دیوار خانہ کعبہ سے ملحق تھا سب سے پہلے اوس پتھر کو عمر بن الخطاب نے نقل کرا کے دوسرے مقام پر مین رکھا دیا چنانچہ اس روایت کو عبد الرزاق نے اور بیہقی نے بسند صحیح نقل کیا ہے اب اس مین علما کا اختلاف ہے کہ مُصَلًّی سے کیا مطلب ہے بعض کہتے ہین کہ مشاعر اور مشاہد حج ہین بعضون نے کہا کہ مُصَلًّی سے مُدَّعیٰ ہے یعنے دعا کا مقام یعنے دعا وہان پر مانگو بعضون نے کہا کہ مصلی سے مراد قبلہ ہے یعنے اوس مقام کو کہ جس مقام پر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ بنار ہے تھے اوس مقام کو اپنا قبلہ قرار دو۔

(۹) عرفات مین وَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ طبرانی نے اپنی کتاب اوسط اور کبیر مین بسند صحیح ذکر کیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا کے لئے سات مقام پر ہاتھ اٹھائے جائین (۱) جب نماز شروع ہو (۲) جب مسجد حرام مین داخل ہو (۳) جب خانہ کعبہ کو دیکھو (۴) جب صفا یا مروہ پہاڑ پر کھڑے ہو (۵) جب لوگ عرفات کے میدان مین جمع ہون (۶) مزدلفہ مین (۷) جمرۂ ثلثہ کے مقام مین یعنے جہان پر شیطان کو کنکریان مارتے ہین۔

(۱۰) صاحب نزول الابرار اور مصنف حصن حصین کہتے ہین کہ یہ امر کئی دفعہ آزمایا گیا ہے کہ ان کے علاوہ اور مقامات مین بھی دعا مقبول ہوتی ہے مسجد نبوی مین مسجد حرام مین مسجد

Marfat.com

بیت المقدس مین جلالتین کے درمیان - طواف مین ملتزم کے پاس - قبور انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے پاس اور خاصکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر شریف کے پاس اور اس کا یہی تحریر ہے کہ قبور اولیاء اللہ اور قبور صالحین کے پاس بھی دعا قبول ہوتی ہے -

دعا کن کن لوگون کی قبول ہوتی ہے

(۱) انبیا علیہم الصلوۃ کی دعا اپنی امت کے لئے اس کے ثبوت مین متعدد آیات آئے ہین

(۲) مضطر مصیبت زدہ کی دعا چنانچہ اس کا ثبوت آیت قرانی سے ہے اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکۡشِفُ السُّوۡٓءَ (سورۂ نمل ع) جب مصیبت زدہ دعا مانگتا ہے تو سوائے خدا کے کون شخص اوسکی دعا کو سنتا ہے اور اوس کی تکلیف کو دور کرتا ہے -

(۳) امام عادل کی دعا (۴) مسافر کی دعا (۵) والدین کی دعا اپنے اولاد کے لئے چنانچہ ان تینون شخصون کی دعا کے قبول ہونے کا ثبوت حدیث شریف سے آیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخصون کی دعا قبول ہونے مین کسی طرح کا شک نہین ایک مظلوم کی دعا دوسرے مسافر کی دعا تیسرے امام عادل کی دعا ایک روایت مین والدین کی دعا کا بھی ذکر آیا -

(۶) جب کوئی مسلمان اپنے بھائی مسلمان کے لئے غائبانہ دعا کرے اور اس پر یہ آیت دلیل ہے وَالَّذِیۡنَ جَآءُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَلِاِخۡوَانِنَا الَّذِیۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِیۡمَانِ اور نبی کریم کو ارشاد ہوتا ہے - وَاسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۡۢبِكَ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنَاتِ اور نوح علیہ السلام نے دعا مانگی تھی رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنۡ دَخَلَ بَیۡتِیَ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنَاتِ اور ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ -

(۷) توبہ کرنے والے کی دعا اس کا ثبوت اس آیت سے ہے وَیَتُوۡبُ اللّٰهُ عَلٰی مَنۡ تَابَ جو شخص توبہ کرے اللہ تعالیٰ اوس کے طرف متوجہ ہوتا ہے اور حدیث شریف

Marfat.com

مین آیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دن اور رات مین اللہ تعالی کے بندے
آزاد ہوتے ہین اور ہر بندے کی دعا مستجاب ہوتی اور خاصکر وہ شخص جو اپنے گناہون سے
توبہ کرے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہوتا ہے کہ گویا
اوس نے گناہ کیا ہی نہین

(۷) جو شخص رات کو جاگتا ہے اور تہجد کی نماز گذارتا ہے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے
جو شخص رات کو جاگے اور وضو کرکے یہ کہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ
الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ
اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ تو اللہ تعالے اوس کے گناہون کو
بخشدیتا ہے اور جو کچھ دعا مانگے اللہ تعالی اوس کی دعا قبول فرماتا ہے اور جو نماز پڑہی
جاوے وہ نماز اوس کی مقبول ہوتی ہے ۔

(۸) روزہ دار کی دعا جس وقت روزہ افطار کرے (ترمذی ابن ماجہ)

(۹) حاجی جب حج سے واپس ہو ۔ جامع ابی منصور

(۱۰) مستجاب الدعوات شخص (یعنی وہ شخص کہ جس کی دعا قبول ہوتی ہے)

اللہ تبارک وتعالی کا اسم اعظم

اللہ تعالی کے اسم اعظم کے وسیلہ سے دعا مانگنے کے بارے مین بہت سارے احادیث
آئے ہین چنانچہ احادیث متعددہ سے یہ امر ثابت ہوا ہے کہ جو شخص اللہ تعالے کا نام
(جو اسم اعظم ہے) پڑہکر دعا مانگے تو اللہ تعالی اوس کی دعا قبول فرماتا ہے لیکن اب اوسکی
تعین مین علما کا اختلاف ہے حاکم نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالے
کا اسم اعظم لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ہے اور مصنف
ابن ابی شیبہ مین یہ ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِاَنِّيْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اور ایک

Marfat.com

روایت مین ابن حبان کی یہ آئی ہے اللھم انی اسالک بان لک الحمد لا الٰہ الا انت اور ایک روایت مین وحدہ لا شریک لک الحنان المنان بدیع السمٰوٰت والارض یا ذالجلال والاکرام اور ایک روایت مین یا حی یا قیوم ہے اور ابو داؤد اور ترمذی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسم اعظم ان آیتون مین ہے والٰھکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم اللّٰہ لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم قاسم کہتے ہین کہ میرے پاس وہ اللّٰہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم ہین یہ کہتا ہون کہ ہر مسلمان کو جب کوئی سخت مشکل پیش آئے تو وضو کرے اور دو رکعت نفل پڑہے پھر (۷) مرتبہ درود شریف پڑہے بعد اُس کے رو بقبلہ ہو کر بیٹھے پھر بعد اوس کے اس دعا کے وسیلہ سے اپنے مطلب کو اللہ تعالیٰ سے مانگے پھر بعد ختم کے (۷) بار درود شریف پڑہے انشاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ اوس کی مقصد کو پورا کرے گا مگر احتیاط رکہے کہ بغیر ضرورت شدیدہ کے ایسا نہ کرے اور گناہ کے کام اور حقیر کامون کے لیئے اور کسی مسلمان کو ضرر پہنچانے کیلیے یہ دعا نہ کرے اور نہ انتظام عالم مین دخل دے مثلاً سلطنت یا ملک یا بادشاہ کے بدلنے یا تباہ ہونے کے لیے نہ پڑہے ورنہ نفع کے بدلے نقصان کا اندیشہ ہے۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔ الٓمٓ اللّٰہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم ھو اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو عالم الغیب والشھادۃ ھو الرحمٰن الرحیم ھو اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو الملک القدوس السلام المؤمن المھیمن العزیز الجبار المتکبر سبحان اللّٰہ عما یشرکون ھو اللّٰہ الخالق البارئ المصور لہ الاسماء الحسنیٰ یسبح لہ ما فی السمٰوٰت والارض وھو العزیز الحکیم والٰھکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم قل اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علیٰ کل شیء قدیر۔ تولج اللیل فی النھار وتولج النھار فی اللیل وتخرج

Marfat.com

الحیّ من المیّت و تخرج المیّت من الحیّ و ترزق من تشاء بغیر حساب
لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظّالمین۔ اللّٰھم انی اسألک
بانّ لک الحمد لا الٰہ الا انت الحنّان المنّان بدیع السمٰوٰت والارض
یا ذا الجلال والاکرام۔ یا حیّ یا قیّوم اللّٰھم انی اسألک بانی اشھد
انک انت اللّٰہ لا الٰہ الا انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم
یکن لہ کفوا احد۔ اللّٰھم انی اسألک باسمک الطاھر الطیب المبارک
الاحب الیک الذی اذا دعیت بہ اجبت واذا سئلت بہ اعطیت واذا
استرحمت بہ رحمت واذا استفرجت بہ فرجت اللّٰھم انی ادعوک
وادعوک الرحمٰن وادعوک البر الرحیم وادعوک باسمائک الحسنٰی کلھا
ما علمت منھا وما لم اعلم یا رب یا رب اللّٰہ لا الٰہ الا ھو رب العرش
العظیم سبوح قدوس ربنا و رب الملٰئکۃ والروح۔

اس کے بعد اپنی حاجت کہے۔ اب یہان سے ہم قرآن کے ادعیہ کو شروع کرتے ہین اور
ہر ایک دعا کی فصاحت و بلاغت بھی بیان کرتے ہین۔

قرآن مجید کی دعائین

اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم الحمد للّٰہ
رب العلمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد و ایاک
نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم
غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ اٰمین۔ ترجمہ۔ مین اللہ کی پناہ مین آتا ہون
شیطان مردود کے شر اور وسوسون سے مین اس سورہ کو شروع کرتا ہون اللہ کا نام لیکر
جو بڑا مہربان اور نہایت رحیم ہے انصاف کے دن کا مالک وہی ہے ہم تیرے ہی عبادت
کرتے ہین اور تجھہی سے مدد چاہتے ہین ہم کو اون لوگون کی سیدھے راستہ پر چلا جن پر

Marfat.com

فضل نازل ہوا نہ اون لوگون کے راستہ پر جن پر تیرا عتاب اور غصہ نازل ہوا۔ نہ اون لوگون کا راستہ جو راہ حق سے بھٹک گئے یعنے ہم کو یہود اور نصارے کے راستہ پر مت لیچل

اس سورت مین دعا تو صرف (اہدنا الصراط المستقیم ہے) لکن اس سورت مین چند آداب دعا کا استنباط نکلتا ہے اس لئے ہم نے اس کو پورا لکہا کہ انسان دعا مانگنے سے پہلے تعوذ پڑہے پہر تحمید ذات باری تعالی کرے پہر عرض مطلب بیان کرے (ابلاغت) اس دعا مین شبہ یہ ہوتا ہے کہ جب بندے نے خدا کی تحمید کی اور اپنی عبودیت کا جملۂ ایاکَ) سے اعتراف کیا تو اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ بندہ ہدایت پر ہے پہر (اہدنا سے دعا مانگنا تحصیل حاصل ہے

جواب شبہ | یہان پر حاصل الگ ہے اور مطلوب الگ۔ ہدایت اگرچہ حاصل ہے لکن جملہ اہدنا مین قائل نے محض ہدایت مراد نہین رکہی ہے بلکہ مزید ہدایت مراد رکہی ہے یا ہدایت پر ثابت قدم رہنا مراد رکہا ہے کیونکہ ہدایت کا صلہ لام سے ہوتا ہے یا الی سے تو اوسکی معنے ہوتے ہین صرف راستہ بتانے کے جیسے اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور جہان پر ہدایت کا کوئی صلہ نہ ہو اور وہ بنفسہ متعدی ہو تو وہان ہدایت کے معنے ایصال الی المطلوب کے ہوتے ہین یعنے اے مالک ہمارا مطلوب یہ ہے کہ ہم منزل مقصود تک پہونچ جائین اور تیرے نبی کے ہدایت پر قایم رہین یہ ہم تجہی سے مانگتے ہین تو ہی ہم کو ہمارے منزل مقصود تک پہونچادے یعنے اپنی معرفت اور محبت عطا کر۔

صراط۔ کی اصل سراط ہے جس کے اصل معنے نگلنے کے ہین چونکہ راستہ مسافرون کو اپنی منہ مین لیتا ہے یا یہ کہ مسافر راستہ کو طے کرتا ہے تو گویا اوس کو نگلتا ہے اس مناسبت سے صراط کو صراط کہتے ہین مُسْتَقِيْمٍ کے معنے سیدہا جسمین کسی قسم کی کجی نہ ہو اور وہ افراط اور تفریط سے بالکل خالی ہو جابر کہتے ہین کہ اس سے مراد دین اسلام ہے عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہین قرآن ہے بعضون نے کہا اہل سنت والجماعۃ کا مذہب ہے ابو العالیہ کہتے ہین

کہ جس طریقہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ ہین فضیل بن عیاض کہتے ہین حج کا راستہ بعضون نے کہا کہ وہ راستہ جس سے جنت ملے ابن عباس اہدنا کی تفسیر بیان کرتے ہین (اے اللہ جو تیرا دین حق ہے اوسکو ہمارے دل مین ڈال اور ہمکو افراط و تفریط سے بچالے) مین کہتا ہون کہ اللہ تعالیٰ نے خود اوسکی تفسیر بیان کر دی ہے یعنے جو منعم علیہم صدیقین اور شہدا اور صالحین ہین اون کے راستہ کی ہمکو توفیق دے یہود جو مغضوب علیہم ہین اور نصاری جو بہٹکے ہوئے ہین اون کے راستے سے ہمکو بچالے -

(۲) وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا - قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ - (۸ ع بقرہ)

جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا اللہ تم کو ایک گائے ذبح کرنیکا حکم دیتا ہے اون کی قوم نے کہا کیا تم ہمکو بناتے ہو یعنے ہمارے ساتھ دلگی کرتے ہو (موسیٰ علیہ السلام نے کہا) خدا کی پناہ اس سے کہ مین نادان ہون یعنے زمرہ جہلا مین ہونے سے مین پناہ چاہتا ہون (شان نزول) اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ یہودیون مین ایک خون ہو گیا تہا اوس کے قاتل کا پتہ نہین چلتا تہا اوس کے وارث ہر کسی پر دعویٰ کرتے حضرت موسیٰ سے اسکا استغاثہ کیا حضرت موسیٰ نے دعا کی حکم ہوا کہ ایک گائے کو ذبح کرکے اوس کی کوئی بھی ہڈی مردے کو چہوا دو وہ زندہ ہو کر خود اپنے قاتل کو بتا دے گا اس پر موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے سمجہا کہ موسیٰ علیہ السلام ہم سے دلگی کرتے ہین حضرت موسیٰ نے جواب دیا کہ مین جہالت سے پناہ چاہتا ہون جو کچہ حکم ربی ہوا ہے مین اوسکو سناتا ہون اس قصہ سے مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح سے اوس مردہ کو زندہ کر دیا اوسی طرح اور مردون کو زندہ کرے گا چنانچہ یہ قصہ اثبات قیامت کے لئے لایا گیا ہے خیر یہان پر ہمکو اس کی تفصیلی بحث سے مطلب نہین ہے جہان پر معجزات سے عقلی بحث کرینگے وہان اسکی باریکیون کو بھی بتا دینگے ہمکو تو صرف یہان دعائے اعوذ باللہ کی بلاغت بیان کرنا مقصود ہے جو ہمارا اصل موضوع ہے

Marfat.com

چونکہ یہ آیت دعائیہ قصد طلب تھی اس لئے اوپر سے لکھی گئی ہے۔ (بلاغت) یہ جملہ تعوذ جو ایک طرح سے قوم کے سوال کا جواب بھی ہے اور تعوذ بھی موسیٰ علیہ السلام نے جب کہا جبکہ انکی قوم نے اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا کہا یعنے ایسے موسیٰ جو تم گائے کے ذبح کرنے کے لئے کہتے ہو ہمارے ساتھہ دلگی کر رہے ہو اور ہمکو بنا رہے ہو موسیٰ علیہ السلام نے کہا نہین بلکہ مین تو دلگی سے پناہ مانگتا ہون اگرچہ موسیٰ علیہ السلام کو اوس کے جواب مین یہ کہنا چاہیے تھا لَا أَسْتَهْزِئُ بِكُمْ یا أَعُوذُ بِاللّٰهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْتَهْزِئِينَ یہان اس کو نہ کہہ کر اعوذ باللہ من الجاہلین کہا اس مین بلاغت یہ رکھی کہ ہنسی یا دلگی مین آدمی جو مشغول ہوتا ہے وہ بسبب جہالت کے مشغول ہوتا ہے کیونکہ سبب مسخرگی کا جہالت ہے اور منصب نبوت اس امر کا مقتضی نہین ہے کہ دلگی پر اقدام کیا جائے کیونکہ ٹھٹا یا دلگی کرنا انبیا کی شان سے بعید ہے یعنے ٹھٹا کرنا تو کجا جو دلگی کا سبب جہالت ہے اوس سے بھی مین پناہ مانگتا ہون جیسے کہتے ہین کہ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَدَمِ الْعَقْلِ وَغَلَبَةِ الْهَوٰى غرضکہ اس دعا مین مُسَبَّبْ (استہزا) کو چھوڑ کر سبب (جہل) کو بیان کیا تاکہ کمال مبالغہ عدم استہزا مین ثابت ہو کیونکہ سبب کے نفی ہونے سے مسبب کی بھی نفی ہو جائیگی اس آیت سے معلوم ہوا کہ انسان کے لیے جہالت اور دلگی دونون برے ہین۔ اچھا تو اب دوسرا شبہ ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام صرف اس قدر کہدے ہوتے اعوذ باللہ من الجہل اتنا طول جملہ کیون بیان کیا اس کا جواب یہ ہے کہ مین کیا ٹھٹا کرون مین تو ٹھٹے کرنے والون کے زمرہ مین شمار ہونے سے بھی پناہ مانگتا ہون جیسے کہتے ہین کہ خدا ایسی صحبت سے بچائے۔

دوسری بلاغت اس مین یہ رکھی گئی ہے کہ جب مین اس امر کو جانتا ہون کہ دین مین ٹھٹا کرنا ایک بہت بڑی وعید اور عذاب کا موجب ہے پھر مین بھلا تم سے کیون ٹھٹا کرنے لگا بعضون نے کہا کہ نہین جہل بمعنے ٹھٹے کے بھی آیا ہے کیونکہ بعض اہل لغہ نے کہا ہے جیسا کہ جہل علم کا ضد ہے ویسا ہی حلم کا بھی ضد ہے غرضکہ موسیٰ علیہ السلام نے اس قول

Marfat.com

مین دعا بھی مانگی اور جواب بھی دیا اور اس امر کو بتلا دیا کہ ٹھٹا کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ
مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا
ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ؕ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ
مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ
الْعَلِيْمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا
اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ
اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ؕ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا
مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ
وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ؕ

(۱۵-ع بقرہ)

اور (اے محمد بنی اسرائیل کو وہ وقت بھی یاد دلاؤ) جب ابراہیم اور (انکے ساتھہ) اسمٰعیل (دونون) خانہ کعبہ کی بنیادین اوٹھا رہے تھے (اور یہ دعائین مانگتے جاتے تھے کہ) اے ہمارے پروردگار ہم سے (یہ خدمت) قبول کر بیشک توہی (دعا کا) سننے والا اور نیت کا جاننے والا ہے اور اے ہمارے پروردگار ہمکو اپنا (بندہ) فرمان بردار بنا اور ہماری نسل مین ایک گروہ پیدا کر جو تیرا مطیع اور فرمانبردار ہو اور ہمکو اپنے گہر کے عبادت کے طریقے بتا اور ہمارے قصورون سے درگزر کر بیشک توہی بڑا درگزر کرنے والا مہربان ہے اور اے ہمارے پروردگار (ان کے والون مین) ان ہی مین سے ایک رسول بھیج جو تیری آیتین پڑھ کر سنائے اور اونکو کتاب آسمانی اور حکمت کی باتین سکھلائے اور اونکو (عیوب نفسانی سے) پاک اور ستھرا کرے بیشک توہی با اختیار اور صاحب تدبیر ہے۔

Marfat.com

(بلاغت) یہ دعا ابراہیم علیہ السلام نے جب مانگی جبکہ خانہ کعبہ بن چکا تھا کیونکہ امام فخر الدین رازی نے کہا ہے کہ آیت (اذ یرفعُ الیٰ آخرہ) اگرچہ تلاوت میں موخر ہے لیکن معنے کے اعتبار سے مقدم ہے اس دعا سے ابراہیم علیہ السلام کی غرض یہ تھی کہ شہر مکہ ایک ایسا شہر تھا جہان نہ کچھ کھیتی ہوتی تھی اور نہ وہان کوئی درخت اوگتا تھا اگر امن نہ ہوتا تو اطراف واکناف سے غلہ وغیرہ کیونکر آتا لوگون کی زندگی دشوار ہوجاتی اس لئے پہلے امن کی دعا مانگی اب اس مین مفسرین کا اختلاف ہے کہ اَمن کے کیا معنے ہین بعضون نے کہا اس سے مراد خوف سے بچاو ہے بعضون نے کہا امن قحط سے ہے قاضی ابوبکر رازی کہتے ہین کہ یہان مراد امن سے قتل سے بچنا ہے کیونکہ اگر امن من القحط مراد ہوتا تو وارزق اَھلہٗ مِنَ الثمراتِ سے دعا مانگنے کی ضرورت ہی کیا ہوتی - اب رہا یہ امر کہ امن کی اضافت بلد کے طرف کیون کی گئی یہان پر مجاز کہا گیا یعنے ظرف کہا اور اوس سے مراد مظروف رکھا جیسے کہتے ہین عیشۃ راضیۃ حالانکہ عیش مرضیہ ہوتی ہے یعنے اے اللہ یہان کے رہنے والونکو سب بلاؤن اور آفتون سے بچالے - چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کو قبول کرلیا اور اپنے فضل وکرم سے شہر مکہ کو باعث امن کردیا جوکوئی وہان جاکر ٹھہر جاتا ہے وہ امن اور چین سے رہتا ہے کوئی اوسکو قتل نہین کرسکتا نہ اوس کو مار سکتا ہے - دوسری دعا (وارزق الخ) بھی قبول ہوگئی جب اونہون نے یہ دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے زمین طایف کو فلسطین سے لاکر یہان پر رکھا چنانچہ مکہ معظمہ مین جو کچھ میوہ وغیرہ آتا ہے وہ طایف سے آتا ہے اب ابراہیم علیہ السلام نے من امن منہم باللہ والیوم الآخر کی تخصیص اس وجہ سے کی کہ جب اونہون نے اپنی منصب نبوت اور امامت کے لیئے یہ دعا کی کہ اپنے اولاد مین رہے تو اللہ تعالیٰ نے کہا لَا یَنَالُ عَھدِی الظّٰلِمِینَ - یعنے منصب نبوت اور امامت ایک ایسا منصب ہے جو گنہگارون اور ظالمون کو نہین ملسکتا ہے اس سے ابراہیم علیہ السلام سمجھہ گئے کہ رزق بھی اللہ جو دیگا تو مومنین ہی کو دیگا اس لیے اونہون نے رزق کے دینے کیلئے

مومنین کو خاص کیا اللہ تعالیٰ نے کہا کہ رزق ایک ایسی چیز ہے جسکی وسعت کافر اور مومن سب کو ہونا چاہیے اس لئے جو کافر ہین اونکو بھی ہم رزق دینگے پھر عذاب دوزخ کیطرف لیجائینگے غرضکہ اس دعا مین اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو اس امر پر واقف کیا کہ اللہ کی رحمت کو تم مختص مومنین کے ساتھ مت کرو بلکہ رزق تو ہم تھوڑے دنون کافرون کو بھی دینگے۔

یرفع مین یہ بلاغت ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو امر پہلے گزر چکا ہوتا ہے اوس کو بصیغہ مضارع اس غرض سے بیان کرتے ہین کہ اوس صورت ماضیہ کی تصویر سامنے بخوبی کھینچ جائے یعنے اے محمد تم دیکھو تو معلوم ہوگا کہ ابراہیم اور اسمعیل علیہ السلام اب گھر کو بنا رہے ہین اور پایہ رکھنے کے لئے گارے لا رہے ہین اور یہ دعا مانگتے جا رہے ہین۔ یہان رفع قواعد سے مراد ہے کہ اونکی دیوارین اوٹھا رہے ہین۔ اصل تو یہان قواعد البیت کہنا چاہیے تھا لکن ایسا نہ کہکر پہلے قواعد مین ابہام کیا اور پھر اوس کے بعد من البیت سے بیان کیا تا کہ شان اور عظمت خانہ کعبہ کی معلوم ہو کیونکہ ابہام کے بعد بیان کسی امر کا اوسکی عظمت اور شان کو ظاہر کرتا ہے۔

تقبل منا کی تفسیر مین مفسرین نے بڑا اختلاف کیا ہے متکلمین نے کہا ہے کہ عمل کی دو قسمین ہین ایک عمل مقبول دوسرا عمل مردود جس عمل سے خدائے تعالیٰ راضی ہوتا ہی اور اُس پر ثواب دیتا ہے وہ مقبول ہے اور جس سے راضی نہین اور اوس پر ثواب نہین وہ مردود ہے غرضکہ رضا اور قبول آپس مین لازم اور ملزوم ہین۔ یہان پر تقبل کا لفظ مجازاً لایا گیا ہے اور دو متلازمین سے ایک لازم مراد رکھا ہے یعنے تقبل کہا گیا ہے اور مراد اوس سے رضامندی رکھی گئی ہے غرضکہ اس دعا مین ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فعل کو تشبیہ دی ہے رضا کے ساتھ جیسا کہ بادشاہ ہدیہ کو قبول کرتا ہے تو اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ راضی ہے اسی طرح اے مالک یہ خانہ کعبہ کو ہم بنا کر تیرے پاس پیش کر رہے ہین تو اوسکو قبول کرلے یعنے ہمارے اس کام سے جو حسبۃً للہ کیا گیا ہے تو اوس سے راضی ہو۔

Marfat.com

عارفین مضامین قرآنی قبول اور تقبّل مین فرق کرتے ہین جیساکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
فرماتے ہین عَلَيْكُمْ بِقَبُوْلِ الْعَمَلِ اَشَدَّ اِهْتِمَامًا مِنَ الْعَمَلِ فَكَيْفَ يُقْبَلُ عَمَلٌ يُتَقَبَّلُ
یعنے عمل کرنے سے پہلے قبول عمل کا اہتمام شدت سے کرو کیونکہ وہ عمل کیونکر قبول کیا جائیگا
جس عمل مین تکلف ہو کیونکہ تقبل کہتے ہین تکلف سے کسی بات کے قبول کرنے کو اور یہ جب ہوتا ہے
کہ عمل ناقص ہو اور وہ قابل قبول نہ ہو پس ہر دو حضرات علیہم السلام نے اپنی دعا مین تقبل کا لفظ
لائے اس امر کے اظہار کے لیئے کہ اے پروردگار ہم عاجزی اور انکساری سے کہتے ہین کہ ہمارا
یہ فعل ایسا عمدہ نہین ہے کہ قابل قبول ہو کیونکہ تیری شان کے لائق نہین لکن ہمکو تیری درگاہ سے
اُمید ہے کہ اوسکو قبول کرلے غرضکہ تقبّل مین وہ بلاغت ہے جو اقبل مین نہین ہے اور
اس مین نکتہ یہ بھی رکھا گیا کہ ہم خادمان درگاہ الٰہی ہین ہمکو مقصود اس عمل سے ثواب حاصل کرنا
نہین ہے یہ تیرا اختیاری فعل ہے چاہے تو اس پر ثواب دے یا نہ دے لکن تیرے طرف
سے ہمارے اس فعل کا قبول ہونا بھی ہمارے لیئے سب سے عمدہ اور بہتر ثواب ہے دوسری
بلاغت اس مین یہ رکھی ہے کہ اے مالک ہم اس عمل کو تیرے پاس مخلصانہ لیکر آئے ہین
اب ہم اس لیئے گڑگڑا رہے ہین کہ آپ اسکو قبول کر لیجیے اور اس پر ثواب دیجیے چنانچہ
متکلمین کا یہی مذہب ہے اس آیت مین معتزلہ کا رد ہے کیونکہ معتزلہ کہتے ہین کہ اعمال پر
ثواب دینا خدا پر واجب اور لازم ہے اگر عمل پر ثواب لازم ہوتا تو اس تضرع اور زاری کی ضرورت
ہی کیا تھی اس واسطے کہ یہ تحصیل حاصل ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے ہم آگ کے
بارے مین کہین کہ گرم ہوجا یا اولے کے بارے مین کہین کہ سرد ہو جا اس لیئے کہ یہ عمل
حاصل ہے جبکہ آگ خود گرم اور اُولہ خود سرد ہے کیونکہ متکلمین کے پاس تقلیب ماہیت خدا
کی قدرت سے بعید نہین ہو سکتا ہے کہ آگ ویسا ہی روشن رہے اور سرد ہو جائے
جیساکہ ابراہیم علیہ السلام کے لیئے ہوگئی قُلْنَا يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلَامًا اور یہ بھی
ہو سکتا ہے کہ اولا اور برف آگ ہو جائے اگر معتزلہ کے اس قول کو مان لیا جائے کہ اللہ

Marfat.com

پر ثواب دینا لازم ہے تو اس قسم کی دعا اور تضرع پر ثواب مرتب نہ ہوا اور یہ دعا بالکل ناکارہ ہو جائے غرضکہ اس آیت میں معتزلہ کا رد ہے جو یہ کہتے ہیں اللہ کو ثواب دینا واجب اور لازم ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ خدا پر کچھ واجب نہیں اوسکو اختیار ہے چاہے دے چاہے نہ دے بادشاہ ہے یفعل اللہ مایشاء و یحکم ما یرید بعد اس دعا کے اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ کہا گیا اسمیں یہ نکتہ ہے کہ اے اللہ ہماری اس عاجزی اور انکساری کا سننے والا تو ہی ہے اور علیم اس لئے کہا کہ اے اللہ تو ہی ہمارے نیتوں کا جاننے والا ہے کہ اس میں ہم نے کس خلوص سے کام لیا ہے۔

شبہ جبکہ دونوں مسلمان تھے تو پھر اس امر کی دعا کہ اے اللہ تو ہمکو مسلمان کر اس کے کیا معنے ہوں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں مراد انکی اسلام پر ثابت قدم رہنا ہے اللہ تو ہمکو ایسے مضبوط کر کہ ہم اسلام پر ثابت قدم رہیں اور مِن ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ کے معنی یہ ہیں کہ ہماری اولاد میں سے یا تو بعض کو یا سب کو اپنا اطاعت گزار کر مِن اگر تبعیضیہ لینگے تو اوس سے مراد یہ ہوگا کہ ہماری ذریۃ میں سے ایک ذریۃ کو اپنا اطاعت گزار کر رکھ چنانچہ اسیطرف ابن جریر بھی گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ذریۃ سے مراد عرب ہے یعنے ہماری اولاد میں سے قوم عرب کو اپنا مطیع اور فرمانبردار کر رکھ یا عام مراد رکھی ہے کہ جو ہماری اولاد تجھ پر ایمان لائے اونکو اپنی اطاعت گزار جماعۃ کر رکھ اب امت کے معنے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ امت سے مراد جماعت ہے بعض کہتے ہیں کہ اُمت کا اطلاق ایک شخص پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ کَانَ اِبْرَاهِيْمَ اُمَّةً قَانِتًا اُمت کا اطلاق دین پر بھی ہوتا ہے زمانہ پر بھی اطلاق امت کا ہوتا ہے جیسا کہ وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اي بَعْدَ زَمَانٍ بعضوں نے کہا کہ امت سے مراد امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے جیسا کہ آیت وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا سے معلوم ہوتا ہے۔

مَنَاسِكَ سے مراد آداب حج ہیں یعنے اے اللہ تو ہمکو آداب حج سکھلا چنانچہ اللہ تعالے نے دعا قبول کی اور جبرئیل علیہ السلام آکر ابراہیم اور اسمٰعیل کو آداب حج سکھلائے۔

Marfat.com

وَتُبْ عَلَيْنَا سے مراد یہ ہے کہ ہمکو موت کے وقت دین پر ثابت قدم رکھہ کیونکہ
اگر توبہ سے مراد ہماری گناہون سے تجاوز کرنا ہو تو انبیا تو معصوم ہین یا توبہ سے یہ بھی مراد
ہو سکتا ہے کہ ہم مین سے جس نے ظلم کیا اون کے ظلم سے درگذر کر کیونکہ تو ہی توبہ کا قبول
کرنے والا اور مہربان ہے۔

حل مسئلہ توبہ انبیا انبیا سے گناہون کے صادر ہونے مین دو فریق ہین ایک فریق تو یہ کہتا ہے
کہ انبیا ون سے گناہ صادر ہوتے ہین چنانچہ اونہون نے اسی آیت سے استدلال کیا ہے
کیونکہ اگر انبیا سے گناہ صادر نہ ہوتے تو توبہ کیون کرتے اس کا جواب معتزلہ یہ دیتے ہین
کہ انبیاؤن سے کبیرہ گناہ صادر نہین ہوتے صغیرہ گناہ صادر ہوتے ہین چنانچہ اس آیت
مین اونہون نے صغیرہ گناہون سے معافی چاہی ہے لکن یہ جواب کچھہ ٹھیک نہین ہے
کیونکہ جب توبہ صغیرہ گناہون کی کفارہ ہوتی ہے تو کبیرہ گناہون کی بھی ہو سکتی ہے تو پھر
توبہ کو صغیرہ کے ساتھہ مختص کرنا تخصیص بلا مخصص ہے دوسرے یہ کہ توبہ ازالۂ معصیت کا
نام ہے عام اس سے کہ وہ معصیت چھوٹی ہو یا بڑی جب سرے سے معصیت ہی نہین تو
ازالۂ معصیت کیا۔

عمدہ جواب عمدہ جواب اس کا یہ ہے کہ یہان اگرچہ توبہ کا لفظ کہا گیا ہے لکن یہان پر انتہا درجہ کا
تنفر عن المعصیۃ مراد رکھا گیا ہے یعنے اپنے کو گناہون سے شدت کے ساتھہ بچانا کیونکہ جو شخص
باوجود شدت کے ساتھہ گناہون سے بچنے کے پھر توبہ کرے اور پھر اپنی صورت مثل پشیمان
اور قصوروار کے ظاہر کرے تو وہ دوسرے کے لئے زیادہ تر باعث ہوگا ترک گناہ پر یعنے
اے اللہ باوجود ہم گناہون سے بچے رہنے کے بھی پھر ایسے پشیمان اور قصوروار ہین کہ ہماری
حالت مثل گنہگارون کی ہے جو کہ توبہ کرتے ہین۔

دوسرا جواب اس شبہ کا دوسرا جواب یہ ہے کہ جو بندہ اپنے مالک کی اطاعت مین زیادہ
سرگرم اور کوشان رہتا ہے وہ اس امر سے بھی بہت ڈرتا رہتا ہے کہ کچھہ قصور اطاعت مین

Marfat.com

سہواً ہو جائے یا کوئی کام غفلت سے ایسا ہو جائے جس کو نہ کرنا بہتر تھا کر دیا گیا چونکہ مقربین کو زیادہ حیرانی رہتی ہے اور اولوالعزم لوگون کے شان سے تہوڑا سا قصور بھی بڑا گناہ گنا جاتا ہے اسی لئے تُبْ عَلَیْنَا مین اس امر کو ظاہر کیا کہ اے مالک اگرچہ ہم تیری اطاعت کرتے ہین لیکن پھر بھی ہم سے اگر کسی قسم کا قصور سہواً ہو گیا ہو یا کسی بہتر کام مین ہم سے فروگذاشت ہو گئی ہو تو اسکو معاف کر دے کیونکہ تو بڑا معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

تیسرا جواب | اس شبہ کا تیسرا جواب یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو معلوم ہو گیا تھا کہ اونکی اولاد مین کوئی نہ کوئی ظالم اور عاصی بھی ہونگے اس لئے اونہون نے اس امر کی دعا کی کہ اے مالک ہماری اولاد مین کچھ گنہگار ہو جاوین تو تو اونکو توبہ کی توفیق دے تُبْ عَلَیْنَا کے معنے ہین ای تُبْ عَلَی الْمُذْنِبِیْنَ مِنْ ذُرِّیَّاتِنَا ہے یعنے اے اللہ ہماری اولاد مین جو گناہ کا کام کرے اور توبہ کرے تو تو اونکی توبہ قبول کر کیونکہ ایسا ہوتا ہے کہ جب بیٹا کوئی قصور کرتا ہے تو باپ شفقت کی راہ سے اوس کی طرف سے معذرت کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ آپ اس کا قصور معاف کیجئے اسکا قصور گویا میرا قصور ہے کیونکہ اولاد بھی بمنزلہ اوس کے ہوتی ہے اور یہ معنی پر کئی دلیلین ہین ایک تو آیت وَاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اور دوسری دلیل ایک قرات وتب علیہم بھی آئی ہے۔

تیسرا جواب | اس آیت مین معتزلہ کا رد ہے جو یہ کہتے ہین کہ افعال کا خالق خدا نہین ہے بلکہ بندہ خود اپنے افعال کا خالق ہے اون پر اعتراض یہ ہوتا ہے کہ توبہ بھی بندہ کی مخلوق ہو تو اللہ سے طلب کرنا اوس کا محال ہوگا کیونکہ طلب تو اوس کی کیجاتی ہے جو اوس کے پاس نہ ہو اور جو چیز کہ اوس کے پاس ہو اوس کے طلب کرنے کے کیا معنے۔ اس کا جواب معتزلہ یہ دیتے ہین کہ ہم توبہ کو اس واسطے طلب کرتے ہین کہ اللہ نے خود طلب توبہ کا حکم دیا ہے اور کہا ہے تُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

Marfat.com

اگر توبہ اللہ کا فعل ہوتا تو بندے سے اوسکا طلب محال ہوتا غرضکہ جس بات سے ہم دلیل لیتے ہین وہی دلیل اولٹی وہ ہم پر وارد کرتے ہین اس کا جواب ہم یہ دیتے ہین کہ یہان ہم توبہ کی معنے رجوع کے لیتے ہی نہین بلکہ ہم یہ کہتے ہین کہ اے اللہ تو ہمکو توفیق توبہ کی دے یا بندے جو تیرے طرف رجوع کرتے ہین تو اونکی توبہ قبول کرلے اور ظاہر ہے کہ یہ فعل خدا کا ہے بندونکا نہین غرضکہ توبہ بھی خداہی کا فعل ہوا بندہ کو کچھ دخل نہین اور اس ہمارے قول کی تائید مین کئی وجوہات ہین پہلی وجہ یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالی کوئی سبب جو موجب توبہ ہو نہ پیدا کرے توبہ کا حصول محال ہے اور ظاہر ہے کہ سب اسباب کا پیدا کرنے والا خدائے تعالی ہی ہے جب یہ مسلم ہے تو توبہ بھی اللہ تعالی ہی کے طرف سے ہے۔ دوسرا جواب اس کا یہ ہے جسکو امام غزالی رحمۃ اللہ نے بیان کیا ہے۔ وہ یہ کہتے ہین کہ توبہ کے تین مراتب ہین پہلا علم توبہ کا مرتبہ ہے دوسرا حالت توبہ کا مرتبہ ہے تیسرا عمل توبہ کا مرتبہ ہے۔

علم توبہ کا مرتبہ یہ ہے کہ انسان گناہ کے ضرر کو پہچانے کہ گناہ سے کیا کیا ضرر ہوتے ہین اس پہچاننے سے نتیجہ یہ نکلے گا کہ جب تائب کو معلوم ہو جائیگا کہ اس گناہ سے مجھے اس قسم کا ضرر حاصل ہوا ہے اور یہ منفعت مجھ سے فوت ہوئی ہے تو یہ علم حاصل ہوتی ہے جھٹ پٹ اس ندامت سے ایک کیفیت دل مین پیدا ہوتی ہے جس کا نام ارادہ ہے اور اس ارادہ کو زمانہ حال اور زمانۂ ماضی اور زمانۂ استقبال سب سے تعلق ہے اوس ارادہ کو زمانہ حال سے تعلق اس طرح پر ہوگا کہ آیندہ کو جو گناہ اوس سے صادر ہونے والا ہوگا اوس کو وہ فوراً چھوڑ دینا چاہیگا اور اوس ارادہ کو زمانہ آیندہ سے تعلق اس طرح پر ہوگا کہ آیندہ کو عزم بالجزم کریگا کہ مین آخر عمر تک اس فعل کو نہین کرونگا کیونکہ اوس کے کرنے مین مضرت حاصل ہوتی ہے اور منفعت فوت ہو جاتی ہے اور ارادہ کو زمانہ ماضی سے تعلق اس طرح پر ہوگا کہ اگلے گناہونکو یاد کرکے اوس کو پشیمانی ہوگی اور وہ پشیمانی جبر نقصان ہوگی اگلے گناہون کی غرضکہ علم توبہ کا مرتبہ منبع ہے نیکیون کا۔ یہان مراد ہماری علم توبہ سے ایمان اور یقین ہے کیونکہ اُس وقت

Marfat.com

اس امر کی تصدیق ہو جائیگی کہ گناہ ایک مہلک چیز ہے اور یقین کے معنے یہ ہین کہ گناہ سی
جو ضرر دنیوی اور اخروی ملنے والا ہے اوس کا یقین ہو اور شک نہ ہو کیونکہ جس مضرت
اور منفعت مین شک ہوگا اوس گناہ سے اجتناب بھی مشکل ہوگا اور جب کیفیت یقین کی
دل پر چھا جاتی ہے تو ندامت کی آگ بھڑک اوٹھتی ہے اور اوس سے دل بالکل الم زدہ
ہو جاتا ہے کیونکہ نور ایمان سے اسی دیکھتا ہے کہ مین گناہ کی وجہ سے مین اپنے محبوب
شی سے دور ہو گیا اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص اندہیرے مین چلا جا رہا ہو
اور وہ معرض ہلاکت مین ہو یکایک آفتاب نکل آے اور وہ فوراً اپنی مرغوب چیز کو معرض
ہلاکت مین دیکھ لے اس کے دیکھتے ہی فوراً محبت کی آگ اوس کے دل مین بھڑک اوٹھتی ہے
اور فوراً ہی اوس کا تدارک کرتا ہے جب ان تین مراتب کو سمجھ لئے تو اب ہم اس مسئلہ کی
توضیح کرتے ہین کہ ہمیشہ افعال جو ہوتے ہین وہ ارادے پر مرتب ہوتے ہین یعنے پہلے کسی
کام کا ارادہ ہوتا ہے پھر وہ کام کیا جاتا ہے کیونکہ جو ارادہ بالجزم معارضہ شک و وہم سے
خالی ہو اوس پر ضرور فعل مرتب ہوتا ہے اور ارادے کا مترتب ہونا دل کی آزردگی پر ہے کیونکہ جس
شخص کا دل امر مکروہ کے مشاہدہ سے الم زدہ ہوا ہو ضرور ہے کہ اوس کے دل مین اوس
مکروہ امر کے دفع کرنے کا بھی ارادہ ہو اور ایسے ارادہ کا ہونا موقوف ہے امر مکروہ کے
جاننے پر کہ فلان شئے یعنے گناہ ایک ایسی بری چیز ہے جو ضرر لانے والی ہے اور منفعتونکو
دور کرنے والی ہے پس توبہ مین یہ سب مراتب ضروری ہوے اور ظاہر ہے کہ یہ سب
مراتب اختیار اور تکلیف کے تحت مین نہین جب اختیار کے تحت مین نہین تو منجانب اللہ
ہوے اور یہی ہمارا مقصود تھا

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ الخ اس مین فیہم کی ضمیر امت کی طرف پھرتی ہے۔ اللہ تعالی نے
ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کو بھی قبول کر لیا کہ عرب جو اسمعیل علیہ السلام کی اولاد مین تھے
اونہین مین سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا چنانچہ سب مفسرین نے اس امر پر اتفاق کیا ہے

سکہ ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مکہ مین مانگی تھی حالانکہ مکہ مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی نبی مبعوث نہین ہوا چنانچہ خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مین ابراہیم کی دعا ہون يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ سے مراد قرآن کی آیتین ہین حکمت سے مراد صحیح قول جس مین غلطی نہ ہو اور ہر چیز کو اوس کے موقعہ اور محل پر رکھنا۔ بعضون نے حکمت سے مراد دین کی سمجھ اور مطالب آیات قرآنی اور شریعت کی سمجھ اور تعلیم کتاب سے بھی یہی مراد ہے کہ معانی قرآن یعنے توحید اور نبوت اور احکام شرعیہ کے دلائل۔ قتادہ کہتے ہین کہ حکمت سے مراد سنت ہے بعضون نے کہا حکمت سے مراد حق اور باطل کا فیصلہ ابن قتیبہ کہتے ہین کہ حکمت سے مراد علم و عمل ہے بعضون نے کہا مراد آیات سے ظاہر آیات مین یعنے الفاظ اور کتاب سے مراد معانی کتاب اور حکمت سے مراد اوس کے مطابق حکم کرنا جو اللہ تعالیٰ کی اصل مراد ہے يُزَكِّيهِمْ سے مراد یہ ہے کہ اونکو شرک اور گناہون کی گندگیون سے پاک کرے اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ یعنے تو ایسا غالب ہے کہ تجھکو کوئی چیز عاجز نہین کر سکتی اور تیری دانائی کے مقابلہ مین کسی کی دانائی نہین چلتی یعنے تو بڑا حکیم ہے۔

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ (۲۵ع بقرہ)

لوگون مین سے بعض لوگ تو یہ دعا مانگتے ہین کہ اے ہمارے پروردگار (جو کچھ) ہم کو دینا ہی دنیا ہی مین دے (چنانچہ اون کے کہے پر اللہ تعالیٰ اونکو دنیا دیتا ہے) اور آخرت مین اونکا کچھہ حصہ نہین اور بعض لوگ ایسے ہین جو یہ دعا مانگتے ہین کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو دنیا مین خیر و برکت دے اور آخرت مین بھی خیر و برکت دے اور ہمکو دوزخ کے عذاب سے بچائے (تفسیر) اللہ تعالیٰ نے اس دعا مین دو قسم کے داعیون کا ذکر کیا ہے ایک تو وہ داعی ہین جن کی ہمت دنیا ہی کیطرف جھکی ہوئی ہے اور آخرت سے اون کو کچھہ

سرو کار نہین ہے ایسون کے حق مین اللہ تعالیٰ نے یہ کہا کہ اونکو آخرت مین کچھ حصہ نہین گویا
اس جملہ خبریہ مین تنبیہ اور ممانعت ہے اس امر کی کہ اپنے طلب کو دنیا ہی مین مت منحصر کرو
اور مذمت کی اللہ تعالیٰ نے اوس شخص کی جو اپنی ہمت کو دنیا ہی کیطرف لگا دے دنیا ہے حدیث
مین ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہلاک ہوا بندۂ دینار
و درہم اور پیٹ کا بندہ اگر ملگیا تو راضی ہوگیا اور نہین ملا تو غصہ ہوا اور لگا خدا کی شکایت کرنے
غرضکہ اس آیت مین مَن اول سے کنایہ مشرکین اور کافرین کا ہے کہ جو خدا سے اگر مانگتے
ہین تو دنیا ہی دنیا کو ایسے لوگ نہ خدا سے توبہ کرتے ہین اور نہ آخرت کی نعمتون کو مانگتے ہین
کیونکہ وہ تو سرے سے قیامت ہی کے منکر ہے دوسری قسم کے داعی وہ ہین جو اللہ سے
دنیا اور آخرت دونون کی بہتری چاہتے ہین مفسرین نے اسمین اختلاف کیا ہے کہ دنیا کی
بہتری سے کیا مراد ہے بعضون نے کہا کہ دنیا کی خوبی سے صحت اور امن اور رزق
بقدر قوت لایموت اور اولاد صالح اور نیک بخت بیوی اور دشمنون پر پورا غلبہ کیونکہ
اللہ تعالیٰ نے سبزی اور زرق اور جو امور اوس کے مشابہ ہون اوس کو حسنہ کہا ہے
جیسا کہ دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ اور آخرت
کی خوبی سے مراد حصول ثواب و نجات من العذاب ہے خلاصہ یہ کہ یہ مختصر دعا تمام
مطالب دنیا اور آخرت کی جامع ہے حماد بن سلمہ ثابت سے روایت کرتے ہین کہ انسؓ
سے لوگون نے کہا کہ تم ہمارے لئے دعا کرو اونہون نے یہ دعا کی اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا
فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ لوگون نے کہا اور دعا کرو اونہون
نے پھر بھی دعا پڑہی پھر پوچھا تم کیا چاہتے ہو جو تم چاہتے ہو وہ سب اس دعا مین داخل ہے
کیونکہ بندے کے لئے دو ہی گھر ہین دنیا اور آخرت جب دنیا اور آخرت کی بھلائی لفظ
فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً مین آگئی تو اب کیا باقی رہا۔
(دوسری وجہ) بعضون نے کہا خوبی دنیا سے مراد عمل نافع ہے یعنے ایمان اور اطاعت

Marfat.com

اور آخرت کی خوبی سے مراد ہمیشگی کی لذت اور نعمت اخروی اور ذکر الٰہی اور اوسکی محبت اور رویت دیدار الٰہی سے لذت اور سرور کا ملنا۔

ایک روایت مین ہے کہ دنیا کی خوبی سے مراد کتاب اللہ کی سمجھ یعنے قران کی اور آخرت کی خوبی سے مراد جنت ہے۔

ربنا آتنا اس آیت مین لفظ حسنہ نکرہ اس وجہ سے لایا تاکہ حسنہ سے وہی حسنہ مراد ہے جو قضا اور تقدیر اور حکمت الٰہی کے موافق ہو کیونکہ یہ کہنا کہ اللّٰھُمَّ اعطنی کذا وکذا سو ادبی ہے اور اللّٰھُمَّ اِن کَانَ کذا مصلحۃً لِی وموافقًا لِقضائک فاعطنی کذا اس مین بے ادبی نہین ہے پس اگر دعا معرفہ کے ساتھ ہوتی یعنے اللّٰھُمَّ اعطنی الحسنۃ فی الدنیا والاٰخرۃ تو وہ دعا جزم کے ساتھ ہوتی اور جزم کے ساتھ کلام کرنا ادب کے خلاف ہے اس لئے نکرہ کا لفظ لایا گیا۔

ا عبداللہ بن سایب سے روایت ہے کہ حضرت نے اس دعا کو رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان مانگی ہے۔

قیاس تو چاہتا تھا کہ اللہ تعالی تین فرق کا ذکر کرتا ایک تو وہ جو محض دنیا کے طالب ہین دوسرے یہ کہ جو محض عقبی کے طالب ہین تیسرے وہ جو دنیا اور عقبی دونون کے طالب ہین اللہ تعالی نے پہلے اور تیسرے کا ذکر کیا اور اون کا ذکر نہین کیا جو محض عقبی کے طالب ہون اسکی وجہ یہ ہے کہ انسان ضعیف البنیان دنیا کے آلام اور آخرت کی مشقتون کو اوٹھا نہین سکتا اس لئے اگر محض طلب عقبی ہی ہوتے اور دنیا کی خوبی سے پہلوتہی کیا جاتا تو دنیا کے آرام اور عافیت سے کنارہ کشی کی جاتی اور اوس کی آلام پر مستعدی سمجھی جاتی حالانکہ ایسا نہین چاہیئے اس لئے دنیا اور آخرت ہر دو کی خوبی چاہی گئی اور تیسرے کا ذکر نہین کیا گیا چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ایک شخص کی عیادت کو گئے دیکھا تو مرض نے اوسکو بہت ضعیف اور ناتوان کر دیا تھا آپ نے فرمایا تو نے اس سے پہلے

کسی قسم کی دعا مانگی تھی اونھون نے کہا ہان مین نے یہ کہا تھا اللھم ان کنت تعاقبنی فی الاخرۃ فعجل بہ فی الدنیا آپ نے فرمایا سبحان اللہ تو اسکی طاقت نہین رکھہ سکتا تو یہ دعا مانگا ہوتا ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار پھر حضرت نے اون صحابی کے لیے دعا مانگی اللہ نے اونکو شفا دی۔

حصول سعادت کا نکتہ اس امر کو سمجھنا چاہیے سعادت کے تین مراتب ہین۔ سعادت روحانی سعادت بدنی۔ سعادت خارجی۔ سعادت روحانی کی پھر دو قسمین ہین۔ علم سے قوہ نظریہ کی تکمیل اور عمدہ اخلاق سے قوت عملیہ کی تہذیب اور پھر سعادت بدنی کی بھی دو قسمین ہین صحت اور تندرستی اور ظاہر زینت اور سعادت خارجی مال اور عزت اور جاہ پس لفظ آتنا فی الدنیا حسنہ ہر قسم کی خوبیون کو شامل ہے کیونکہ اگر علم سے دنیا کی ہیبت اور اپنے اقران سے ترفع اور بلندی حاصل کرنا مقصود ہے تو یہ بھی دنیا کی خوبی ہے اور اگر اخلاق خوبیان دنیا مین ریاست اور اوس کے مصالح منضبط کرنے کی غرض سے ہے تو یہ بھی دنیا کی سعادت ہے

جو شخص آخرت پر ایمان نہین لاتا پھر باوجود اس کے وہ اگر روحانی اور جسمانی فضیلت کا خواہان ہوتا ہے تو محض دنیا کی غرض سے تو اللہ تعالے نے ایسے شخص کے لئے فرمایا ہے ماله فی الاخرۃ من خلاق یعنے آخرت مین ایسے شخص کو کچھ حصہ نہین۔ اب اس مین علما کا اختلاف ہے کہ طالب الدنیا مستجاب الدعوہ ہی یا نہین بعضون نے کہا ایسا شخص مستجاب الدعوہ نہین کیونکہ مستجاب الدعوۃ ہونیکے لئے ولایت شرط ہی اور ایسا شخص مستحق کرامت نہین لکن اب یہ سوال ہی کہ ایسی اشخاص کو ملتا کیون ہی اوسکا جواب یہ ہی کہ وہ مکلف ہے اور ایک جاندار شئے ہے جیسا کہ اور جانداروں کی روزی کا خدا مالک ہے ویسا ہی اوسکو بھی دنیا ہی

ادیم زمین سفرہ عام اوست
برین خوان یغما چہ دشمن چہ دوست

دوسرا یہ کہ ایسے لوگون کچھ انعامات ہوتے ہین وہ محض اللہ تعالی کے طرف سے استدراج ہے

یعنے ایک مدت تک اونکو مہلت دیتا ہے پھر دنیا کی وہ نعمتیں جب آخرت کی نعمتون کے مقابل کچھ بھی وقعت نہین رکہتے تو اب گو کافر اور منافق اوس کے نافرمان بردار بندے ہی سہی لکن اب کیا اس سے بھی گئے گذرے کہ اونکو کچھ بھی نہین دیا جاے لہذا تھوڑی سی مدت کیلئے اونکو بھی دیا گیا ہے۔ وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (بقرہ ۳۳ ع) طالوت کا لشکر جب جالوت کے مقابلہ مین آیا تب اوس وقت طالوت نے یہ دعا کی) اے ہمارے پروردگار ہم پر صبر کی پکھالین اونڈیل دے اور معرکہ جنگ مین ہمارے پاون کو جمار کہہ اور کافرون کی جماعت پر ہم کو فتح دے ف فتح اور نصرت اور شکست و ہزیمت یہ سب منجانب اللہ ہے جب لشکر طالوت نے دیکہا کہ جالوت کا لشکر بہت ہے تو اونہون نے اللہ سے مدد چاہی اور یہ دعا مانگی اور جناب سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے جب دشمن کے لشکر سے مٹ بھیڑ ہوتی تو آپ یہ دعا مانگتے اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ وَأَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ اور کبھی آپ یہ دعا مانگتے تھے اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصُولُ وَبِكَ أَحُولُ۔

بلاغت افراغ کے معنے یہ ہین کہ جو برتن مین ہو اوسکو سب ڈالدے افراغ کی اصل فراغ ہے جس کے معنے برتن خالی ہوجانے کے ہین یہ محاورہ عرب کا ہے کہتے ہین فرغت الاناء اذا اصببت ما فیہ یعنے مین برتن کو بالکل خالی کردیا اب اوسمین کچھ باقی نہین رہا خلاصہ یہ کہ یہان آتنا صبرا نہ کہکر أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا کہا تاکہ کمال مبالغہ طلب صبر مین ہو اوسکی دو وجہین ہین ایک تو یہ کہ جب ایک چیز دوسری چیز مین ڈالدی جاتی ہے تو وہ یہ زیادہ ثابت اور برقرار رہتی ہے دوسرا یہ کہ جب پہلا برتن بالکل خالی ہوجاتا ہے اور کچھ اوس مین باقی نہین رہتا تو کنایہ ہے دوسرے طرف کے مملو یعنے بھر جانے کا ہوتا ہی

Marfat.com

پس اس لفظ مین دو باتون کی بلاغت ہوئی ایک تو یہ کہ صبر کو مستقر کر دے دوسرے پوری طرح صبر سے ہمارے دلون کو مملو کر دے اس دعا مین طالوت نے تین باتون کو اختیار کیا۔ ایک تو طلب صبر کامل دوسرے ثبات قدم تیسرے دشمنون پر فتح کیونکہ لڑائی مین انہین تینون باتون کی ضرورت ہوتی ہے پہلے تو یہ کہ انسان جب خوفناک اور امور وحشت زدہ کو دیکھتا ہے تو اوسکو اور لڑنے والون کو صبر کی ضرورت ہوتی ہے جو ایک جنگ کا رکن رکین ہے اگر بے صبر اور بزدل ہے تو اوس سے یہ مقصود حاصل نہین ہوتا دوسرے یہ کہ جب آلات حربیہ اور اتفاقات لشکر یہ کو دیکھتا ہے تو اوس پر لازم ہے کہ ٹھیرا رہے اور موقعہ بھاگنے کا ڈھونڈے تیسرے یہ کہ لڑائی مین اس امر کی خواہش ہوتی ہے کہ ہماری قوۃ دشمن کی قوۃ سے بڑی ہوئی رہے تاکہ دشمن مغلوب ہو پس جملہ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا پہلے امر کے طرف اشارہ ہی اور ثبت اقدامنا دوسرے امر کے طرف وانصرنا علی القوم الکافرین تیسرے امر کے طرف۔ اہل سنت نے اس آیت سے مذہب معتزلہ کا رد کیا ہے جو کہتے ہین کہ بندہ اپنے افعال کا آپ خالق ہے اہل سنت کہتے ہین کہ تمام افعال بندونکے اللہ ہی کے مخلوق ہین بندے کو اس مین دخل نہین اگر مذہب معتزلہ کی روسے کہا جائے کہ بندہ اپنے افعال کا آپ خالق ہے تو افرغ علینا صبراً کے کیا معنے ہونگے کیونکہ صبر کے تو یہ معنے ہین کہ انسان ثابت رہنے کا قصد کرے اور ثبت اقدامنا کے معنے یہ ہین کہ دلون کو سکون اور استقرار ہو جب سکون اور صبر بندے ہی کے فعل ہوے تو اللہ سے طلب کرنے کے کیا معنے اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ صبر اور صبر پر ثبات اور سکون یہ سب منجانب اللہ ہین اور یہ صاف صریح حکم ہے اس امر پر کہ ارادہ تو بندے کا فعل ہے لیکن اوس ارادے کا پیدا کرنا اور اوس پہ ثابت قدم رہنا منجانب اللہ ہے اس پر بھی قاضی معتزلی نے اعتراض کئے ہین اور امام فخر الدین رازی نے اس کے جواب دے ہین جس کو تفصیلی بحث دیکھنا ہو وہ تفسیر کبیر ملاحظہ فرمائین

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

Marfat.com

وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا
وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ
نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ
رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا
تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَ
لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا
اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (سورہ بقر ۴۰)

پیغمبر (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اوس کتاب کو مانتے ہین جو اون کے پروردگار کے طرف سے اون پر نازل ہوئی ہے اور سب ایمان دار بھی اللہ پر اور اوس کے فرشتون پر اور اوسکی کتابون کا یقین رکھتے ہین اور (یہ کہتے ہین) کہ ہم خدا کے پیغمبرون سے کسی ایک کو بھی جدا نہین سمجھتے یعنے سب کو مانتے ہین اور (صدق دل سے) یہ بول اوٹھتے ہین اے ہمارے پروردگار ہم نے (تیرا ارشاد) سنا اور تسلیم کیا اے ہمارے پروردگار تو ہی ہمارا بخشنے والا ہے اور ہم تیری مغفرت کے خواستگار ہین اور تیرے ہی طرف ہم کو لوٹ جانا ہی اے پروردگار اگر ہم بھول جائین تو ہمکو اوس کے وبال مین مت پکڑ اور اے ہمارے پروردگار جو لوگ ہم سے پہلے گذرے ہین جس طرح تو نے (اون کے گناہون کے پاداش مین احکام سخت کا) بار ڈالا تھا ویسا بوجھ ہم پر نہ ڈال اور اے ہمارے پروردگار اتنا بوجھ جس کے اٹھانے کی ہمکو طاقت نہین ہے ہم سے مت اوٹھوا اور ہمارے قصورون سے درگزر کر اور ہمارے گناہون کو معاف کر دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا حامی اور مددگار تو اون لوگون کے مقابلہ مین جو کافر ہین ہماری مدد کر۔

بلاغت امام واحدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہین کہ آیت سمعنا و اطعنا کی تقدیر سمعنا قولہ واطعنا امرہ ہے چونکہ کلام سے مفعول معلوم ہو جاتا ہے اس لیئے اوس کو حذف کر دیا

Marfat.com

امام عبد القاہر نحوی کہتے ہین کہ یہان مفعول کا ظاہراً اور تقدیراً حذف کرنا ہی اولی ہے
کیونکہ اگر سمعنا قولہ واطعنا امرہ کہا جاتا تو شبہ یہ گزرتا کہ ذات باری تعالیٰ کے قول کے سوا
اور کسی کا قول بھی ہے جو سنا جاتا اور مانا جاتا ہے حالانکہ اوسی کے قول کا ماننا اور سننا
واجب ہے نہ کسی اور کے قول کو غرضکہ مفعول کو حذف کردیا اور اوس مین نکتہ تخصیص
کا رکھا تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ سوائے ذات باری تعالیٰ کے قول کے اور کسی کا قول اور
امر واجب العمل نہین ہے۔ سمعنا سے ظاہری کانون سے سنا مراد نہین ہے کیونکہ
ایسا تو کافر بھی سنتے تھے بلکہ سمع عقلی اور علمی مراد ہے (اے سمعنا باذان عقولنا وعلمنا صحتہ
یعنے ہم نے عقلون کی کانون سے سنا اور یقین اس امر کا کیا کہ اللہ تعالیٰ فرشتون کے ذریعہ
سے جو کلام آلہی نازل کرتا ہے وہ حق اور صحیح اور واجب العمل ہے چنانچہ سمع کے معنے عقل
اور فہم کے قران مین آئے ہین جیسے (انّ فی ذٰلک لذکری لمن کان لہ قلب او القی السمع
وھو شہید) سمع اور اطاعت کی تقدیم اس وجہ سے ہے کہ غفران ذنوب کا وہ وسیلہ ہے
اور وسیلہ متقدم ہوتا ہی متوسل الیہ سے۔

شبہ جب کسی امر کو سن لیا اور اطاعت قبول کرلی تو گویا خود تکالیف شرعیہ کو اپنے
اوپر لازم کیا اور اس امر کا معاہدہ کیا کہ ہم ہر طرح سے اطاعت کرینگے پھر طلب
مغفرت کی کیا ضرورت تھی۔

جواب شبہ اس شبہ کے کئی جواب ہین منجملہ اون کے ایک تو یہ ہے کہ گو انبیا علیہم السلام
تکالیف شرعیہ کی ادائی مین اپنی پوری قوۃ کو خرچ کرنے والے تھے لکن پھر بھی (اعمال کی
تقصیر سے کہ کہین بھول چوک نہ ہوجائے) خائف تھے اس وجہ سے اونہون نے
غفرانک کہا یعنے اے پروردگار جو کام ہم کرتے ہین پھر اوس مین کسی قسم کی کمی ہوجاتی ہے
یا ہم کسی کام کو غفلت سے چھوڑ دیتے ہین اوس کو اے رب العالمین معاف کردے
کیونکہ تو بڑا بخشنے والا ہے۔

Marfat.com

دوسرا جواب حدیث سے اسکا جواب یہ ہے کہ حضور اکرم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین۔ اِنَّهٗ لَيُغَانُ قَلْبِیْ وَاِنِّیْ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِی الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً یعنے میرے دل مین بھی کبھی ایک طرح کی غفلت چھا جاتی ہے اور مین ہر دن اور رات ستر مرتبے استغفار کرتا ہون اس حدیث کے بہت سارے تاویلات بیان کیے گئے ہین اول تو یہ کہ جناب سرور کائنات مراتب عبودیت کے طے کرنے مین ہوتے اور جب ایک مرتبہ کو طے کر چکتے تو پہلے مرتبہ سافل کو مرتبہ عالی سے کم پاتے اس واسطے آپ مغفرت مانگتے اور کہتے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ۔

تیسرا جواب تیسرا جواب اسکا یہ بھی ہے کہ طاعات بندے کے خدائے تعالی کی نعمتون کے مقابلہ مین کم ہین اور جو کچھ اطاعت خداوندی سے انوار اور معارف مخلوق کو حاصل ہوتے ہین اوس کے انوار کبریائی کے سامنے کچھ بھی وقعت نہین رکھتے کیونکہ وہ بہت ہی اقل قلیل ہین اور اور جہالت اور قصور اور تقصیر سے مملو ہین کیونکہ بندہ مقام عبودیت سے کسی مقام مین کیون نہو لکن ذات باری تعالی کے جلال کبریائی کے مقابلہ مین اوسکی عبادت عین تقصیر ہے اسی لئے آپ استغفار مانگتے تھے اور اسی ملیے اس آیت کا مطلب بھی حل ہوگیا جسمین اللہ تعالی نے آپ کو ارشاد فرمایا فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ یعنے اے محمد تم مقام توحید کو سمجھو پھر اپنے گناہ کی مغفرت چاہو غرض کہ مقام عبدیت مین بندہ کوئی سے عالی مقام مین کیون نہو۔ لکن ذات باری تعالی کے مقام توحید اور اوسکی بے نیازانہ اور جلالانہ دربار کی سامنے سب مقامات عبدیت عین تقصیر اور قصوری قصور ہین اس وجہ سے آپ استغفار مانگتے تھے۔

غُفْرَانَكَ اس کی تقدیر اغفر غفرانک ہے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کمال مبالغہ بتلانے کی غرض سے فعل کو نہ لاکر محض مصدر پر اکتفا کرتے ہین جیسے سُقْيًا وَرَعْيًا اے سَقَاكَ اللّٰهُ سَقْيًا اپنی اردو مین بھی یہ محاورہ ہے مبارک مبارک یا بارک اللہ یا مبارک باد اب رہا یہ

امر غفران کی اضافت کاف خطاب کے طرف کی گئی اور اوس کی بعد ربنا کا لفظ لایا گیا اس مین یہ نکتہ رکھا گیا ہے کہ مغفرت ذات باری تعالی کی صفت کمالیہ ہے یعنے اے ذات باری تعالی تو اس صفت بخشش مین کامل ہے اور تیری مغفرت کسی خاص زمانہ کے ساتھ مقید نہین ہے بلکہ ہر وقت اور ہر گھڑی تو گناہون کا بخشنے والا ہے غرضکہ جہان پر دوام اور کمال مبالغہ بتلانا ہوتا ہے تو وہان مصدر کو لاتے ہین جیسے کہتے ہین انت العدل یعنے آپ ذات مجسم عدل ہین یہان بھی یہی مطلب ہے اے اطلب غفرانک وانت الکامل فی ہذہ الصفۃ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ اللہ تعالی سو حصہ رحمت مین سے ایک حصہ رحمت کا دنیا مین بھیجتا ہے جس سے ایک دوسرے پر رحمت اور مہربانی اور محبت کرتا ہے اور ننانوے حصے رحمت کے اللہ تعالی انے آخرت کے لئے ذخیرہ کر رکھے ہین پس ہوسکتا ہے کہ یہان پر غفرانک سے وہی رحمت مراد ہو گویا بندہ اپنے مالک سے یہ کہتا ہے کہ فرض کرو کہ اے مالک میرے گناہ بہت بڑے ہین لیکن تیری مغفرت کے سامنے (جو تو آخرت مین اپنی درگاہ کبریائی سے عطا فرمائے گا) بالکل حقیر ہین ؎

میرے گناہ زیادہ ہین یا تری بخشش
میرے کریم بتادے حساب کرکے مجھے

تیسری خوبی غفرانک مین یہ ہے کہ بندے آپنے آقا کے سامنے کہتے ہین کہ تیری بزرگی اور عظمت اور جلال اور کبریائی کا اثر ہر محل مین موجود ہے اگر موجودات کا وجود بعد عدم کے نہوتا اور عجائبات گوناگون کی ترکیب اور اونکی تعجب خیز تالیف نہوتی تو تیرے علم کے آثار ظاہر نہ ہوتے ایسا ہی اگر ہمارے گناہ اور ہمارے قصور اور ہماری عاجزی اگر نہوتی تو تیرے مغفرت کے آثار ظاہر نہوتے اس لئے ہم تجھ سے مغفرت مانگتے ہین ؎

بلند آوازہ گردد رحمت تو از گناہ من
شود نام تو روشن چون نگین از روئے سیاہ من

ربنا کہنے مین یہ بلاغت ہے کہ اے پروردگار جبکہ تو نے ہماری پرورش ایسی

Marfat.com

حالت مین کی کہ ہم تیری توحید کا نام تک نہین لیتے تھے یعنے جبکہ ہم مرتبہ عدم مین ماں کے پیٹ مین تھے تو اب تیرے کرم سے یہ بعید ہے کہ تو ہماری پرورش نہ کرے جبکہ ہم نے تیری توحید کا اقرار کیا ہے یا اس کا مطلب یہ ہے جبکہ تونے پرورش ہماری ایسے زمانہ مین کی جسوقت ہم کچھ بھی شعور نہین رکھتے تھے تو اب اوس تکمیل احسان کا اقتضا یہ ہے کہ اوس تربیت کی تکمیل اس طرح سے پوری کر کہ ہمکو اپنے فضل و رحمت سے بخشدے۔

وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ اس جملہ مین دو فایدے ہین ایک تو یہ کہ جب اٰمَنَّا رَبَّنَا بِاللّٰہِ سے اونہون نے توحید کا اقرار کیا اور اس امر کو مان لیا کہ موجد وہی خلاق عالم ہے والیک المصیر سے اقرار معاد کیا کیونکہ مبدا پر ایمان لانا اصل ہے معاد پر ایمان لانے کا کیونکہ جو شخص اس امر کا اقرار کریگا کہ ذات باری تعالیٰ جزئیات کا عالم اور کائنات کا پیدا کرنے والا وہی ہے تو وہ اس امر کا بھی اقرار کریگا کہ سب کا مرجع بھی وہی ہے اور اوسی کے سامنے سب کی روبکاری ہوگی دوسرا فائدہ اسمین یہ ہے کہ جب بندہ کو اس امر کا علم ہو جائیگا کہ ایک نہ ایک دن ضرور میرے اعمال کی پیشی پروردگار کے بارگاہ مین ہونے والی ہے اور اوس دن سوائے حکم باری کے کسی کا حکم نہین چلے گا اور یہ سمجھ لیگا کہ اوس دن بلا اذن پروردگار کوئی شفاعت کرنے والا نہین ہے تو جملہ غفرانک ربنا والیک المصیر اظہار اخلاص عمل مین اتم ہوگا گویا بندہ اس جملہ مین اس امر کو ظاہر کر رہا ہے کہ اے مالک ہمارے گناہون کو بخشنے والا اور ہماری مدد کرنیوالا سوائے تیرے کوئی نہین ہے۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا سے لیکر وانصرنا علی القوم الکافرین تک دعا کی چار قسمین ہین

پہلی قسم رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا ہے اس مین التجا ہے عدم مواخذۂ نسیان اور خطا پر یعنے اے پروردگار ہمارے بھول چوک پر ہم سے مواخذہ مت کر اب اسمین کیا نکتہ ہے لا تاخذنا نہکر لا تؤاخذنا کہا گیا اور اوس کے

معنے لا تعاقبنا کہی گئی حالانکہ فعل اخذ ایک ہی کے جانب سے ہوتا ہے اس کے دو جواب ہین۔ پہلا جواب تو یہ ہے کہ گو مواخذہ خدا کرنے والا ہے لکن بہولنے والا بھی کبھی خود اپنی طرف سے بہ باعث غفلت کے خود اپنے مواخذہ کا باعث ہوتا ہے یا بہولنے والا کبھی خود ہی بھٹکے ہوئے راستہ پر چلکر بہٹک جاتا ہے اس لئے لا تواخذنا کا لفظ رکھا گیا تاکہ مواخذہ دونون جانب سے ہو یعنے اے مالک ہم جو کچھ اپنی بہول سے کسی امر کے مواخذہ کے باعث ہوئے ہین تو اوس پر ہم سے مواخذہ مت کر۔

دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ دونون جانب سے مواخذہ ہے یعنے بندے کیطرف سے بھی اور خدا کے طرف سے بھی کیونکہ اللہ بندہ سے مواخذہ بہ سبب اوس کے گناہ کے کرتا ہے اور بندہ اپنے مالک سے مواخذہ بہ سبب اوسکی عفو اور کرم کے کرتا ہے کیونکہ بندہ یہ سمجھتا ہے کہ خوف کے وقت مجھے عذاب سے نجات دینے والا سواے خدا کے اور کوئی نہیں ہے پس اوس کے جناب مین گڑگڑاتا ہے۔

نسیان یہان ذکر کا ضد ہے یعنے اگر ہم سے اطاعت مین بہول ہوئی ہو یا چوک ہوئی ہو تو تو معاف کردے۔

شبہ جب یہ امر مسلم ہے کہ تکلیف مالا یطاق جائز نہین اور بہول جانے والے کا فعل قابل مواخذہ نہین اور جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہین رُفِعَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاُ وَالنِّسْيَانُ جب کہ نسیان پر مواخذہ سرے سے ہی نہین اور وہ محل عفو ہی نہین تو پہر نسیان کی صورت مین طلب عفو کرنا کیا معنے۔

جواب شبہ نسیان کی دو قسمین ہین ایک تو وہ نسیان ہے کہ جو قابل مواخذہ ہے دوسرا وہ نسیان ہے جو قابل مواخذہ نہین یعنے ایک نسیان ایسا ہے کہ جس نسیان کا عذر قابل قبول ہے دوسرا وہ نسیان جس کا عذر قابل قبول نہین مثلاً کسی شخص نے اپنے کپڑے پر نجاست کا نشان دیکھا اور اوس کو اوس وقت نہین دہویا یہان تک کہ اوسی کپڑے سے

Marfat.com

نماز پڑھ لی تو ایسے شخص کا نسیان قابل پذیرائی نہین کیونکہ اوس کو چاہئے تھا کہ دیکھنے کے ساتھہی اوس کو دہو ڈالتا تاخیر کرنے کی وجہ سے وہ نسیان قابل پذیرائی نہین رہا دوسرا وہ شخص جس نے اپنے کپڑے پر نشان نجاست کا دیکھاہی نہین اور نماز پڑھ لی تو ایسے شخص کا عذر قابل قبول ہے ایساہی ایک شخص حافظ قرآن ہے لکن اوس کی تکرار اور یاد سے بالکل غفلت کرتا ہے اور پڑہتاہی نہین تو ایسا شخص اگر قرآن بہول جائے تو قابل مواخذہ بہی ہر اور قابل ملامت بھی ہر لکن ایک شخص مواظبت قرآن کی رکھتا ہے پہر بہول جائے تو ایسا شخص قابل مواخذہ نہین اور ایسا عذر قابل پذیرائی ہے خلاصہ یہ کہ نسیان کی دو صورتین ہین ایک نسیان قابل معذرت دوسرا نسیان غیر قابل معذرت آیت مین جو نسیان قابل مواخذہ ہے وہ نسیان ہے کہ جس کے اسباب تذکر (یاد) کو چہوڑ کر اوس نے اختیار کیا تھا۔

دوسرا جواب اس کا دوسرا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نسیان معنے ترک کے لئے جائین جیسے نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُم یعنے اونہون نے اللہ کو چہوڑ دیا اللہ نے بھی اونکو چہوڑ دیا۔

نسیان اور خطا کا فرق جس چیز کو ضبط کرنا چاہئے اوسکو غفلت یا ضعف قلبی یا قصد سے چہوڑ دینا یہانتک کہ وہ دل سے بالکل ہٹ جائے نسیان ہے خطا کے لغوی معنے کسی راستے سے جدا ہو جانے کے ہین قصداً ایسے کام کو کرنا جس کو نہ کرنا چاہئے خطا ہے اور یہ خطائے تام ہے جس پر مواخذہ ہے دوسری خطا ایسی کہ جس پر مواخذہ نہین ہے۔ یعنے جو کام نکرنا چاہئے اوس کے نہ کرنے کا ارادہ کرے لکن خلاف مراد اوس سے واقع ہو جائے تو ایسی خطا پر مواخذہ نہین ہے دعا مین جس خطا اور نسیان پر مواخذہ ہے وہ بہی خطا اور نسیان ہے کہ جو عمداً ہو اور اوسی پر مواخذہ مترتب ہے باقی دوسرے قسم کے خطا اور نسیان تو خود معاف ہے پہر اوس کے اوپر مواخذہ نہ کرنے کے کچہ معنے نہین ہین۔

رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا یہ دوسری

قسم کی دعا ہے لغت مین اصر بوجہ کو کہتے ہین عہد کو بھی اصر اس وجہ سے کہتے ہین کہ وہ بھی موفی عہد پر ثقیل ہوتا ہے مطلب آیت کا یہ ہے کہ اے اللہ جیسے ہم سے اگلی قومون یعنے یہود پر سخت احکام اتارے ویسے ہم پر سخت احکام نازل نہ فرما یہود پر پچاس نمازین اور ربع مال زکوۃ مین فرض تھا اور اگر جسم پر نجاست لگ جائے تو اوس کے کاٹ دینے کا حکم تھا جناب سرور کائنات کی امت پر اللہ تعالی نے یہ فضل کیا کہ اس قسم کے تکالیف اور احکام شاقہ نازل نہین فرمائے اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے بُعِثْتُ بالحنفیۃ السَّھلۃ السمحۃ مین آسان اور سہل دین حق کے ساتھ بھیجا گیا ہون اس دعا کے مانگنے کی وجہ یہ تھی کہ سختی احکام مین احتمال تقصیر کا ہے اور تقصیر موجب عقوبت ہے اور اللہ کے عذاب کی برداشت کرنے کی کس کو قدرت ہے۔

شبہ جب یہ امر مسلم ہے کہ اللہ تعالے اکرم الاکرمین اور ارحم الراحمین ہے تو سخت احکام یہود پر کیون نازل کئے گئے جس کی وجہ سے وہ مخالفت مین پڑے اس کا جواب معتزلہ نے یون دیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ ایک انسان کے حق مین ایک حکم کے دینے مین مصلحت ہو اور وہ دوسرے کے حق مین باعث مفسدہ ہو یہود بے یہود کے طبیعت مین چونکہ مدت سے غلظت اور سختی تھی اس لئے اون کے لئے احکام سخت نازل فرمائے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت چونکہ ضعیف اور رقیق تھی اور اونکی طبیعت مین لینت اور نرمی تھی اس لئے اللہ تعالی نے احکام بھی سلیس اتارے لکن اصل انصاف اس مین یہ ہے کہ ذات باری تعالی ہی اپنی مصلحت آپ احکام کے اتارنے مین جانتا ہے ہم کیا اور ہماری رائے کیا یفعل اللہ مایشاء و یحکم مایرید۔

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ یہ تیسرے قسم کی دعا ہے اسمین کئی مسائل ہین (۱) پہلا مسئلہ تو یہ ہے کہ طاقت بمعنی اطاقہ ہے جیسے طاعت بمعنی اطاعت ہے ای لاتحملنا مالا نطیق

بعض لوگون نے اس آیت سے تمسک کیا ہے کہ تکلیف مالا یطاق جائز ہے کیونکہ اگر تکلیف
مالا یطاق جائز نہ ہوتی تو اوس کا طلب کرنا دعا کے ساتھ کیونکر صحیح ہوتا یعنے یہان سائل اس
امر کو جائز رکھتا ہے کہ اے اللہ تو ایسی تکلیف جو بندون پر ڈالتا ہے جسکی وہ طاقت نہین
رکھہ سکتے ویسی تکلیف ہم پر مت ڈال بلکہ ایسی تکلیف ہمکو دے جسکی طاقت ہم رکھہ سکین
جواب اس کا جواب معتزلہ نے کئی وجوہات سے دیا ہے پہلا جواب معتزلہ کا یہ ہے کہ دعا
مین جو قول لا طاقة لنا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اے پروردگار جس فعل کے کرنے مین
مشقت بہت ہو اوس کو تو ہم پر مت ڈال جیسے ایک آدمی کہتا ہے لَا اَسْتَطِیْعُ اَنْ
اَنْظُرَ اِلٰی فُلَانٍ مین فلان شخص کو دیکھہ نہین سکتا یعنے اوس کا دیکھنا مجھے ناگوار ہے
جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے۔

اِنَّكَ اِنْ كَلَّفْتَنِیْ مَا لَا اُطِیْقُ + فَسَاءَكَ مَا سَرَّكَ مِنِّیْ مِنْ خُلُقٍ ــ

اگر تو مجھکو ایسے امر کی تکلیف دیگا جسکی مین طاقت نہین رکھہ سکتا تو پھر جو خصلت میری تجھے
اچھی معلوم ہوتی تھی وہ سب تجھے بری لگنیگین رکیونکہ پھر مین خوشی سے کوئی کام کرونگا تو گو اچھے
کام بھی ہون لکن جب دل سے وہ نہین ہونگے تو برے معلوم ہونگے حدیث مین ہے رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خادم کا کھانا اور کپڑا اوس کے مولا کے ذمہ ہے مولی کو
چاہیے کہ اپنے خادم کو ایسی تکلیف نہ دے جسکی وہ طاقت نہین رکھہ سکتا یعنے جو اوس پر
شاق گزرے عمران بن حصین سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر نمازی
کھڑے ہو کر نماز نہین پڑہ سکتا تو بیٹھہ کر پڑہے اور اگر بیٹھہ کر نہین پڑہ سکتا تو پہلو پر پڑہے
پس اس حدیث لم یستطع کے یہ معنے نہین کہ اوسکو جلوس کی قوت ہی نہین ہے قوت جلوس
کی ہے لکن جلوس اوس پر شاق ہے پس سب فقہا اس کے یہی معنے لیتے ہین کہ اگر لیٹنے
مین یا بیٹھنے مین تکلیف ہو جیسا کہ اللہ تعالی قرآن مین کافرون کے حق مین فرماتا ہے فَمَا كَانُوْا
یَسْتَطِیْعُوْنَ السَّمْعَ وہ نہین سُن سکتے یعنے سننا اون پر شاق ہے کیونکہ سننا کچھ اون سے

Marfat.com

محال تہوڑا ہی تہا اس لئے کہ وہ سننے برابر تھے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ آیت لَا تُکَلِّفْنَا مَا لَا طَاقَةَ مین یہ تہوڑا ہی ہے جس سے تکلیف مالایطاق کا جواز سمجہا جائے بلکہ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا کہا ہے اور مراد اوس تحمیل رکہی ہے اور تحمیل کہتے ہین کہ کسی شخص پر اتنا بوجہ لاد دینا جس کے اٹہانے کی اوسکو طاقت نہ ہو پس اس سے مراد عذاب ہوگا اس صورت مین آیت کے معنے یہ ہونگے کہ اے اللہ تو ہم پر قیامت مین یا دنیا مین ایسے عذاب اور مصیبت کا بوجہ ہم پر مت ڈال جس کی ہم برداشت نہین کرسکتے پس اگر آیت کو تحمیل کے معنے پر محمول کرین تو لاتحملنا اپنے حقیقی معنی پر رہیگا اور اگر اوس کو تکلیف کے معنے پر محمول کرین تو لاتحملنا کا استعمال مجازی معنے پر ہوگا پس لفظ کو حقیقی معنے پر محمول کرنا اولی ہوگا بہ نسبت مجازی معنے کے۔

تیسرا جواب تیسرا جواب اسکا یہ ہے فرض کرو کہ اونہون نے اللہ تعالی سے اس امر کو مانگا کہ اے اللہ تو ہمکو تکلیف ایسے امر کی نہ دے جس کے اُٹھانے کی ہمکو قدرت نہین لکن اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ اللہ تعالی تکلیف مالایطاق دے ہی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ یہ کلام علی سبیل الفرض ہو اس لئے کہ کسی امر کی صراحت مستلزم اوس کی نقیض کو نہین ہوسکتی ہے کیونکہ نقیض سے جملہ دعائیہ ساکت ہے اگر ایسا ہو تو آیت رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ اس امر پر دال ہو کہ اللہ تعالی باطل کا بہی حکم کرے یا جیسے ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ اس دعا سے یہ لازم نہین آتا کہ اللہ تعالی کسی کو رسوا بہی کرے یا جیسے اللہ تعالی کا جناب سرور کائنات کو کہنا لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ اس سے بہی یہ لازم نہین آتا کہ حضرت سے معاذ اللہ شرک صادر ہو کیونکہ یہ کلام علی سبیل الفرض ہوا ہے غرضکہ سوال عدم تکلیف مالایطاق سے یہ لازم نہین آتا کہ تکلیف مالایطاق جائز رکہی جائے غرضکہ اونکی دعا سے تکلیف مالایطاق کا جواز نہین نکلتا یہ معتزلہ کے جوابیہ جملے تھے اب امام فخر الدین رازی ان جوابیہ جملون کا جواب الجواب دیتے ہین۔

Marfat.com

وجہ اول کا جواب یہ ہے کہ اگر وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ سے تشدید تکلیف مراد ہو تو پہلی آیت اور دوسری آیت کے ایک ہی معنے ہونگے اور تکرار محض لازم آئیگی حالانکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہر جگہ پر مستقل ہے۔

دوسرے وجہ کا جواب یہ ہے کہ اگر طاقت سے اطاعت اور قدرت مراد ہو تو دوسری آیت لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا کا مطلب مالا قدرۃ لنا ہوگا اور یہ مجاز ہوگا اور جب تک اصل معنے مل سکیں مجاز کی ضرورت نہیں۔

تیسری وجہ کا جواب یہ ہے کہ قرآن کی اصطلاح مین تحمیل تکلیف کے ساتھ مخصوص ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا اور اگر فرض کریں کہ یہ عرف مین پایا نہین جاتا تو بھی لا تحملنا کا لفظ عذاب اور تکلیف دونون مین عام ہے تو اوسکا اجرا ظاہری معنے پر رہے گا پھر تحمیل کو عذاب کے ساتھ مختص کرنیکی کوئی وجہ نہین۔

چوتھی وجہ کا جواب یہ ہے کہ جب تکلیف مالایطاق ممتنع ہے تو اوس کی طلب کیونکر صحیح ہوگی کیونکہ جو فعل سرے سے محال ہے اوس کا طلب کرنا طلب محال ہوگا جو سرے سے ناجایز ہے اور یہ دعا اس طرح پر ہوگی جیسے کوئی شخص کہے رَبَّنَا لَا تَجْمَعْ بَیْنَ الضِّدَّیْنِ وَلَا تُقَلِّبِ الْقَدِیْمَ حَدِیْثًا اس واسطے کہ جب جمع بین الضدین سرے سے محال ہے تو اوس محال کی دعا بھی صحیح نہوگی۔

(چھٹا مسئلہ) رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْ عَلَیْنَا اِصْرًا مین کئی سوالات ہین پہلا سوال یہ ہے کہ پہلے جملے مین تحمیل کا لفظ کہا گیا اور دوسرے مین حمل کا اس مین کیا نکتہ ہے۔

اسکا جواب یہ ہے کہ جو امر شاق ہے اوس کا اٹھانا ممکن ہے اور جو امر قدرت سے خارج ہے اوس کا اٹھانا ممکن نہین پس امر غیر مقدور کی تحمیل ہو سکتی ہے لکن حمل اوسکا ممکن نہین برخلاف امر شاق کے کہ اوس کی حمل اور تحمیل دونون ممکن ہین اس وجہ سے آیت اخیرہ

Marfat.com

تحمیل کے ساتھ مختص کر دی گئی ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ جب بندے نے اپنے مالک سے یہ چاہا کہ امر شاق کی اوسکو تکلیف نہ دیجاے جیسا کہ لاتحمل علینا اصرا سے ظاہر ہوتا ہے تو اوس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ اوس کو تکلیف مالایطاق بھی نہ دیجائے اس صورت مین اس ترتیب کا عکس اولی ہوتا ہے یعنے پہلے مین لاتحملنا ہوتا اور دوسرے مین لاتحمل۔

فیصلہ امام فخر الدین رازی امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ ان بحثون کے بعد یہ فرماتے ہین کہ میرے خیال مین اسکا جواب جو کچھ آیا ہے وہ یہ ہے کہ بندے کے دو مقام ہین ایک مقام تو ظاہر شریعت پر بندے کا قائم رہنا ہے دوسرا یہ کہ بندے کا مقامات سلوک مین مکاشفات کا طے کرنا اور اوسکی صورت یہ ہی کہ بندہ اللہ تعالی کی معرفت اور خدمت اور اطاعت اور شکر نعمت مین بالکل مشتغل ہو جائے پہلے مقام مین بندے کا یہ سوال ہے کہ اے اللہ ظاہر شریعت کے قیام پر ہم پر تشدد اور سختی نہ فرما یعنے لاتحمل علینا اصرا کا مطلب یہ ہے کہ ظاہر شریعت کی احکام کی پابندی جیسے اگلے لوگون سے کرائی گئی اور سخت سخت احکام اون پر نازل فرمائے ویسی سختی مین ہکومت ڈال اور مقام ثانی کے لئے لاتحملنا مالا طاقۃ لنا ہے یعنے اے پروردگار ہم سے ایسی تعریف اور تحمید اور ثنا جو تیرے جلال کبریائی کی لائق ہو اوس کو تو ہم سے مت طلب کر اور ایسے شکر کو جو تیری نعمتون کے لایق ہے اوس کو ہم سے مت چاہ کیونکہ ہم مین اوس کی قدرت ہی نہین اور ایسی معرفت کی خواہش جو تیری عظمت قدس کے لایق ہو ہم سے مت کر کیونکہ ہم خاکسار ناتوان عاجز تیرا حمد و شکر اور ذکر جیسا کہ تیری ذات کے لئے شایان اور لایق ہے اوس کو بجا نہین لا سکتے اور نہ ہم مین اوس کی طاقت ہے چنانچہ حضرت خود فرماتے ہین لا اُحصِی ثناءً علیکَ کما اثنیتَ علیٰ نفسِکَ چونکہ شریعت حقیقت پر مقدم تھی اس لئے شریعت کے بوجھ کو لا تحمل علینا اصرا کہا گیا اور حقیقت کا مرتبہ بعد کا ہے اس لئے اوس کے لیے لا تحملنا مالا طاقۃ لنا

کہا گیا اٰن دعاؤن کو صیغۂ جمع سے لانے مین نکتہ یہ ہے کہ اس قسم کی دعامین سب مسلمان شریک ہون کیونکہ قبولیت دعا بوقت اجتماع زیادہ موثر اور مکمل ہے چنانچہ اجتماع مسلمین کیساتھ دعا کے بڑے بڑے تاثیرات ہین چنانچہ جب ارواح اور اجتماع اسباب کسی چیز کا ہوجاتا ہے تو وہ زیادہ اثر پذیر ہوتا ہے بہ نسبت انفراد کے۔

وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ

پہلے جملے سے اس جملہ تک دعائین ترک اشیاء پر تہی اب یہان سے دعائین طلب اشیاء پر ہین مگر اب اس کو دیکہنا چاہیئے کہ پہلی کی دعاؤن مین ربنا کا لفظ مکرر تین جگہ آیا اور یہان پر نہین اس کا جواب یہ ہے کہ دوری کے وقت احتیاج ندا کی ہوتی ہے اور نزدیکی کیوقت احتیاج ندا کی نہین ہوتی پہلے مین چونکہ بندے کو ایک طرح سے بعد ذات باری تعالی سے تہا اس لیئے وہان پر ندا کی کہ اے پروردگار ہمارے لئے ایسا نہ کر کہ پھر جب بندے کا گڑگڑانا اور خشوع اور خضوع زیادہ ہوا تو اوس کو ایک گونہ تقرب ذات باری تعالی سے ہوا پھر ندا کی ضرورت نہین رہی۔

عفو اور مغفرت اور رحم مین فرق | اب رہا یہ نکتہ کہ پہلے مین عفو کا لفظ کہا گیا دوسرے مین مغفرت کا تیسرے مین رحم کا سو عفو کہتے ہین مٹ جانے کو یعنے عذاب کے ساقط ہوجانے کو مغفرت کہتے ہین بندے کو فضیحت عذاب اور شرمندگی کے بچانے کی غرض سے اوس کے گناہ کو ڈہانپ دینا گویا بندہ یہ کہتا ہے کہ مالک مین تجہسے معافی چاہتا ہون کہ میرے گناہون کو میٹ دے اور جب میٹ دیا تو گویا اون گناہون کو ڈہانپ دیا کیونکہ عذاب قبر یا عذاب آخرت سے نجات پانا جب ہی اچہا ہوتا ہے کہ اوسکے بعد فضیحت عذاب سے بہی نجات ہو فرض کیجیئے کہ جرم کی سزا معاف ہوئی لکن رسوائی ویساہی رہی تو وہ بہی ایک طرح کا عذاب ہی اس لیئے کہ عذاب مین ایک عذاب قبر بہی ہے جو عذاب جسمانی ہے اور فضیحت کا عذاب۔ عذاب روحانی ہے غرضکہ واعف عنا اشارہ ہے عذاب جسمانی سے نجات پانے کے طرف اور واغفرلنا

Marfat.com

اشارہ ہے عذاب روحانی سے نجات پانے کیطرف اور جب بندہ دونون عذابون سے نجات
پایا تو پھر طلب ثواب کے طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا وارحمنا انت مولانا یعنے
اے مالک ہم تجھسے طلب رحمت کرتے ہین جیسے عذاب کی دو قسمین ہین ایک روحانی
دوسرے جسمانی ویساہی ثواب کی بھی دو قسمین ہین ایک ثواب جسمانی دوسرے ثواب
روحانی ثواب جسمانی جنت کی نعمتین اور وہان کی لذتین اور عمدہ عمدہ چیزین ہین - ثواب روحانی
لذت دیدار الہی اور بقدر طاقت اوس کی علو کبریائی کا منکشف ہونا اور یہ لذت جب
حاصل ہوتی ہے کہ انسان اپنے ماسوا سے بالکل غائب ہوجاے اور نور حضور جلال
باری تعالی مین بالکل ڈوب جاے غرضکہ جملہ وارحمنا طلب ثواب جسمانی کے طرف اشارہ ہے
اور انت مولانا طلب ثواب روحانی کے طرف اور نکتہ اسمین یہ رکھا گیا ہے کہ بندہ من کل الوجوہ
ذات باری تعالی کے طرف متوجہ ہے کیونکہ انت مولانا خطاب ہے حاضرین کا دوسرا
لطف انت مولانا مین یہ ہے کہ بہ نکتہ غایت فروتنی اور تذلیل پر دلالت کرتا ہے اور
اس امر کا اعتراف ہے کہ جو کچھ نعمتین ہمکو پہونچی ہین اور جن جن انعامات سے ہم فائز المرام
ہوئے ہین ان سب باتون کا متکفل اور متولی تو ہی ہے ہماری مثال بمنزلہ اوس بچے کی ہی
کہ جسکی اصلاح بغیر ایک ایسی مربی اور مشفق کے نہین ہوسکتی جو ہر وقت ہمارا نگران کار رہے ہے
غرضکہ ہماری مثال اون بندون کی ہے جو اپنے مشکلات اور مہمات امور کی اصلاح مین
سواے اپنے آقا کے کسی پر بھروسہ نہین کرتے خلاصہ یہ کہ ذات باری عز اسمہ ایسا کارساز
اور متولی ہے کہ کوئی اس کا مثل اور شبیہ نہین دنیا اور آسمان اور زمین سب امور کا کارخانہ
اوسی کی ید قدرت مین ہے سب مہمات امور کا وہی مصلح اور متولی ہے جیساکہ دوسری
آیتون سے ظاہر ہوتا ہے نعم المولی ونعم النصیر اللہ ولی اللذین امنوا
فانصرنا علی القوم الکافرین یعنے اے ہمارے مالک ہماری اور کافرونکے درمیان
جو کچھ لڑائیان ہورہین ہین اگر ہم سی اور کافرون سے مناظرہ ہو تو تو ہماری مدد کافرون پر کر اور

دولت اسلام کو اونکی دولت پر غلبہ دے محققین علماء صوفیہ کرام یہ کہتے ہین کہ اے اللہ
ہماری قوۃ روحانیہ ملکیہ کو قوۃ جسمانیہ (جو ہمکو اسوی اللہ کے طرف پہنچاتی ہے) پر مدد دے تاکہ ہم
اوس پر غالب ہون امام واحدی رحمہ اللہ مقاتل بن سلیمان سے روایت کرتے ہین کہ جب
حضور اکرم سیدنا محمد صلعم کو معراج ہوئی تو خواتیم سورہ بقر عنایت ہوئے فرشتون نے کہا کہ اللہ
عزوجل نے آپ کو عزت دی اور آپ کی تعریف کی کیونکہ آیت مین فرمایا امن الرسول بما انزل الخ
اب تم اپنے پروردگار سے مانگو آپ نے فرمایا کیا مانگون حضرت جبرئیل نے سکھایا کہو غفرانک
ربنا والیک المصیر اللہ تعالی نے کہا مین بخشدیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا
لا تؤاخذنا اللہ تعالی نے کہا مین مواخذہ نہین کرونگا پھر آپ نے فرمایا ولا تحمل علینا
اصرا اللہ تعالی نے فرمایا مین تم پر سخت احکام نہین اُتارونگا پھر آپ نے فرمایا لا تحملنا
ما لا طاقة لنا بہ اللہ تعالی نے فرمایا مین تم پر ایسی مشقت نہین ڈالونگا جو تمہاری قوت سے
باہر ہو پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت
مولانا اللہ تعالی نے اوس کے جواب مین ارشاد فرمایا مین نے معاف کر دیا اور بخشدیا اور تم پر
اپنی رحمت نازل کی اور مین تم کو کافرون پر غلبہ دونگا۔ بعض روایتون مین آیا ہے کہ جناب
سرور کائنات ان دعاؤن کو پڑھتے تھے اور فرشتے آمین کہتے تھے۔ ربنا لا تزغ
قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمة انک انت
الوھاب۔ (آل عمران ع ۱) پکے عالم جن کے مزاج مین کجی نہین ہے وہ آیت محکمات
اور متشابہات سب پر ایمان لاتے ہین اور کہتے ہین اے پروردگار ہم ایمان لائے
آیت محکم ہو یا متشابہ ہم سب کو منجانب اللہ سمجھتے ہین اور یہ دعا مانگتے ہین) اے ہمارے
مالک ہمارے دلون کو راہ پر لگا دینے کے بعد پھر اون دلون کو ڈانواں ڈول نکر دے اور
اپنی بارگاہ احدیت سے ہمکو رحمت (کا خلعت) سرفراز کر کیونکہ تو بڑا بخشنے والا ہے (ف)
اس آیت کے مضمون مین معتزلہ اور اہل سنت کا بہت کچھ مباحثہ ہے لیکن یہان ہم اہل سنت کے

موافق تقریر کرینگے

اہل سنت کہتے ہین کہ اس آیت سے معتزلہ کا رد نکلتا ہے کیونکہ ہدایت اور گمراہی جب اوسی کیطرف سے ہے تو کوئی چیز اوس پر لازم نہین جیساکہ معتزلہ سمجھتے ہین کہ اللہ تعالےٰ پر اعمال خیر پر ثواب اور اعمال شر پر عذاب کا دینا واجب اور لازم ہے اہل سنت کہتے ہین کہ قلب مین دونون باتون کی صلاحیت ہے یا تو وہ ایمان کے طرف جھک جاے یا کفر کے طرف میلان کرے اور قلب کا میلان کسی ایک جانب کے طرف بغیر ارادہ ذات باری تعالیٰ کے نہین ہوتا پس اگر وہ میلان کفر کے طرف ہوگیا تو خذلان کجی۔ انکار۔ ختم فساد و قہر۔ عذاب نصیب ہوا اور اگر اوس قلب کے میلان کو ذات باری تعالیٰ ایمان کے طرف متوجہ کر دیا تو اوس مین توفیق ارشاد۔ ہدایت۔ تسدید۔ تثبت عصمت نجات نصیب ہوئی اسی بنا پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین مومن کا دل اللہ تعالیٰ کے دو انگلیون مین ہے جس طرف چاہے پھیر دے چنانچہ اسی بنا پر آپ یہ دعا اکثر فرماتے تھے یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰی دِیْنِکَ وَطَاعَتِکَ اور دوسری جگہ صَرِّفْ قلوبنا الیٰ طاعتِکَ آیا ہے غرضکہ جو علم مین پکے ہین وہ درگاہ ذوالجلال مین گڑگڑا کر یہ عرض کرتے ہین کہ اسے اللہ تو ہمارے دلون کو جب وہ حق کے طرف مائل ہوگئے ہین تو پھر باطل کے طرف اونکو نہ مائل کر اور خاصۃً جب کہ وہ ہدایت پا چکے ہین یہ صریح دلیل ہے اس امر پر کہ قلب مین جو ہدایت ہوتی ہے اوسکو اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرتا ہے بندے کو کچھ بھی دخل نہین کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو کیون هَدَیْتَنَا سے دعا ہوتی غرضکہ اس دعا نے معتزلہ کا رد کر دیا جو کہتے ہین کہ بندہ اپنے افعال کا آپ مختار ہے اور خالق ہے۔

اور اپنی رحمت ہم کو عنایت فرما یہان سے یہ معلوم کرنا چاہیے کہ قلب جب ہی پاک ہونا ہے کہ وہ امور مناسبہ سے روشن ہو اسی واسطے پکے علما نے قلوب نور ہدایت سے منور ہونے

Marfat.com

کے لیئے یہ دعا مانگی کہ اے ہمارے مالک ہمارے دلون کو باطل اور عقائد فاسدہ کے
طرف نہ مائل کر لینے بڑے اور خراب عقائد سے پاک اور صاف کردے پھر بعد اوس کے
اونہون نے اپنے پروردگار سے یہ التجا کی کہ اے مالک دلون کو انوار معرفت سے روشن
کردے اور ہمارے اعضا کو زینت ظاہری اور باطنی سے مزین فرما اور رحمت کے لفظ
مین تعمیم اس وجہ سے رکھی تاکہ سب انواع رحمت کو شامل ہوجائے چنانچہ رحمت کی کئی
قسمین ہین پہلی رحمت جو دلون پر نازل ہوتی ہے وہ نور ایمان اور توحید اور معرفت ذات
باری تعالی سے ہے (دوسری رحمت) جوارح اور اعضا مین نور اطاعت اور عبودیت اور خدمت
کا پیدا ہونا (تیسری رحمت) دنیا مین اسباب معیشت امن اور رحمت اور کفایت کا نصیب ہونا
(چوتھی رحمت) موت کے وقت سکرات موت کا آسان ہونا (پانچوین رحمت) قبر مین سوال
منکر نکیر کا آسان ہونا ظلمت قبر کا دور ہونا (چھٹی رحمت) قیامت مین عذاب کا آسان ہونا
جواب کی روبکاری سہل ہونا گناہون کا بخشا جانا نیکیون کا پلہ بھاری ہونا غرضکہ مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً
مین سب قسم کی رحمت آگئی اور ان رحمتون کا دینے والا سوائے ذات باری تعالی کے کوئی
نہین ہے اس لیئے تاکیدی جملہ مِنْ لَّدُنْكَ عقل اور قلب اور روح کو تنبیہ دینے کی غرض سے
لایا گیا ہے یعنے یہ تمام مقاصد اور رحمتین اے مالک ہم تجھی سے مانگتے ہین سوائے تیرے
کوئی ہم کو دینے والا نہین۔ اور چونکہ رحمت کا لفظ نکرہ بغرض تعظیم لایا گیا ہے جس سے مقصود
یہ ہے کہ ہم تجھی سے رحمت عظیمہ کو مانگتے ہین کیونکہ وہ رحمت تجھہ جیسے عظیم الشان سے ہمکو مل
رہی ہے اس کے بعد اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ کے لانے مین یہ نکتہ رکھا گیا ہے کہ تو بڑا بخشش
کرنے والا ہے یعنے اے مالک اس دعا مین ہم نے جو کچھ تجھہ سے طلب کیا ہے وہ ہمارے
نسبت کرتے تو بڑی چیز ہے لکن تیرے کمال اور غایت دریاے جود کے سامنے بالکل
حقیر ہے کیونکہ تو ایسا دینے والا ہے کہ تیرے خزاین جود کے اثرات جو تمام اشیا اور ماہئیات
مین جلوہ افروز ہین وہ سب تیرے فیضان جود کے سامنے ایک قطرہ ہین غرضکہ تیرے

Marfat.com

دریاے جود کے سامنے ہمارے مقاصد بمنزلہ ایک قطرہ کے ہین تو کیا عجب ہے کہ ہم بھی سیراب ہون رَبَّنَا اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (آل عمران ع) اے ہمارے مالک (قیامت کے دن) جس کے ہونے مین کسی قسم کا شبہ نہین ہے تو اوس دن لوگون کو جمع کریگا کیونکہ اللہ وعدہ خلافی نہین کرتا یہ دعا بہی علما راسخین کی ہے جب اونہون نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی کہ ہم کو کجی سے بچالے اور ہدایت اور رحمت کے ساتھ مختص فرما اب اوس کے بعد یہ دعا مانگی ہمین مطلب یہ رکھا کہ ہماری غرض مصالح دنیوی نہین ہے بلکہ ہماری بڑی غرض آخرت ہے کیونکہ ہم اس امر کو بخوبی جانتے ہین کہ قیامت کے دن تو ضرور لوگون کو جمع کریگا اور یہ بہی جانتے ہین کہ تو وعدہ خلافی نہین کرتا اور تیرا کلام جھوٹ نہین ہوتا پس جس شخص کا دل دنیا مین مائل بکجی ہو وہ عذاب آخرت مین ابد الآباد رہے گا اور جس شخص کو تو نے توفیق اور ہدایت اور رحمت عطا فرمائی اور اونکو مومنین سے کیا تو وہ سعادت اور کرامت ابدی مین رہیگا پس ہماری بڑی غرض اس سے آخرت کی اصلاح ہے کہ آخرت مین ہمکو سعادت ابدی عنایت فرما۔

(بلاغت) جملہ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ کی تقدیر جَامِعُ النَّاسِ لِلْجَزَاءِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ ہے جزا کو حذف کردیا اس لئے کہ وہ امر معلوم ہے اور اضافت فاعل کی مفعول کے طرف کردی گئی جملہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ پہلے مضمون جملہ کی علت ہے کیونکہ معبود کی شان سے یہ بہی ایک شان ہے کہ وہ وعدہ کو وفا کرے اور خلاف وعدگی شان الوہیت کے خلاف ہے اب رہا اس امر کا نکتہ کہ یہان اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ کہا اور آخر صورت کی دعا مین انک لاتخلف المیعاد کہا ان دونون مین فرق یہ ہے کہ یہان اظہار عظمت و جلال ہے کیونکہ قیامت کا دن ایک ہولناک امر ہے اس لئے مناسب یہ تھا کہ یہان لفظ جلال لایا جاتا اور وہان چونکہ طلب انعام اور اقتضاے رحمت ہے

Marfat.com

اس لئے وہان کاف سے خطاب کیا گیا یعنے حشر ونشر اس لئے ہے کہ مظلومون کا انصاف ظالمین سے لیا جاے اس لیے اسم اعظم اللہ کا نام لینا مناسب ہوا اور آخر سورت مین بندہ اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ اے اللہ تو ہم پر اپنا فضل اور انعام کر اور گناہون سے در گزر کر پس وہان پر مناسب کاف خطاب ہوا۔ اس دعا کے لانے سے غرض یہ تھی کہ یہ بتلایا جائے کہ راسخین فی العلم کی ہمت آخرت پر لگی ہوئی ہے اس واسطے اونہون نے ثبات ہدایت کو اللہ تعالی اسے مانگا کہ ثواب حاصل کرین حدیث شریف مین جعفر بن محمد خلدی سے آیا ہے کہ حضور اکرم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس آیت کو گمی ہوئی چیز کیلئے پڑھے گا اللہ تعالی اوس چیز کو دلا دیگا اور اوس کو اسطرح پڑھے یا جامع الناس لیوم لا ریب فیہ اجمع بینی وبین مالی انک علی کل شیء قدیر اللہ چاہیگا تو اوس کی گمی ہوئی چیز ملجاویگی۔ یا اوس سے بہتر اوس کو کوئی چیز دے گا۔

شبہ معتزلہ اس آیت سے جبائی معتزلی استدلال کرتا ہے کہ اللہ تعالے نے جو فاسقین کے حق مین وعید نازل کی ہے وہ ہو کر رہیگی یعنے فاسقین کو سزا دینا لازم ہے کیونکہ وعید بھی وعدے کے تحت مین ہے اور اس پر دلیل یہ آیت ہے جب جنتی دوزخیون سے کہینگے اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا یعنے جو کچھ ہمارے پروردگار نے ہم سے وعدہ جنت کیا تھا وہ ہمکو مل چکا ایا تم کو جو تمہارے پروردگار نے عذاب کی دہمکی دی تھی وہ تم کو مل چکی یا نہین پس آیت سے معلوم ہوا کہ وعید بھی وعدہ کے تحت مین ہے پس جب اللہ تعالی وعدہ کا خلاف نہین کرتا تو وعید کے بھی خلاف نہین کرتا

جواب شبہ معتزلہ اس اعتراض کا جواب اہل سنت یہ دیتے ہین کہ فاسقین کے حق مین جو وعید ہے وہ مستلزم عذاب نہین تاکہ اس سے اخلاف وعدہ لازم آئے بلکہ وعید کی دو صورتین ہین ایک وعید بشرط عدم عفو ہے دوسری وعید بشرط عفو ہے جو وعید بشرط عدم عفو ہے یعنے ایسی وعید کہ جسکی معافی کسی طرح نہین ہوسکتی ایسی وعید کا خلاف اللہ تعالی نہین کرتا

لکن ایسی وعید جو عفو کے ساتھ مشروط ہے اوس کے خلاف اللہ تعالی کرسکتا ہے کیونکہ ایسی وعید معلق بشرط عفو ہے اگر معاف کردیگا تو اوس پر لازم نہین کہ سزا دیوے پس جیسا کہ تم وعید کے نفاذ کو عدم توبہ کے ساتھ مشروط کرتے ہو ایسا ہی ہم وعدۂ ذات باری تعالی کو شرط عفو کے ساتھ اور وعید کو شرط عدم عفو کے ساتھ مختص کرتے ہین اگر ہم ان بہی لین کہ وعید عام ہے لکن اس کو ہم نہین مانتے کہ وہ وعدہ کے تحت مین ہی ہوسکتا ہے کہ آیت هل وجدتم ما وعد ربکم استفہام تذلیل کے طور پر ہو جیسے فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ اَلِيمٍ (توبہ ع) یا جیسے ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ اور اس کا جواب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آیت مین جو وعدہ کا لفظ لایا گیا ہے اوس سے وعید مراد ہی نہو بلکہ وعدہ ہی مراد ہو یعنے وہ نعمتین جن کے ملنے کی امید اونکو تہون سے تھی کیونکہ وہ دوزخی بت پرست اور مشرک اپنے بتون سے اس امر کی امید رکہتے تھے وہ اللہ کے پاس سفارش کرینگے پس یہان پر جنتی اون دوزخیون سے یہ پوچھ رہے ہین کہ تم کو جو امید تھی کہ ہمارے بت اللہ کے پاس سفارش کرکے ہمکو بچا لینگے آیا تم نے اوس وعدہ کو پورا پایا اور یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ وعدہ سے مراد وہ منافع ہون جن کے ملنے کی امید اونکو اپنے بتون سے ہو۔

تقریر امام اوحدی امام اوحدی کہتے ہین کہ یہ آیت مختص میعاد اولیا کے ساتھ ہے یعنے اللہ تعالی اپنے اولیا سے وعدہ کا خلاف نہین کرتا اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اپنے اعدا سے بھی وعید کے خلاف نہ کرے ہوسکتا ہے کہ اعدا کو دہمکی بغرض تہدید کی جائے پھر اوس کی خلاف کرے کیونکہ وعید کا خلاف کرنا عرب کے پاس عین کرم ہے جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے ؎

اذا اوعد السراء انجز وعده ۔۔۔ وان اوعد الضراء فالعفو مانع

یعنے ممدوح جب کسی سے کسی خوشی کا وعدہ کرتا ہے تو اوس وعدے کو پورا کرتا ہے اور جب کسی ضرر کی تہدید اور دہمکی دیتا ہے تو اوس کی صفت عفو مانع ہے

حکایت عجیبہ ابو عمرو بن علاء اور عمر بن عتبہ معتزلی کے درمیان ایک مناظرہ ہوا ابو عمرو بن علاء نے

Marfat.com

عمرو بن عبید سے کہا تم اون لوگون کے بارے مین کیا کہتے ہو کہ جنہون نے کبیرہ گناہ کیا ہے کیا اللہ اونکو نہین بخشے گا عمرو بن عبید سے کہا اللہ تعالیٰ نے وعدہ بھی کیا ہے اور وعید بھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کو پورا کرتا ہے ویسا ہی وعید کو بھی پورا کرتا ہے ابو عمرو بن علما رنے کہا واہ یار تم تو بالکل عجمی رہے مین یہ نہین کہتا کہ تم زبان کی راہ سے عجمی ہو بلکہ دل کی راہ سے تم عجمی ہو کیونکہ عرب لوگ جیسا وعدہ کے رجوع کو برا سمجھتے ہین ویسا ہی وعید سے پھر جانے کو عین کرم جانتے ہین پھر کیا اللہ کی ایسی بھی شان نہین کہ اونہین دھمکی کی راہ سے کوئی بات کہی ہو اور بعد دھمکی سے پھر جاے اور گناہ گارون کو معاف کردے جیسا کہ عرب کہنا ہی

دَانّی وَاِنْ اَوعَدْتُہٗ اووَعَدْتُہٗ   لَمُکذِبُ اِیْعَادِیْ وَ مُنجِزُ مَوْعِدِیْ

معتزلہ نقل کرتے ہین کہ جب ابو عمرو بن علما رنے ایسا کہا تو عمرو بن عبید نے ابو عمرو سے کہا ای عمر کیا تم اللہ تعالیٰ کو اپنے نفس کا مکذب خیال کرتے ہو اونہون نے کہا نہین جب نہین کہا تو عمرو بن عتبہ نے کہا اس سے تمہاری حجت ساقط ہوگی یعنے یہ جو شعر تم نے پیش کیا ہے غلط ہوا۔

فیصلہ امام فخرالدین رازی | امام فخرالدین رازی فرماتے ہین کہ ابو عمرو کو اس کا یہ جواب دینا تھا کہ تم نے وعید کو وعدہ پر قیاس کیا ہے حالانکہ وعدہ اور وعید مین بڑا فرق ہے اور مین نے جو شعر شاہد مین پیش کیا ہے اوس سے میری مراد وعید اور وعدہ مین فرق بتلانا ہے کیونکہ وعدہ وہ حق ہے جو واجب الادا ہے اور وعید وہ ہے جس کا ادا کرنا لازم نہین کیونکہ وعید مُوعد (یعنے وعید بیان کرنے والے) کے لئے ہے جو شخص اپنے حق کو خود ساقط کرے یہ اوس کا جود و کرم ہے اور جو شخص غیر کے حق کو ساقط کرے یعنے وعدہ کرکے پورا نہ کرے تو ایسا شخص برا ہے اس سے فرق وعدہ اور وعید مین ظاہر ہوگیا اور تمہارا قیاس وعید کو وعدہ پر کرنا باطل ہوگیا اور مین نے اس شعر کو اس واسطے ذکر کیا تاکہ فرق دونون مین ظاہر ہوجائے اب تم یہ جو کہتے ہو کہ جب اوس نے وعید کو پورا نہین کیا تو کاذب ٹھیرا یا کذب تو اوس کا جواب یہ ہے کہ تکذیب یا کذب جب ثابت ہو کہ اوس وعید کا ثبوت حتماً بلا شرط ہوا اور میرے پاس

جتنے وعیدات ہین وہ سب مشروط عدم عفو کے ساتھ ہین لیسے وعید کے ترک سے ذات باری تعالیٰ کے کلام مین کذب ثابت نہین ہوتا۔

اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (ال عمران ۲ع) وہ متقین یہ کہتے ہین کہ اے ہمارے مالک ہم تجھ پر ایمان لائے (یعنے ہم نے تیری تصدیق کی) ہمارے گناہون کو معاف کردے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچالے ف یہ اون پرہیزگارون کی صفت ہے جن کا ذکر اوپر کی آیت مین ہوچکا ہے اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ صرف ایمان نجات کے لئے کافی ہے معتزلہ کا اس آیت سے رد نکلتا ہے جو کہتے ہین کہ کبیرہ گناہ کرنے والے کو دوزخ سے نجات نہوگی اس مسئلے کی توضیح یہ ہے کہ مومنین متقین نے مجرد ایمان کو وسیلۂ مغفرت قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اون کے اس قول کو معرض مدح مین بیان فرمایا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ مجرد ایمان مستوجب مغفرت اور رحمت ہے اب اوسکو اختیار ہے کہ کبیرہ گناہ پر سزا دے یا معاف کردے غرض کبیرہ پر سزا دینا اوس پر لازم اور واجب نہین ہے

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ للعہ

(اے پیغمبر) تم یہ کہو کہ اے میرے خدا سارے جہان کے مالک جس کو تو چاہے بادشاہ بنادے اور جس سے تو چاہے بادشاہت چھین لے جس کو تو چاہے عزت دے اور جس کو تو چاہے ذلت دے۔ ساری بھلائی تیرے (مبارک) ہاتھ مین ہے بیشک تو سب کچھ کرسکتا ہے سعہ

تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ

Marfat.com

مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَاب (ال عمران س ع)

تو رات کو کم کر کے دن مین ملا دیتا ہے اور دن کو کم کر کے رات مین ملا دیتا ہے اور جیتا جاندار مردے سے نکالتا ہے (مثلاً نطفے اور انڈے سے چوزہ) اور مردہ جیتے سے نکالتا ہے (جیسے نطفہ اور انڈا جاندار سے) اور توجسکو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

خلیل اور سیبویہ کے پاس اَللّٰھُمَّ کی اصل یا اللہ ہے میم مشدد کو آخر مین یا کی جگہ پر لائے ہین فرا کہتا کہ اصل اللھم کی یا اللہ امنا بخیر ای اقصدنا بخیر ہے کثرت کلام کی وجہ سے حرف ندا کو اور اُمّ کے الف کو حذف کر دئے اَللّٰھُمَّ ہو گیا مَالِکَ الْمُلْکِ کے نصب کی دو وجہین ہین ایک تو یہ کہ یہ ندا کی راہ سے منصوب ہے اور اسکی اصل یا مالک الملک ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ صفت ہے منادا اے مفرد کی کیونکہ اللھم کی اصل یا اللہُ اور اوسکی صفت یا مالک الملک ہے۔

شان نزول | اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کر لیا تو آپ نے کہا کہ تم ضرور فارس اور روم کو فتح کرو گے منافقین یہ سن کر کہنے لگے لو دیکھو تو محمد کو بھی ملک فارس اور روم جیسے محفوظ اور معزز مقام ہین اون کے لینے کی ہوس اور آرزو پیدا ہو گئی ہے اس کے جواب مین اللہ تعالی نے آپ کو ارشاد فرمایا کہ تم اے محمد یہ دعا کرو یعنے قل اللھم الخ تک ابن عباس کہتے ہین کہ اللہ تعالی کا اسم اعظم یہی ہے حضرت معاذ رضؓ نے اپنے قرض کی شکایت کی آپ نے فرمایا تم اس آیت کو پڑھو اور اوس کے بعد یہ دعا مانگو۔ رحمن الدنیا والاخرۃ ورحیمھما تعطی من تشاء وتمنع من تشاء ارحمنی رحمۃ تغنینی بھا عن رحمۃ من سواک اللھم اغننی من الفقر واقض عنی الدین غرضکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ یہ جو منافقین اپنے خیالات پکار رہے ہین کہ محمد کو ملک فارس اور روم کہان مل سکتا ہے یہ انکا خیال فاسد اور زعم کاسد ہے اللہ تعالی کو اختیار ہے اور اوس کی ید قدرت مین ہے

جس کو چاہے ملک دیدے اور جس سے چاہے ملک چھین لے جسکو تو چاہے عزت دے جس کو تو چاہے ذلت دے۔ تیرے ہی ید قدرت مین سب طرح کی خوبیان ہین اور سب خیرات کا توہی منبع ہے بِیَدِكَ الْخَیْرُ مین لفظ بیدک جو خبر ہے اس واسطے مقدم کیا گیا ہے کہ وہ مفید تخصیص ہے یعنی خیر تیرے ہی ہاتھ مین ہے غیر کو کچھ اختیار نہین

شبہ اب یہان پر شبہ یہ ہوتا ہے کہ خیر کا ذکر کیا اور شر کا کیون نہین حالانکہ شر اور خیر دونون اوسی سے ہوتی ہے۔

جواب شبہ اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ خیر محض مہربانی ہی مہربانی ہے برخلاف شر کے کہ وہ مہربانی نہین بلکہ جزاے عمل ہے اس لئے اوسکو نہین لاے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ خدا کا جو شر ہے وہ بھی خیر ہے گو بادی النظر مین شر معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ شر مین امتحان ہے بعضون نے کہا یہان شر حذف کر دیا گیا ہے اصل جملہ کی تقدیر بِیَدِكَ الْخَیْرُ وَالشَّرُّ ہے تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ مقام مقام دعا ہے اور دعا مین خیر ہی مانگا جاتا ہے نہ شر۔

اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یہ جملہ پہلے جملے کی علت اور تحقیق کے لئے آیا ہے یعنی جب تو ہر چیز پر قادر ہے تو پھر ہمکو ملک فارس اور روم کے فتح کرانے پر بھی قادر ہے اور اس دعوے پر دوسری دلیل یہ ہے کہ جو سب سے بڑا امر یعنے رات کا بڑھ جانا اور دن کا چھوٹا ہو جانا یعنے کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ رات آٹھ گھنٹے کی ہو جاتی ہے اور دن اٹھارہ گھنٹے کا اور کبھی اس کے خلاف ہوتا ہے یعنے رات بڑھ جاتی ہے اور دن گھٹ جاتا ہے جب ایسے بڑے بڑے کرون کی تدویر اور اونکے بڑہانے اور گھٹانے پر قادر ہے تو یہ کون تعجب ہے کہ تو مسلمانون کو عزت دیدے اور کافرون کو ذلیل کر دے اور اس دعوی پر تیسرا ثبوت یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہین کہ یہ تیری ہی ید قدرت ہے کہ زندہ چوزہ یا زندہ بچہ نطفہ سے جو مردہ ہے پیدا ہوتا ہے اور مردہ یعنے نطفہ اور انڈا انسان اور مرغی سے پیدا ہوتا ہے اور یہ تیری محض قدرت ہی قدرت ہے پھر اس مین کیا تعجب ہے کہ ہماری

Marfat.com

ذلت کے مبدل لعزت کر دے یہ تو قدرت اوس کی حیوانات مین ہوئی نباتات مین دیکھو کہ ایک
تخم سے کتنے بڑے بڑے درخت پیدا ہوتے ہین اور پھر اون سے خوشے نکلتے ہین اور
پھر بیج حاصل ہوتا ہے یہ سب تیرے آثار قدرت وعجائبات تخلیق ہین یا انسان ہین اگر
غور کرو تو مردہ کافر سے زندہ دل مسلمان پیدا ہوتا ہے اور زندہ دل سے یعنے مسلمان
سے کافر مردہ دل پیدا ہوتا ہے پھر انسان کے قوائے دماغیہ کو دیکھو کہ اون مین کیا کیا
عجائبات ہین کہ مختلف قسم کے عجائبات اور ایجادات اسی عقل سے نکلتے جاتے ہین جسکی
سمجھنے مین عقل انسان عاجز ہے۔ جس کو تو چاہے بغیر حساب اپنے عنایات وافرہ سے
مالا مال کر دے یعنے تیرے دینے مین کسی طرح کی تنگی اور بخل اور تقتیر اور امساک نہین
هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً
طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ (آل عمران ۳۸ع) اوس وقت
یا اوس جگہ کو یاد کرو) جبکہ زکریا علیہ السلام نے (یہ کرامت دیکھی) کہ مریم علیہا السلام کے پاس جاڑے کا
میوہ گرمی مین موجود ہے اور گرمی کا میوہ جاڑون مین مل رہا ہے جو خلاف عادت ہے تو وہان
آپ کو بھی آرزو ہوئی کہ اپنے مالک سے خلاف عادت کے قدرت ظاہر ہونے کی التجا کرین۔
اپنے پروردگار سے آپ نے یہ دعا مانگی اے میرے مالک مجھے اپنے بارگاہ سے نیک
اور پاکیزہ اولاد عنایت فرما جیسا کہ تو نے مریم کو خلاف موسم میوہ عنایت فرمایا۔ یا جیسی مریم جیسی
اولاد مریم کی بوڑھی بانجھ مان کو تو نے اولاد دی بیشک تو دعا کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔ ف
اس آیت سے بھی معتزلہ کا رد ہوتا ہے کہ جو معجزات ابنیا اور کرامات اولیا کا انکار کرتے ہین
کیونکہ مریم علیہا السلام کے پاس خلاف موسم میوے کا ہونا یا خلاف عادت بوڑھے مرد اور
بوڑھی عورت کو اولاد ہونا یہ سب کرامت اور معجزات ہین ذُرِّيَّةً کا اطلاق واحد اور جمع
دونون پر ہوتا ہے یہان واحد ہی مراد ہے سَمِيعُ الدُّعَا سے مراد دعا کا سننا نہین ہی
بلکہ مراد قبول دعا ہے جیسے سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ یعنے اللہ تعالیٰ اُنسے بندون کی حمد کو

Marfat.com

قبول کرلیا۔ یعنے اے پروردگار میری التجا کو توہی قبول کرنے والا ہے۔

قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ (آل عمران ۵۰ ع) جب عیسٰی علیہ السلام نے کہا کہ کون میری مدد اللہ کے لئے کریگا حواریون نے کہا کہ ہم اللہ اور اوس کے رسول کی دین کی مدد کرنیوالے ہین اور اے عیسٰی تم گواہ رہو ہم مسلمان ہین اے مالک ہمارے جو تونے کتاب (انجیل) ہم پر اتاری ہے اوس پر ہم ایمان لائے اور تیرے رسول (عیسٰی) کے ہم تابع ہوے پس ہمکو بھی اون لوگون مین لکھہ لے جو گواہ ہین **ف** یعنے جب حوارئین نے عیسٰی علیہ السلام کو اپنے ایمان اور اسلام پر گواہ رکھا پھر جناب باری مین گڑگڑا کر عرض کیا کہ اے پروردگار جیساکہ قوم عیسٰی تجھہ پر ایمان لائی ہے ویساہی ہم بھی ایمان لائے اور جیساکہ اونہون نے کتب آسمانی کا اقرار کرکے کہا امنا بما انزلت ویساہی ہم بھی کہتے ہین امنا بما انزلت جو کچھ تونے اتارا اوس پر ایمان لاے اور جیساکہ اونہون نے تیرے رسول کی اطاعت کی ویساہی ہم بھی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہین پس ہم یہ چاہتے ہین کہ تو ہمکو گواہون مین لکھہ لے۔

فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ سے کیا مطلب ہے اسمین مفسرین نے بڑا اختلاف کیا ہے اور اس کے کئی وجوہ بیان کئے ہین۔

پہلی وجہ: ابن عباس نے کہا مع الشّٰهِدِيْنَ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اُمت ہے کیونکہ وہی مخصوص اداے شہادت کے ساتھہ ہین جیساکہ کذلک جعلنا کم اُمةً وسطاً لتکونُوا شُهدَاءَ علی الناس سے ثابت ہے۔

دوسری وجہ: ابن عباس سے یہ منقول ہے کہ اے اللہ ہمکو زمرۂ انبیا مین لکھہ کیونکہ ہر ایک نبی اپنی قوم کا گواہ ہوگا جیساکہ آیت فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ

سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ انے اونکی دعاکو قبول کرلیا اور اونکو بھی ویساہی معجزات عطا فرمائے جیساکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ملے تھے یعنے مردون کا زندہ کرنا وغیرہ۔

تیسری وجہ| اکتبنا من الشاھدین کا یہ معنے بھی ہے یعنے جن لوگون نے تیری توحید کی گواہی دی ہے اور تیرے انبیا کی تصدیق کی ہے ہمکو بھی اونہین مین شمار کر۔

چوتھی وجہ| فاکتبنا مع الشاھدین مین اشارہ ہے اس آیت کے طرف ان کتاب الابرار لفی علیین کیونکہ جو کتاب اعلیٰ علیین مین ہے اللہ تعالیٰ اون لوگون کے نامون کو مومنین مین شریک کرتا ہے اور ملاء اعلیٰ اور ملایکہ مقربین مین اون کا ذکر کرتا ہے۔

پانچوین وجہ| یا شاہدین سے مقام احسان مراد ہے جیساکہ جبرئیل علیہ السلام کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے یعنے اے اللہ تو ہمکو مقام احسان عطا فرما یعنے ہم تیری ایسی عبادت کرین کہ گویا تجھکو ہم دیکھ رہے ہین یا نہین تو خیر ہم اتنا سمجھ لین کہ تو ہم کو دیکھ رہا ہے اور مرتبہ شہادت عبادت کا اعلیٰ مرتبہ ہے کہ بندہ مقام شہود مین ہو نہ مقام غیبت مین یعنے اے مالک ہمکو مقام استدلال سے نکالکر مقام شہود اور مکاشفہ تک پہونچا۔

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ

ترجمہ (آل عمران ۱۵ع) اور اون مجاہدین صابرین کا قول یہ ہوتا ہے اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہون کو بخشدے اور جو زیادتی ہم سے ہمارے کامون مین ہوئی ہے اوسکو بھی معاف کر اور ہمکو ثابت قدم رکھہ اور کافرون پر ہمکو فتح دے ف قاضی نے کہا اللہ تعالیٰ انے اس دعا مین اوس ادب کو بتلایا کہ مشکلات امور مین اور مصائب اور تکلیفون مین کس طرح دعا مانگنا چاہیئے۔ اور غرض اوس سے یہ ہے کہ امت محمدؐیہ امداد اور اعانت ہر امور مین اللہ تعالیٰ ہی سے چاہے اور دشمنون پر غلبہ حاصل کرنے کی دعا کرنے سے پہلے استغفار چاہیئے جسکو آیت ربنا اغفر لنا ذنوبنا بتلا رہی ہے ذنوب کے

لفظ مین تعمیم رکھی گئی خواہ وہ صغیرہ ہون یا کبیرہ پھر اوس کے بعد لفظ اسراف کی تخصیص بعد التعمیم کی گئی تاکہ معلوم ہو کہ اسراف ہر چیز مین برا ہے کیونکہ اسراف کہتے ہین کہ ہر چیز مین حد اعتدال سے بڑھ جانے کو جیسے کہتے ہین فلان مسرف جبکہ وہ کثرت سے بے موقعہ مال خرچ کرتا ہے اور آیت سے بھی اسراف کی ممانعت آئی ہے کُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا پھر جب ان معروضون سے فارغ ہوے تو انہون عرض کیا کہ اے اللہ تو ہمارے سینون سے فاسد باتون کو نکال دے اور دلون سے خوف کو دور کر دے یعنے ہمکو موقعہ جنگ مین ثابت قدم رکھہ پھر بعد اوس کے بیان کیا کہ ہمکو کافرون پر نصرت دے کیونکہ دشمنون پر غلبہ حاصل کرنا ثابت قدمی سے ہوتا ہے اور غلبہ اصل مقصود ہے اس وجہ سے کہ فتح یابی سے دشمن کے دلون مین رعب پڑ جاتا ہے گویا نصرت علی الاعدا ایک تیر ہوائی جو جہدون سے عناد کو دور کرتی ہے یا ایک دریا کی لوٹ ہے جو ایک جگہ ٹھہرنے نہین دیتی

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيٰتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ۔ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلٰى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ (آل عمران ع ۲۰) (ترجمہ) آسمان اور زمین کی ساخت و پیدائش اور رات اور دن کی آمد و رفت مین عقلمندون

Marfat.com

کے لئے اوسکی قدرت کی نشانیان ہین وہ عقلمند ایسے ہین جو اوٹھتے بیٹھتے کروٹ لیتے
اللہ کو یاد کرتے ہین اور آسمان اور زمین کی پیدایش مین غور کرتے رہتے ہین اور کہتی ہین
کہ اے ہمارے مالک تونے یہ سب کارخانہ بیکار نہین پیدا کیا تیری ذات (لغو اور بیکار
کام کرنے سے) پاک ہے اے مالک ہمکو دوزخ کے رنج سے بچالے اے ہماری مالک
تو جسکو دوزخ مین لے گیا اوسکو تونے ذلیل اور خوار اور رسوا کیا اور مشرکون کا کوئی
مددگار نہین مالک ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے کی ندا سنی (یعنے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی) جو یہ کہتا ہے کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ ہم تجھہ پر ایمان لاے
مالک ہمارے گناہون کو بخشدے اور ہماری برائیون کو ہم سے دور کردے اور نیک
لوگون کے ساتھہ ہمکو موت دے اے ہمارے مالک جو تونے ہم سے اپنے پیغمبرون
کی زبانی وعدہ کیا سو اوس وعدے کو پورا کر اور قیامت کے دن ہم کو (سب لوگون کے
سامنے رسوا مت کر) بے شک تو وعدہ خلافی نہین کرتا **ف** عبودیت کے تین اقسام
ہین دل سے تصدیق کرنا زبان سے اقرار کرنا ہاتھہ پیرون سے کام کرنا پس آیت یذکرون اللہ
عبودیت لسانی کے طرف اشارہ ہے وقیاما وقعودا وعلی جنوبھم اشارہ عبودیت بدنی کے
طرف ہے اور یتفکرون اشارہ عبودیت قلبی اور فکر اور روح کے طرف ہے کیونکہ جب
انسان زبان سے ذکر کرتا ہے اور اعضا سے شکریہ خداوندی بجالاتا ہے اور
دل سے فکر کرتا ہے تو گویا اوس نے تمام اعضاے جسم سے خدا کی عبادت کی اس آیت
مین ذکر سے کیا مراد ہے اس مین مفسرین کے مختلف اقوال ہین بعض مفسرین نے کہا
کہ وہ یاد الہی کی مواظبت رکھتے ہین کیونکہ انسان کی تین حالتین ہین قیام قعود اضطجاع
دوسرا قول یہ ہے کہ ذکر سے نماز مراد ہے یعنے حتی الامکان نماز کھڑے ہو کر پڑھتے ہین
اور اگر کھڑے نہ ہو سکین تو بیٹھکر اور اگر بیٹھکر بھی نہو سکے تو لیٹ کر پہلو پر غرضکہ وہ نماز
کسی حالت مین نہین چھوڑتے لکن اول معنے پر آیت کو محمول کرنا اولی ہے کیونکہ فضیلت

ذکر آلہی مین بہت ساری آتین آئین ہین - اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
جو شخص جنت کے چمنون مین سیر کرنا چاہے وہ اللہ کا ذکر بہت کرے اللہ تعالی نے ذکر کے
طرف پہلے رغبت دلائی پہر فکر کے طرف متوجہ کیا کہ فکر کرو تو آسمان اور زمین کی پیدائش
مین اور اوسکی ساخت مین اور اوسی کے موافق حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اللہ تعالی کی ذات مین مت غور کرو کیونکہ وہ بیچون اور بیچگون ہے بلکہ اللہ تعالی
کے مخلوق مین غور فکر کرو اور اوسکی وجہ یہ ہے کہ جس ذات کی حقیقت نہین معلوم ہو سکتی
اوس چیز کی معرفت اوس کے آثار اور افعال سے ہوتی ہے جیسے افعال فاعل کے
اشرف و اعلی ہونگے ویسا ہی کمال فاعل کا معلوم ہوگا اسی وجہ سے عامی آدمی جو اعتقاداً
قرآن کو عظیم سمجھتا ہے اوس کا اس قسم کا اعتقاد تقلیدا اجمالی ہے لیکن وہ مفسر جو قرآن
کے اسرار اور ہر آیت کے غوامض پر واقف ہے اوس کا اعتقاد بہ نسبت عامی کے
اقوی اور اعلی ہے دوسری اوس کی وجہ یہ ہے کہ دلائل توحید دو قسم پر منقسم ہین
ایک دلائل آفاقی دوسرے دلائل انفسی اور اس مین کوئی شک نہین کہ دلائل آفاقی
اجل اور اعظم ہین دلائل انفسی سے جیسا کہ اللہ تعالی خود ارشاد فرماتا ہے لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ -
اگر انسان درخت کے ایک پتہ کو لے لے اوسمین خداوند تعالی کے انواع واقسام کے
قدرتہائے گوناگون نظر آئینگے ایک پتہ کس طرح سے بڑہ گیا پہر اوس کی شاخین
مختلف طور پر کس طرح پہیلین بعض تو ایسی ہین کہ نظر آتی ہین اور بعض بوجہ باریکی دکہائی
نہین دیتین اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالی نے حکمت بالغہ اور اسرار عجیبہ کو
ایک پتہ مین ودیعت کر رکہا ہے اول تو اوس مین قوۃ جاذبہ رکہی ہے کہ وہ زمین کے اندر
سے اپنی غذا حاصل کرتی ہے پہر وہ غذا تمام عروق اور شرائین اور شاخہائے شجر مین
پہیل جاتی ہے اگر انسان غور کرے کہ یہ پتہ کس طرح پیدا ہو رہا ہے اور پہر اوسمین

قوۃ غاذیہ اور نامیہ کا ہونا یہ سب باتین ایسی ہین کہ عقل اوسکی حقیقت تحقیق سے عاجز ہے
اسی طرح سے تمام نجوم اور سیارے اور آسمان اور زمین کی پیدایش مین غور کرو تو
ایک تعجب خیز حالت نظر آئیگی جب اوس کی مخلوقات مین سے چھوٹی چھوٹی چیزون کی
حقیقت نہین معلوم ہوسکتی تو ذات باری تعالیٰ جل شانہ جس کی ذات سب ذاتون سے اعلیٰ
اور جس کی حقیقت سب حقیقتون سے اشرف ہے اور جو تمام برائیون سے مبرا ہے اوسکی حقیقت
کو کون پا سکتا ہے عارفین کے معارف اور محققین کے حقایق یہان پر آنکر ٹہیر جاتے ہین
ع۔ جز تحیر نصیب خاصان نیست ۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا الخ آیت ماسبق مین
اللہ تعالیٰ نے ذکر اور فکر کرنے والون کی فضیلت بیان کی اب یہان سے ذاکرین اور متفکرین
کی دعا کو بیان فرماتا ہے اس آیت مین پانچ قسم کی دعائین ہین (قسم اول) امام واحدی رحمہ اللہ
کہتے ہین یہان پر یقولون مقدر ہے صاحب کشاف کہتے ہین یہ جملہ محل حال مین واقع ہوا ہے
اس کے معنے یتفکرون قائلین ربنا ما خلقت الخ ہذا کنایہ ہے مخلوق سے یعنے اے
اللہ تو اس مخلوق عجیب الخلقہ کو باطل نہین پیدا کیا اور اسم اشارہ ہذا یہان بغرض تعظیم لایا گیا ہے
جیسے اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ باطلاً ترکیب مین یا تو صفت ہے مصدر
موصوف کی اے خلقاً باطلاً یا منصوب بنزع خافض ہے ای بالباطل یا باطلاً حال
واقع ہوا ہے ہذا کا یعنے اے باری تعالیٰ تو نے مخلوقات کو کھیل اور عبث نہین پیدا کیا ہے
بلکہ ان مخلوقات کی پیدایش دلیل ہے تیری قدرت اور حکمت پر سبحانک اس لفظ مین
دو مصلحتین ہین (ایک) تو اپنے عجز کا اقرار ہے یعنے آسمان اور زمین کی پیدایش مین تیری
کیا حکمتین ہین ہمارے عقول اوس کے سمجھنے سے عاجز ہین یعنے جب ذاکرین اجسام عظیمہ
مین فکر کرتے ہین تو اونکو یقینی طور پر یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ان مخلوقات کا خالق ان کو بے کار
اور عبث نہین پیدا کیا ہے بلکہ اون کی پیدایش مین عجیب عجیب آثار اور حکمت رکھی ہین اگرچہ
ہمارے افہام اوس کے سمجھنے سے قاصر ہین ہم یہی کہتے ہین سبحانک ۔ دوسری مصلحت اس دعا

مین بندون کو کیفیت دعا کی تعلیم دیتا ہے یعنے داعی کو چاہیے کہ دعا سے پہلے ثنا اور تقدیس اور حمد باری تعالی کرے فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ یعنے جب اونکی زبانین ذکر الٰہی مین مستغرق ہین اور بدن اونکے طاعت الٰہی مین مصروف ہین اور اون کے قلوب اللہ تعالی کے دلائل عظیمہ مین متفکر ہین تو منجملہ اونکی طاعت کے یہ بھی ایک اطاعت ہے کہ خدا سے اس امر کی دعا مانگین کہ اے اللہ تو ہمکو دوزخ کے عذاب سے نجات دے۔

دوسری قسم کی دعا رَبَّنَا اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ ہے جب اونہون نے اپنے پروردگار سے عذاب سے بچنے کی دعا مانگی تو عذاب سے بڑھکر جو رسوائی کا عذاب ہے اوس کا ذکر کیا اخزاہ کے کئی معنی ہین جو ایک دوسرے کے قریب قریب ہین زجاج کہتا ہے اخزاہ کے معنی ابعاد کے ہین جیسا کہ کہتا ہے اَخْزَی اللّٰہُ العدو ابعدہ یعنے اے اللہ تو ہمکو اپنی رحمت سے قیامت کے دن دور مت کر دوسرے معنے اہانت کے ہین یعنے ہمکو قیامت کے دن رسوا مت کر شمر بن حمدویہ کہتے ہین اخزاہ اللہ کے معنے قصمہ اللہ کے ہین یعنے اللہ تو ہمکو ریزہ ریزہ مت کر ابن انباری کہتے ہین خزی کہتے ہین کسی چیز کے تلف ہو جانے کو یا محبت کے منقطع ہو جانے کو یا بلا مین پڑ جانے کو غرضکہ یہ سب وجوہ ایک دوسرے کے قریب قریب ہین صاحب کشاف کہتے ہین اخزیتہ ای اہنتہ فی اخزاہ علما نے اس آیت سے یہ مستنبط کیا ہے عذاب روحانی اشد و اقوی ہے عذاب جسمانی سے کیونکہ آیت دلالت کرتی ہے کہ بعد عذاب نار کی رسوائی کا عذاب سب سے بڑا عذاب ہے غرضکہ یہ جملہ پہلے جملہ کی تاکید ہے کیونکہ جب دوزخ مین داخل ہونگے تو رسوائی ہوگی تو اے اللہ تو ہمکو دوزخ سے بچا لے تاکہ ہمین رسوائی نہین ہو۔ ظالمین کا کوئی بچانے والا اور مددگار نہین ہے یہان پر ضمیر کی جگہ اسم ظاہر لایا گیا اسمین اس امر کو بتلایا گیا کہ رسوائی جو ظالمین اور مشرکین کے ساتھ مختص ہے ہمکو اوس سے بچا لے۔

تیسری قسم کی دعا رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِىْ لِلْاِيْمَانِ اس آیت مین کئی مسائل ہین

پہلا مسئلہ یہ ہے کہ منادی سے کیا مراد ہے اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ منادی سے حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم مراد ہین جیسے داعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا دوسرا قول منادی سے مراد قرآن ہے
جیسا کہ جنوں نے کہا انا سمعنا قرانا عجباً یہدی الی الرشد - ینادی للایمان مین کئی وجوہ ہین -
ایک تو یہ کہ لام بمعنی الی ہے ای ینادی الی الایمان جیسے یعودون لما نہوا عنہ ای الی ما نہوا عنہ
لیکن یہان پر الی کو نہ لاکر لام کو لانے کی وجہ یہ ہے تاکہ غایت اور اختصاص دونون کا فائدہ ہو
یعنے ہم نے اوس منادی کی بات سن لی جس نے خاصکر ہمکو ایمان کیطرف بلایا بعضون نے کہا
یہ لام - لام غایۃ ہے ای سمعنا منادیا کان ندارہ لیومن الناس یعنے منادی جو ندا کرتا ہے تو
اوسکی غرض یہ ہے کہ ہم ایمان لائین اب سوال یہ ہے منادی اور ینادی دونون کے جمع
کرنے مین کیا بلاغت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جب کسی چیز کی عظمت بتلانا مقصود ہوتی ہے
تو پہلے اطلاق سے ابہام مین ڈالتے ہین پھر تقییدی حکم لاتے ہین تاکہ اوس کی عظمت معلوم
ہووے یہان منادی یعنی قران یا حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بتلانے کی
غرض سے پہلے تعمیم کی گئی پھر بتلایا گیا کہ وہ منادی کس بات کی ندا کرتا ہے جواب دیا گیا کہ وہ
ایک عظیم الشان امر کی طرف بتلاتا ہے وہ کیا ہے ایمان ہے کیونکہ جب مطلق منادی کہا گیا
تو سامع کا ذہن ہر طرف چلا گیا یعنے یہ نہین معلوم ہوا وہ ندا کس امر کی کرے گا آیا لڑائی کی یا کسی
مصیبت زدہ کی دوری تکلیف کی یا آنے والی مصیبت کی جب یہ سب باتین نہین ہین تو معلوم ہوا
ایک ایسے امر کی طرف داعی بلاتا ہے جو سب باتون سے عظیم الشان ہے اور وہ کیا ہے
ایمان ہے اور قول ان آمنو کی تقدیر ای آمنو یا بان امنو ہے پھر اونہون نے کہا
فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارْ اونہون نے اللہ تعالی سے
اس دعا مین تین باتین طلب کی ایک غفران وذنوب دوسرے کفارہ سیئات تیسرے
نیکون کے ساتھہ وفات اگرچہ مغفرت اور تکفیر باعتبار لغت کے ایک ہی معنے رکہتے ہین -
کیونکہ غفران کے معنے ستر کے ہین اور تکفیر کے معنے تغطیہ کے ہین لیکن یہان تکرار بغرض تاکید ہے

کیونکہ دعا مین الحاح وزاری اور مبالغہ ایک مستحب امر ہے دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ مراد غفران سے اگلے گناہ ہین اور تکفیر سے مراد جو آیندہ ہونے والے ہین تیسرا جواب یہ ہے کہ مغفرت سے مراد وہ گناہ جو توبہ سے زایل ہون اور تکفیر سے مراد جو گناہ اطاعت سے ڈہپ جاَئین یعنے اے مالک ہمکو ایسی اطاعت کی توفیق دے جس سے ہمارے اگلے گناہ معاف ہو جائین وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ - ابرار برّ کی جمع یا بار کی یعنے صالحین نیکوکار اس معیت مین مفسرین نے دو وجہین بیان کی ہین ایک تو معیت سے یہ مراد ہے کہ اے اللہ ہمارے عمل بھی مثل نیکون کے اعمال کے کردے تاکہ قیامت مین ہمارا بھی درجہ نیکون کے درجے کے ساتھ ہو یعنے ہمکو نیک اعمال کی توفیق دے کہ ہم اوس نیک اعمال پر مرین جیسا کہ کہتے ہین کہ اس مسئلے مین مین امام شافعی کے ساتھ ہون یعنے اس مسئلہ کو بھی مین ویسا ہی مانتا ہون جیسا کہ امام شافعی مانتے ہین دوسری وجہ معیت کی یہ ہے کہ ہمکو بھی نیکون کا تابع اور اون کا مقلد کردے جیسے اُولٰئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِيْنَ اس آیت سے اہل سنت نے اس امر کو ثابت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اصحاب کبار کے حق مین بھی مقبول ہے کیونکہ یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ جب اونہون نے اللہ تعالی سے گناہون کی مغفرت مطلقاً چاہی اور مغفرت مین کسی امر کی قید نہین لگائی گئی اور اللہ تعالی نے فاستجاب کے لفظ سے قبول فرمایا پھر جب اونکی گناہون کے معافی کے بارے مین مومنین کی شفاعت قبول کرلی گئی تو حضور اکرم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کیون نہ قبول کیجائی یعنے وہ شفاعت بدرجہ اولی قبول کی جاسکتی ہے۔

چوتھے قسم کی دعا رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ اس دعا مین کئی مسائل ہین پہلا مسئلہ اٰتنا ما وعدتنا مین مضاف حذف کر دیا گیا ہے ای علی السنۃ رسلک یعنے جو کچھ تو نے وعدہ

اپنے رسولون کے زبان پر کیا ہے وہ ہمکو عطا فرمایا اس کی تقدیر علی تصدیق رسلک یعنی جو کچھ وعدہ تونے اپنے رسولون کے تصدیق کرنے کے بعد کیا ہے کہ مین مصدقین رسل کو اس طرح سے انعام دون گا وہ ہمکو عطا فرما۔

شبہ | جب یہ امر مسلم ہے کہ اللہ تعالی وعدے کا خلاف نہین کرتا۔ اور وعدہ خلافی اللہ تعالے کے لئے سے محال ہے یعنے ایفاے وعدہ اللہ تعالی سے ضرور ہونے والا ہے پھر دعا سے اسکی طلب کی ضرورت ہی کیا ہے

جواب شبہ | اس کے کئی جواب ہین پہلا جواب تو یہ ہے کہ مقصود دعا سے طلب فعل نہین ہے بلکہ اوس سے مقصود اظہار عاجزی اور ذلت اور عبودیت ہے اور یہ مقام مدح مین واقع ہوا ہے جیسے کہتے ہین الکریم اذا وعد وفا کیونکہ بہت ساری باتون کا ہمکو حکم ہوا ہے کہ ہم خدا سے تعالےٰ سے مانگین حالانکہ اون کا وجود ضروری ہے جیسے کہتے ہین قل رب احکم بالحق کیونکہ اللہ تعالی تو حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہی ہے پھر کہنا کہ اے اللہ تو فیصلہ حق کے ساتھ کر یہ کہنا بنا بر عاجزی اور عبودیت کے راہ سے ہین۔

دوسرا جواب | دوسرا جواب اس کا یہ ہے یہان دعا طلب محال کے لئے نہین بلکہ طلب توفیق طاعت اور طلب عصمت عن المعصیۃ کے لئے ہے اس لئے کہ اللہ تعالی کا وعدہ اعیان امت مین سے ہر ایک ذات کے اعتبار سے نہین ہے بلکہ باعتبار اونکے اوصاف کے ہے کیونکہ اللہ تعالی نے پرہیزگارون سے وعدہ اونکی پرہیزگاری کی وجہ سے ثواب کا کیا ہے اور فاسقون سے عذاب کا وعدہ بوجہ اونکی فسق کے کیا ہے پس اتنا ما وعدتنا سے مطلب یہ ہے کہ اے اللہ تو ہمکو ایسے اعمال کی توفیق دے جسکی وجہ سے ہم تیرے وعدے کے اہل ہو جائین اور اے رب تو ہمکو اون اعمال سے بچالے جن اعمال کی وجہ سے ہم عذاب اور رسوائی کے مستحق ہون۔

تیسرا جواب | یہ ہے کہ جب اللہ تعالی نے مومنین سے وعدہ کیا کہ اون کو دنیا مین مدد دےگا

Marfat.com

اور اون کے دشمنون کو مغلوب کردون گا تو اونہون نے اس امر کی تعجیل چاہی کہ ای اللہ ہماری مدد کر اور دشمنون کو ہمارے مغلوب کر۔ اور نکتہ اس آیت مین اس بات کا بھی ہے کہ آخرت کے منافع کو جو ہم طلب کر رہے ہین تو وعدہ کی رو سے نہ استحقاق کی رو سے کیونکہ انک لا تخلف المیعاد اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ حصول منافع کا مقتضی محض وعدہ ہے استحقاق نہین۔

بلاغت تقدیم ما وعدتنا و لاتخزنا یہان پر شبہ یہ ہوتا ہے کہ جب ثواب حاصل ہو گیا اور خداسی ایفاے وعدے کی درخواست کر لی گئی تو عذاب کا نہونا (خواہ وہ عذاب جسمانی ہو یا روحانی یعنے رسوائی) لامحالہ ہو گا پھر ثواب طلب کرنے کے بعد طلب عدم رسوائی کی درخواست بیکار ہوئی بلکہ اس آیت مین اول طلب ترک عذاب کی آیت ہوتی اوس کے بعد طلب ثواب کیا جاتا اس کے دو جواب ہین پہلا جواب یہ ہے کہ یہان طلب ثواب کو مشروط کر دیا گیا ہے ایسی منفعت کیساتھ جس مین تعظیم اور عزت بھی ہو کیونکہ اگر عذاب سے بچ رہے یا ثواب مل گیا لیکن رسوائی ویسی ہی رہی تو وہ ثواب کچھ زیادہ باوقعت اور خوش کنندہ نہین ہوتا پس آیت ربنا اتنا سے مراد منفعت سے اور لاتخزنا سے مراد تعزیز ہے یعنی ای مالک ہم کو منافع بھی دے جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے اور ہمکو اوس منافع کے ساتھ عزت بھی دے

جواب دوسرا جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ مقصود اس دعا سے طلب توفیق طاعت ہے اور معصیت سے بچنا ہے اور اسی تقدیر مین نظم قرآنی کی خوبی بھی رکھی گئی ہے گویا اسمین یہ کہا گیا ہے کہ اے اللہ تو ہمکو طاعات کی توفیق دے اور جب ہمکو طاعات کی توفیق دیا تو پھر ہمکو اون باتون سے بھی بچا لے جن باتون سے ہمارے سب طاعات بیکار ہو جاتی ہین اور ایسی باتون سے جس مین رسوائی اور ہلاکت ہو اون سے بھی ہمکو محفوظ رکھ خلاصہ یہ ہے کہ ای اللہ تو ہمکو اپنی طاعت کی توفیق عطا فرما کیونکہ ہم طاعت پر بغیر تیری توفیق کے قدرت

نہین رکھہ سکتے اور جب ہمکو توفیق اطاعت مرحمت ہو جاے تو اوس اطاعت پر باقی رہنا اور ہمیشہ تیری اطاعت مین سرگرم رہنا اسمین بھی توہی مدد کر غرضکہ اس آیت مین اشارہ ہے کہ بندے کا کوئی فعل اور کوئی عمل اور کوئی لحہ بغیر اعانت اور توفیق آلہی کے نہین ہوتا پانچوان مسئلہ اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ بسا اوقات انسان گمان کرتا ہے کہ مین اعتقاد حق اور عمل صالح پر ہون لکن قیامت کے دن امر واقعی ظاہر ہوسکتا ہے جو کچھ اعتقاد اور عمل صالح اوس کا تھا آیا وہ صحیح تھا یا اوس کا عمل بالکل گناہ تھا پس وہان جب افعال مستورہ کھل جاتے ہین تو عدو درجہ کی پشیمانی اور پوری حسرت نصیب ہوتی ہے غرضکہ اس آیت مین اللہ تعالےٰ نے عذاب جسمانی سے بچنے کی اور بعد اوس کے عذاب روحانی جو رسوائی اور ندامت ہے اوس سے بچنے کی تعلیم دی۔

رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا (نساء ۱۰-ع)

(نسا ر ۱۰ ع) ابتداے اسلام مین جب کفار قریش مکہ پر قابض تھے اور اون کے ہاتون مسلمان ضعیف مرد اور مسلمان ضعیف عورتین اور بچے ہمہ قسم کی تکالیف اُٹھا رہے تھے اوس وقت اونھون نے تنگ آکر یہ دعا مانگی اے ہمارے مالک ہم کو ایسی بستی سے نکال جہان کے لوگ ظالم ہین یعنے کافر اور مشرک جو ہم پر ظلم کر رہے ہین اون سے ہمکو نجات دے اور ہماری حمایت کے لئے کسی کو اپنے جانب سے حاکم اور مددگار مقرر کر تمام مفسرین نے اس امر پر اجماع کیا ہی کہ ہذہ القریہ سے مراد مکہ اور اہل سے مراد مشرکین اور کفار قریش ہین کیونکہ مسلمان اونہین کی وجہ سے اقسام اقسام کی تکالیف مین مبتلا تھے مصیبتین جھیلتے جھیلتے آخر تنگ آکر اونھون نے یہ دعا مانگی یہان پر جملۂ من ہذہ القریہ الظالم اہلہا مین شبہ یہ گزرتا ہی کہ جب الظالم قریہ کی صفت ہے تو الظالمہ کہنا چاہیی تھا کیونکہ صفت اور موصوف تذکیر اور تانیث مین ایک

Marfat.com

ہوتے ہین اس کا جواب یہ ہے کہ صفت بحال موصوف نہین ہے بلکہ متعلق موصوف ہے یعنے اہل کی ہے اور ایسی صفت مین تطابق موصوف اور صفت مین ضروری نہین اور اوس سے مقصود تخصیص اور تمیز ہے یعنے خاصۂ ہمکوان لوگون سے نجات دے جو ظالم ہین وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ کی تفسیر مین ابن عباس یہ فرماتے ہین کہ اے پروردگار ہمارے اوپر ایسے حاکم کو مقرر کر جو ہمارے دینی اور دنیوی مصالح کو ملحوظ رکھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اون کی دعا قبول کی جب مکہ فتح ہوا تو حضرت نے اون کے اوپر عتاب بن اسید کو حاکم بنایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم والی امور ہوے اور عتاب آپ کے طرف سے مددگار مقرر ہوے اونہون نے ایسا انصاف کیا کہ ہر سرکش کا سر توڑا اور ظالمون کی کمر توڑی (یہ دعا اب بھی مسلمان مانگ سکتے ہین جب کفار اور مشرکین کے ظلم مین پھنس جائین)

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَی الرَّسُوْلِ تَرٰٓی اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ - رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ (۱۱ ع مایدہ)

(۱۱ع مایدہ) اور اون اہل کتاب مین سے جو مشایخ اور عالم ہین جب اوس کلام کو جو پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر اترا ہے (یعنے قرآن شریف) سنتے ہین تو تم اے محمد دیکھتے ہو کہ اونکی آنکھین آنسو سے ابل کر بہ رہی ہین حقانیت قرآن کو معلوم کرکے کہتے ہین اے ہمارے مالک ہم ایمان لاے تو ہمکو گواہون مین لکھہ لے (یعنے حضرت محمد کی امت مین جو اگلی امتون پر گواہی دینگے) اور ہم اللہ پر کیون ایمان نہ لائین (یعنے ہمکو اللہ پر ضرور ایمان لانا چاہیے) اور ہم قرآن کی جو حق ہے اوسکی کیون نہ تصدیق کرین یعنے ہمکو قرآن کی ضرور تصدیق کرنا چاہیئے اور ہم کیون نہ اس امر کی خواہش کرین کہ اللہ ہمکو بھی نیک لوگون مین شمار کرے **ف** اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جب مسلمانون کو کفار مکہ نے

Marfat.com

طرح طرح کی ایذائین دینی شروع کین تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون کو حکم دیا کہ نجاشی بادشاہ حبشہ (جو نصرانی تھا) وہ نیک اور منصف حاکم ہے۔ تم اوسکی عملداری مین چلی جاؤ چنانچہ گیارہ مرد اور چار عورتین جن مین حضور کی صاحبزادی رقیہ اور اون کے خاوند حضرت عثمان بن عفانؓ اور حضور کی پھوپی زاد بھائی زبیر بن عوام بھی تھے ہجرت کر کے حبش چلے گئے یہ پہلی ہجرت کہلاتی تھی۔ پھر دوسرے دفعہ مین حضرت جعفر طیار بن ابی طالب معہ دیگر مسلمان حبش مین پناہ گزین ہوے یہانتک کہ ۸۲ آدمی حبشہ مین جمع ہوگئے لکن قریش نے اونھین وہان بھی چین نہ لینے دیا حبشہ پہونچکر نجاشی سے قسم قسم کی شکاتیین اور چغلیان کہائین کہ یہ لوگ بے دین ہین حضرت عیسی علیہ السلام کو اللہ کا غلام کہتے ہین اور فساد پھیلاتے پھرتے ہین اس پر نجاشی نے سب مسلمانون کو بلایا حضرت جعفرؓ سب کی طرف سے وکیل ہوئے اور نجاشی کی دربار مین سورہ مریم پڑھکر سنائی اور اپنے سچے عقاید ظاہر کیے اس پر نجاشی اور اوسکی سب درباری اور جو با انصاف نصاری تھے روئے اور اسلام کی صداقت کے سب معتقد ہوگئے جب نجاشی بادشاہ حبشہ کا انتقال ہوا اور مدینہ طیبہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچی آپ نے غایبانہ اوس کے جنازے پر نماز پڑھی ف اونکی آنکھین حق کو سنکر بہتی ہین حالانکہ آنکھ نہین بہتی بلکہ آنسو بہتے ہین یہان بہنے کی اسناد جو آنکھون کے طرف کی گئی ہے وہ مجاز ہے جیسے کہتے ہین پیالہ چھلک گیا حالانکہ پانی چھلکتا ہے نہ پیالہ غرضکہ بہت کثرت سے روئے مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ اس مین دو من ہین پہلا من ابتدا لے غایت کا ہے جو سببیہ ہے یعنے حق کے پہچاننے کی وجہ سے روئے اور دوسرا من تبعیضیہ ہے یعنے بعض حصہ قرآن کو سنکر روئے اگر پورا سنتے تو معلوم نہین کیا حالت ہوتی رَبَّنَا اٰمَنَّا سے مطلب یہ ہے کہ اے مالک جو کچھ ہم نے سنا اوسکی ہم تصدیق کرتے ہین اور اس امر کی گواہی دیتے ہین کہ وہ حق ہے وَمَا لَنَا کے دو مطلب ہین ایک تو یہ کہ جملہ وتطمع کو حال ومالنا کا ٹھیرائین تو اس صورت مین مطلب یہ ہوگا کہ ہمکو کیا ہوگیا ہے کہ جو بات ہمکو ہمارے پروردگار کے طرف سے آئی ہے ہم اوس کو

Marfat.com

نہ مانین حالانکہ ہم آرزو کرتے ہین کہ ہمارا مالک ہمکو نیک بختون کے ساتھ جنت مین لیجائے یعنے
جب ہمکو نیکون کے ساتھ بہشت مین جانے کی آرزو ہے تو ہمکو ضرور اللہ اور اوس کے کلام پر
ایمان لانا چاہیے۔ اور اگر نطمع کو جملہ عاطفہ مالنا کا ٹھیرائین تو اس صورت مین مطلب یہ ہوگا کہ
ہمکو کیا ہو گیا ہے کہ ہم اللہ پر ایمان نہ لائین اور تثلیث ہی پر اڑے رہین۔ اور پھر ہمکو توقع اس
امر کی ہو کہ ہم جنت مین چلے جاوین یعنے یہ تو دیوانہ پن ہے کہ اللہ اور اوس کے کلام پر ایمان
بھی نہ لائین اور پھر بہشت مین جانے کی توقع رکھین۔

قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِّأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ (سورہ مایدہ ۵ ع ۱۵) عیسی علیہ السلام نے دعا مانگی اے اللہ ہمارے
مالک آسمان سے کہانے کا ایک خوان ہم پر اتار جس سے ہمارے اگلے پچھلون کی عید ہو اور جو
تیری قدرت کی ایک نشانی ہو اور ہم کو رزق دے تو بہتر روزی دینے والا ہے ف اللھم کی
اصل اوپر گذر چکی ربنا ندائے ثانی ہے تکون لنا یہ صفت ہے مائدہ کی امر کا جواب نہین ہے
عیداً لاولنا و آخرنا کا مطلب یہ ہے کہ جس دن وہ خوان اترے ہم بھی اوسکی عظمت کرین اور
جو ہمارے بعد آئین وہ بھی اوس کی عظمت کرین غرضکہ وہ خوان اتوار کے دن اترا اسی واسطے
نصاریٰ مین وہ دن عید کا ہے جو چیز وقت مقررہ پر بار بار آتی ہے اوسکو عید کہتے ہین اور
عید کو بھی عید اسی وجہ سے کہتے ہین کہ وہ سال مین ایک دفعہ خوشی اور مسرت کو لیکر آتی ہے
آیۃ منک کا مطلب یہ ہے کہ وہ مائدہ تیری توحید کی نشانی ہو اور تیرے رسول کیلئے
موجب تصدیق وارزقنا کے معنے اے مالک تو ہم کو رزق دے کیونکہ تو اچھا روزی دینے والا ہے
اس ترتیب مین ایک طرح کا تامل ہے وہ یہ کہ حواریون نے اپنے درخواست مین اغراض
دنیوی کو مقدم رکہا اور اغراض دینیہ کو موخر عیسی علیہ السلام نے جب مائدہ سے سوال
کیا تو اغراض دینیہ کو مقدم رکہا اور اغراض دنیویہ جو اکل و شرب ہے اوس کو موخر رکہا اسی سے

حواریون کا اور عیسی علیہ السلام کا فرق معلوم ہوتا ہے اور اسی آیت سے مراتب درجات
ارواح معلوم ہوتے ہین کہ بعض جسمانی ہوتے ہین اور بعض روحانی چونکہ عیسی علیہ السلام
دین مین صافی القلب اور روح منور تھے اس لئے صرف ذکر رزق پر اکتفا نہین کیا بلکہ رزاق
کے طرف اپنی توجہ مبذول کردی اور کہا انت خیر الرازقین اس آیت مین نکات کشفیہ یہ ہین
کہ اللھم ربنا سے پہلے ذکر حق سبحانہ تعالی کی ابتدا کی پھر ذات سے صفات کے طرف لفظ انزلنا
سے انتقال کیا پھر تکون لنا عیداً لاولنا واٰخرنا اشارہ ہے کہ روح نعمت کے ساتھہ خوش
ہوتی ہے کیونکہ نعمت جو صادر ہوتی ہے وہ منعم سے صادر ہوتی ہے اور لفظ منک اشارہ ہے
کہ وہ مائدہ اصحاب نظر و استدلال کے لئے حجت ہو۔

ذکر نزول مائدہ حضرت عیسی علیہ السلام نے اس عاجزی اور خوبی کے ساتھہ دعا مانگی کہ فوراً قبول
ہوگئی چنانچہ اونکی دیکھتے ہی دیکھتے اللہ نے آسمان سے ایک سرخ خوان دو بادلون کے درمیان
اتارا عیسی علیہ السلام روئے اور اسوقت آپ نے یہ دعا پڑہی اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الشَّاکِرِیْنَ
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا رَحْمَۃً وَّلَا تَجْعَلْھَا مُثْلَۃً وَّعُقُوْبَۃً پھر آپ نے فرمایا جس شخص کے اعمال
تم مین اچھے ہون وہ اس کو کھولے شمعون نے کہا آپ ہی اس کو کھولین تو انسب ہے عیسی علیہ السلام
نے وضو کرکے دو رکعت نماز ادا کی اور روئے بعد اوس کے اوس خوان کی بستنی کھولی دیکھا تو
اوسمین بھونی ہوئی مچھلی تھی نہ اوس مین کسی قسم کا کانٹا تھا اور نہ اوس پر کسی قسم کے کھی کے
چھنٹے تھے اوس کے سرہانے نمک رکھا ہوا تھا اور اوس کی دم کے پاس سرکہ اور اطراف
کچہ بقولات مثل پودینہ وغیرہ کے تھا اوسمین پانچ روٹیاں تھین ایک پر زیتون دوسرے
پر شہد تیسرے پر گھی چوتھے پر موسی پانچوین پر بھونا ہوا گوشت شمعون نے کہا یا روح اللہ
یہ دنیا کا کھانا ہے یا آخرت کا حضرت عیسی علیہ السلام نے کہا نہ یہ دنیا کا کھانا ہے نہ آخرت کا
بلکہ اللہ تعالی نے اپنی قدرت سے اختراع کرکے بھیجا ہے جو تم مانگتے تھے اب اوس کو
شکر گزاری کیساتھ کھاؤ اس پر بعض حوارین نے کہا اس سے بڑہکر کوئی اور نشانی

Marfat.com

دکھلائے آپ نے اوس مچھلی سے کہا تو اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا وہ زندہ ہو گئی پھر آپ نے
کہا تو اصلی حالت پر پھر مر جا وہ مر گئی پھر وہ خوان اوٹھا لیا گیا اوس کے بعد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی
بعض لوگوں نے شروع کی اللہ تعالیٰ نے اونکو سور اور بندروں کی صورت پر مسخ کر دیا۔ اور
اللہ تعالیٰ کیوں نہ عذاب کرتا جبکہ خود فرمایا تھا کہ جو کفران نعمت کریگا ہم اوسکو ایسا سخت
عذاب دینگے جو کسی کو نہ دیا ہوگا

قَالَ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ
مِنَ الْخَاسِرِيْنَ (اعراف ۲ع) جب آدم اور حوا جنت سے نکالے گئے تو کہنے
لگے اے ہمارے مالک ہم نے اپنے نفسوں پر آپ ظلم کیا اگر تو ہمکو نہ بخشے اور ہم پر رحم نکرے
تو بے شک ہم ٹوٹا پانے والوں میں سے ہونگے ف یہ جملہ جملہ مستانفہ ہے گویا یہ جملہ
ایک سوال مُقدّر کا جواب ہے یعنے جب جنت سے آدم و حوا نکالے گئے تو اونہوں نے
کیا کہا اوس کا یہ جواب ہے کہ اونہوں نے یہ دعا مانگی اور اس امر کا اعتراف کیا کہ ہم نے
اے باری تعالیٰ جس درخت سے تو نے نہ کھانے کو کہا تھا ہم نے کھایا ہم نے اپنے
نفس پر آپ ظلم کیا کیونکہ تیرا کہنا نہ مانا پھر کہا اے مالک اگر تو ہم کو نہ بخشے اور رحم نہ کرے تو
ہم بڑے ٹوٹے میں پڑ جائینگے امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ کَلِمٰتٍ سے
مراد یہی کلمات ہیں جو آدم نے خدا سے سیکھ لئے تھے اس سے بعض لوگوں نے یہ نکالا ہے
کہ انبیا سے گناہ صادر ہو سکتے ہیں لکن اسکا جواب امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے
سورہ بقر میں فرما دیا ہے کہ آدم و حوا سے جو گناہ صادر ہوا تھا وہ نبوّت سے قبل ہوا تھا
اور آدم علیہ السلام کو نبوت اس کی بعد ملی ہے اور اسکا کچھ مختصر جواب ہم نے اپنی کتاب
تعلیم العقائد میں بھی دیا ہے

قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (اعراف ۵ع) جب اُن
اعرافیوں کی نگاہیں اصحاب دوزخ کیطرف پھیر دیجائینگیں تو دوزخیوں کو دیکھکر کہینگے کہ

اے پروردگار ہم کو ظالموں مین مت کر ف یہ مقولہ اصحاب اعراف کا ہوگا کہ جب وہ دوزخیونکو دوزخ مین جلتے ہوئے دیکھینگے تو کہینگے اے مالک ان بے انصافون کے ساتھہ ہکومت کر اب اسمین علما کے مختلف اقوال ہین کہ اصحاب اعراف کون ہین سب سے زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ اصحاب اعراف وہ لوگ ہین جنکی نیکیان اور برائیان دونون برابر ہون بعضون نے کہا مشرکون کے نابالغ بچے بعض کہتے ہین فرشتے بعضون نے کہا جو سب سے پہلے بہشت مین جائینگے بعضون نے کہا وہ لوگ کہ جنکے مانباپ مین سے کوئی راضی ہو اور دوسرا ناراض ایک حدیث مین آیا ہے کہ اعراف والے وہ لوگ ہونگے جن کا آخر فیصلہ ہوگا اللہ تعالے اون سے کہیگا کہ تم نیکیون کی وجہ سے دوزخ سے بچ گئے لکن اسقدر نیکیان نہین ہین کہ تم بہشت مین جاسکو لکن اچھا مین نے تم کو اب آزاد کر دیا اب تم بہشت مین جہان چاہو رہو عتقاء اللہ ہین۔

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ

(اعراف اع) اے ہمارے مالک ہم مین اور ہماری قوم مین حق کے ساتھہ فیصلہ کر حالانکہ تو اچھا فیصلہ کرنے والا ہے ف یہ دعا شعیب علیہ السلام نے اس وقت کی جبکہ وہ اپنی قوم سے ناامید ہوے اور اون کو یقین ہوگیا کہ اب وہ ایمان نہین لائینگے۔ فرا نے کہا ہے کہ اہل عمان قاضی کو فاتح کہتے ہین زجاج نے کہا افتح بیننا کے معنے اظہر امرنا یعنے اے اللہ ہم کو ان کافرون پر غالب کر تاکہ امر حق اچھی طرح کھل جاے کیونکہ اون مین سے ایک جماعت جو ایمان لے آئی خود اونھون نے دعا کی تھی کہ تم صبر کرو تاکہ اللہ تعالے خود فیصلہ کرے گویا اونھون نے اللہ سے اس امر کو طلب کیا کہ اے اللہ تو کافرون پر عذاب نازل کر کے ہمارا بدلہ لے چنانچہ اللہ تعالے نے اونکی دعا قبول کرلی وہ گھٹنون کے بل بیٹھے ہوے تھے کہ اللہ کا عذاب نازل ہوگیا یہ دعا ہی جب انسان اپنے قوم کے ظلم سے عاجز ہو تو مانگ سکتا ہے۔

Marfat.com

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ (اعراف ع ۱۴)

اے ہمارے پروردگار ہم پر صبر کی پکہالین اونڈیل دے اور ہم کو حالت اسلام پر وفات دے ف یہ دعا جادوگرن فرعون نے اوس وقت مانگی جب موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے سامنے اون کا جادو ملیامیٹ ہوگیا اور فرعون نے جب دیکہا کہ سب جادوگر موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آے تو اونکو عذاب دینے کی دہمکی دی اونہون نے عذاب فرعون پر ثابت قدم رہنے کی یہ دعا مانگی اے مالک ہم کو مصائب پر صبر کی توفیق دے یعنے صبر کامل عطا فرما اور ہمکو حالت اسلام پر مار یعنے ہم مرتے دم تک اسلام پر ثابت قدم رہین نہ ہم دین اسلام سے پہرین نہ اوس کو بدلین اور نہ فرعون کے دہمکیون سے ایمان کو اپنے ڈانوان ڈول کرین۔

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ (اعراف ۱۷ع) (ترجمہ) اور جب موسیٰ ہمارے (مقرر شدہ) وقت پر (کوہ طور پر) آئے اور موسیٰ کے مالک نے اون سے باتین کی۔ تو موسیٰ نے کہا مالک میرے اپنا دیدار مجہے دیکہا مین ایک نظر تجہکو دیکہون۔ خدا نے فرمایا تم مجہکو (اس دنیا کی آنکہہ سے) ہرگز نہ دیکہہ سکوگے (اگر ایسا ہی تمکو آرزو ہے) توخیر اس پہاڑ کیطرف نظر کرو اگر وہ اپنی جگہ پر ٹہارہے تو تم مجہکو آیندہ دیکہہ سکوگے پہر جب موسیٰ کے مالک نے پہاڑ پر تجلی کی تو اوس کو چکنا چور (ریزہ ریزہ) کردیا اور موسیٰ بیہوش ہوکر گر پڑے جب ہوش آیا تو کہنے لگے مالک تیری ذات (سب عیبون سے) پاک ہے مین تیری (بارگاہ مین) توبہ کرتا ہون اور مین اس زمانے مین سب سے پہلے یقین لاتا ہون ف موسیٰ علیہ السلام جو وقت مقررہ پر آئے وہ دن جمعرات عرفہ کا دن تہا اور توریت موسیٰ علیہ السلام کو جمعہ کے دن دسوین ذیحجہ کو ملی خدا سے کلام کرنے کا مطلب یہ ہے

Marfat.com

کہ خداوند تعالی انے حضرت موسی علیہ السلام سے بلا واسطہ کلام کیا اور حجاب سب اوٹھا دیا گیا۔ معتزلہ اور جہمیہ نے اس آیت کی تاویل کی ہے حالانکہ تاویل کسیطرح بنتی نہین اونہون نے تاویل یہ کی ہے کہ اللہ تعالی انے کسی چیز مین بات کرنے کی قوت پیدا کردی تھی اور یہ محض غلط ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اس مین موسی کی فضیلت ہی کیا ہوئی اس سے پہلے بھی موسیٰ جن لوگون سے باتین کرتے تھے اون سب مین اللہ تعالی انے بات کرنیکی قوت پیدا کردی تھی دوسری خرابی یہ آنکر پڑتی ہے کہ ہم سب لوگ بھی موسیٰ کے برابر ہوئے جاتے ہین کیونکہ ہم جن جن سے باتین کرتے ہین ان سب کو اللہ نے بات کرنے کی طاقت دی ہے افسوس ہے کہ یہ گمراہ فرقے اللہ کے کلام کی ایسی تاویل کرین جس سے سارا مطلب بگڑ جائے یہ تاویل نہین صریح تحریف ہے جیسا کہ یہود توریت شریف مین کیا کرتے تھے ان احمقون کو اتنی بھی سمجھہ نہین کہ اگر اللہ تعالے اکسی چیز مین بات کرنے کی طاقت پیدا کردی تھی اور اوس نے حضرت موسیٰ سے بات کی تو وہ چیز یہ کیونکر کہہ سکتی تھی کہ مین اللہ رب العالمین ہون دوسرے یہ کہ جب اللہ کو کسی چیز کے ذریعہ سے بات کرانا منظور تھا تو اس کی تکلیف کی کیا ضرورت تھی حضرت جبرئیل موجود تھے اور اللہ تعالی کا پیام سنا سکتے تھے اور پھر اللہ تعالی کو کیا مجبوری تھی کہ وہ دوسرے کے ذریعہ سے بات کراتا کیا وہ خود بات نہین کرسکتا تھا اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالے بات کرتا ہے اوس کے کلام مین آواز اور حروف دونون ہین وہ ہر زبان اور ہر لغت مین کلام کرسکتا ہے اور توریت اور زبور اور قرآن کے الفاظ خود اوس کے کلام ہین اور تمام آیات اور احادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے اور جس نے اوس کے خلاف کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ اللہ تعالی کا کلام کلام نفسی ہے یا اوس کے کلام مین آواز اور حروف نہین یا اوس کا کلام غیر مرتب ہے یا وہ ازل سے اب تک یکسان کلام کررہا ہے اوس کے پاس ایک دلیل بھی کتاب و سنت سے نہین ہے سوائے اس کے کہ چند معقولی باتین جو سراسر نامعقولیت سے بھری

ہوئی ہین پیش کی جاتی ہین اور کتاب وسنت سے کوئی دلیل نہین لائی جاتی ہے بھلا
ایسی باتین کون سنے تمام اہل حدیث اور سلف صالحین اور صحابہ اور تابعین کا یہی مذہب ہے
کہ اللہ تعالیٰ جب اور جس وقت چاہے اور جس زبان مین چاہے بات کرتا ہے اور
اوس کے کلام مین آواز اور حروف دونون ہین اور اوس کے بندے اور فرشتے اوس کا
کلام سنتے ہین اور دوسرون کو سناتے اور پہونچاتے ہین اور یہ کلام اللہ تعالیٰ کا ایسا نہین ہے
جیسا کہ منکر سمجھتے ہین کہ وہ مخلوق ہے یعنے کسی چیز مین وہ کلام پیدا کرتا ہے بلکہ یہ کلام
خاص اوس کی صفت ہے اور اوس کی ذات اور صفت کے طرح غیر مخلوق ہے جب
موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے بلا واسطہ باتین کی تو اون کا اشتیاق اور بڑھ گیا درخواست
کرنے لگے کہ اے مالک مین چاہتا ہون کہ اس دنیا کی آنکھہ سے تجھے دیکھون حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے جو اس امر کی خواہش کی اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا دیکھنا محال
نہین ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کا دیکھنا محال ہوتا تو وہ خواہش کیون امر محال کی کرتے۔
لن ترانی کا مطلب یہ ہے کہ جب تک تم دنیا مین زندہ ہو مجھکو نہین دیکھہ سکتے لیکن آخرت
مین اللہ تعالیٰ کا دیدار صحیح احادیث سے اور قرآن سے ثابت ہے لن ترانی مین لن تابیدیہ
نہین ہے بلکہ لن تاکیدی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مین یہودیون کے حق مین
کہا ولن یتمنوہ ابداً یعنے وہ موت کی خواہش ہرگز نہ کرینگے حالانکہ قیامت مین تو سب کافر
موت کی آرزو کرینگے معتزلہ اور جہمیہ اور امامیہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار
ممکن نہین ہے اون کی سزا اس سے کیا بڑھ کر ہوگی کہ وہ اس دیدار سے محروم رہینگے۔ خدائے
تعالیٰ کا دیدار انشاء اللہ ہم دیکھینگے وُجُوہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ پھر
جب موسیٰ نے یہ کہا کہ اللہ تو اپنا دیدار دیکھا اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ان آنکھون سے تم
دنیا مین مجھے نہین دیکھہ سکتے خیر اگر تم کو آرزو ہے تو ہم اس پہاڑ پر جلوہ افروز ہوتے ہین
یعنے یہ امید ہے کہ تم دیکھہ سکوگے گو پہاڑ کے برابر تم مضبوط نہین ہو۔ ضحاک کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے اپنے خاص نور مین سے ایک ذرا سا نور اوس پہاڑ پر ڈالا بعضون نے کہا کہ ایک سوئی کے ناکے برابر تہا صحیح حدیث مین ہے کہ آپ نے یہ آیت پڑہی اور انگہوٹے کو چہنگلیا کی پور پر رکہا یعنے اپنا نور اس پہاڑ پر ڈالا ابن عباس نے کہا کہ ایک چہنگلیا کی ناخن برابر اوس پہاڑ پر تجلی ڈالی سہل بن سعد نے کہا ستر ہزار پردون مین سے درم برابر نور اس نے ظاہر کیا ایک حدیث مین ہے کہ اللہ جل شانہ ستر ہزار پردون مین ہے اگر ان پردون کو اوٹہا دے تو اوس کے چہرے کی جہلک سے تمام چیزین جل جاوین ؎ مہر نقابے روئے جانان را نقابے دیگر است

ہر حجابے را کہ طے کردی حجابِ دیگر است

غرضکہ موسیٰ علیہ السلام دوسرے روز تک بیہوش رہے بعضون نے کہا کہ مر گئے پھر اللہ تعالےٰ نے زندہ کر دیا۔ سبحانک کے معنے یہ ہین یعنے مین نے تیری اجازت کے بغیر جو تیرے رُویت کی درخواست کی ہین اس قصور کی معافی چاہتا ہون اور تجہے ہر عیب سے مین پاک سمجہتا ہون قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ (اعراف ع ۱۸) موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے مالک تو میرے اور میرے بہائی دونون کے قصور کو معاف کر دے اور ہمکو اپنے (احاطہ) رحمت مین لے لے کیونکہ تو بڑا رحم کرنے والا ہے ف جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر توریت لینے گئے تو اپنے طرف سے اپنی بہائی ہارون کو جانشین کر گئے جب وہان سے توریت کی تختیان لیکر واپس ہوئے تو اپنی قوم کو دیکہا کہ سامری کے ورغلانے پر گوسالہ پرستی کر رہے ہین یہ دیکہکر موسیٰ کو اپنے بہائی ہارون پر غصہ آگیا تختیان غصے مین نیچے پٹک دین بہائی کے جہوٹے پکڑ کر مارنا چاہے ہارون نے کہا کہ میرے مان جائی بہائی مین کیا کرون ان سب لوگون نے مجہکو کم زور سمجہا اور قریب تہا کہ مجہے مار ڈالین اب ہمکو مار پیٹ کر دشمنون کو ہنسی کا موقعہ نہ دیجئے موسیٰ کو

یہ سنکر رحم اگیا اور حالت غضب مین جو تختیان توریت شریف کی پھینک ڈالدین تھین اور بھائی کے مارنے پر مستعد ہوگئے تھے اس قصور کی خدا سے معافی مانگنے لگے اور اس دعا مین اپنے بھائی کو بھی شریک کرلیا تاکہ وہ بھی راضی ہوجائین کیونکہ اون سے بھی ایک طرح سے قصور ہوگیا کہ وہ گوسالہ پرستی دیکھتے ہی یا تو اوس بچھڑے کو توڑ ڈالتے یا صاف انکار کرکے اون لوگون سے الگ ہوجاتے غرضکہ اس قصور مین اون کے طرف سے بھی معافی چاہی اور رب اغفرلی ولاخی کہا پھر کہا اے مالک تو ہم کو اپنی رحمت واسعہ مین لے کیونکہ تو بڑا ارحم الرحمین ہے اس جملہ سے یاد کرنا گویا نکتہ ہے ترغیب دعا کا کیونکہ رحیم ہی سے رحمت اور شفقت اور انجام مقصد کی اُمید ہوتی ہے

اَنْتَ وَلِیُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ وَاکْتُبْ لَنَا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَا اِلَیْكَ (اعراف ۹ ع) یہ دعا موسیٰ علیہ السلام نے اوس وقت مانگی جبکہ موسیٰ علیہ السلام دوبارہ کوہ طور پر ستر آدمیون کو منتخب کرکے اپنے ساتھہ لے گئے تاکہ انکی غیبت مین قوم نے جو گوسالہ پرستی کی تھی اون کے طرف سے معذرت کرین یکایک زلزلے نے اونکو گھیرا اور اوس کی وجہ یہ تھی کہ اونھون نے درخواست کی تھی کہ ہم اللہ کی تصدیق جب ہی کرینگے جب تک کہ ہم اوس کو علانیہ نہ دیکھہ لین بعض کہتے ہین کہ ان لوگون نے گوسالہ پرستی خود تو نہین کی لکن منع بھی نہین کیا چپ رہے اس گستاخی کی سزا مین زلزلے نے گھیر اکی آدمی مرگئے تب موسیٰ علیہ السلام نے تضرع کے ساتھہ جناب باری مین عرض کیا کہ اے مالک کیا تو ہم کو بھی دوسرون کے ساتھہ بعض بے وقوفون کے کرتوت پر ہلاک کروگیا یہ تو تیری محض آزمائش ہے جس کو تو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور جسکو تو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے تو ہی ہمارا مالک اور کارساز ہے ہمارے قصورون کو معاف کردے اور ہم پر رحم کر اور تیری جناب سب بخشنے والون مین بہتر ہے اس دنیا مین

Marfat.com

ہمارے لیئے بھلائی لکھہ دے (مثلاً تندرستی مالداری) اور آخرت مین بھی (جنت اور

وہان کی نعمتین ہمکو عطا فرما) ہم (سب باتون کو چھوڑ کر) تیرے طرف رجوع ہو گئے ۔
ف اس آیت مین ولی سے مراد یہ ہے کہ تو ہی سب امور کا متکفل ہے انت کی تقدیم حصر کے لئے ہے یعنے تیرے سوا کوئی ہمارا کارساز نہین وارحمنا سے مطلب یہ ہے کہ جب تیری رحمت وسیع ہے تو ہم کو بھی اپنے سایہ رحمت مین لے لے ۔ دنیا مین بھتری لکھہ دے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمکو دنیا مین اعمال صالحہ کی توفیق دے یا دنیوی نعمتون کا فیضان جاری کر تاکہ ہم دنیا مین عیش وآرام سے رہین اور آخرت مین بھی ہمکو جنت سے سرفراز فرما جملہ انا ھدنا الیک علت ہے اپنے پہلے جملہ کی یعنے ہم مغفرت اور تیری رحمت کا سوال اس لئے کر رہے ہین کہ ہم اپنی گمراہی کو چھوڑ کر تیرے حضور مین حاضر ہو گئے ہین ۔

فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۔ (یونس ع ۹)

اونھون نے کہا ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا (اور لگے یہ دعا کرنے) اے ہمارے پروردگار ہم کو ظالم لوگون کے ظلم کا نشانہ نہ بنا اور (اپنی رحمت سے ہمکو کافرون کے پنجے سے نجات دے **ف** جب موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تم اگر مسلمان ہو تو اللہ پر بھروسہ رکھو اوس کے جواب مین بنی اسرائیل نے کہا ہم نے اللہ ہی پر اپنا بھروسہ کیا ۔ اللہ پر اعتماد کرنے کے بعد اونھون نے دو قسم کی دعا مانگی ایک مین نہی کا صیغہ ہے دوسرے مین امر کا صیغہ ۔ مطلوب اول دعا مین حفاظت دین ہے اور مطلوب ثانی دعا مین حفاظت دنیا لا تجعلنا فتنۃ کے کئی مطالب ہین ایک تو یہ کہ ہماری وجہ سے فرعون اور اوس کی قوم کو فتنہ مین نڈال کیونکہ اگر تو اونکو ہم پر مسلط کر دیگا تو اون کو یہ خیال ہو جائیگا کہ اگر بنی اسرائیل حق پر ہوتے تو وہ کیون مغلوب ہوتے

اون کا غلبہ اس امر کو بتلا رہا ہے کہ وہ حق پر ہین اور ہم باطل پر اس کی وجہ سے اور کفر پر اصرار کیے ہوے پڑے رہینگے پس اون کا ہم پر مسلط ہونا خود اون کے لیے سبب فتنہ ہوگا دوسرا مطلب یہ ہی کہ اگر تو اونکو ہم پر مسلط کر دیا تو وہ آخرت مین ہمکو تکلیف دینے کی وجہ سے عذاب شدید کے مستحق ہوے پس اس کے لیے بھی نشانہ فتنہ ہم ہی ہونگے تیسرا مطلب یہ ہے کہ اونکو ہمارے لیے محل عذاب نہ کر تاکہ وہ ہم کو تکلیف دین چوتہا مطلب یہ ہے کہ یہان فتنہ سے مراد مفتون ہے جیسے خلق کے معنی مخلوق اے لاتجعلنا مفتونین یعنے اونکو ہم پر غالب مت کر تاکہ وہ ہم پر غلبہ حاصل کر کے ظلم کرین اور ہمکو دین حق سے پہیر دین اور یہی توجیہ سب مین عمدہ ہے دنجنا مین اپنے نجات کی دعا کی کہ ہمارے جسمون کو کفار کی سختیون سے بچالے یا ہم جو فرعون کے ظلم و ستم مین پہنس گئے ہین کچہ کر نہین سکتے اس عذاب سے ہمکو نجات دے پہلے دعا کی تقدیم اس امر کو بتلا رہی ہے کہ دین کو دنیا پر ترجیح ہے کیونکہ اگر کفار کا تسلط ہوجائیگا تو ہمارا دین ضایع ہوگا اور وہ کفر پر اڑے رہینگے تو تو ایسا نہ کر بلکہ ہمارے دین اور دنیا دونون کی حفاظت کر۔

وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحَاكِمِيْنَ (ہود ۴ ع) اور نوح علیہ السلام نے اپنے پروردگار کو اس طرح سے کہکر پکارا کہ اے میرے مالک میرا بیٹا بہی میرے گھرانے سے ہے اور اب تو نے وعدہ کیا تہا کہ کشتی مین حیوانات مین سے جوڑہ جوڑہ رکھہ لو اور اپنے گھرانے کے لوگون کو بہی بٹھا لو) اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو بہت عمدہ انصاف کرنے والا ہے پس جب میرا بیٹا میرے گھرانے سے ہے تو اے مالک اوسکو بہی نجات دیجے فقال کا جملہ تفسیر ہے نادی کی

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْ اَكُنْ مِّنَ الْخَاسِرِيْنَ (ہود ۴ ع) نوح نے

عرض کیا کہ اے میرے مالک مین ایسے امر کی درخواست کرنے مین جس کی مصلحت کا مجھے علم نہین ہے تیری پناہ مانگتا ہون اگر تو میرے اس قصور کو معاف نہین کرے گا اور مجھہ پر رحم نہین کرے گا تو مین نقصان پانے والون مین ہوجاؤن گا **ف** نوح علیہ السلام نے اس دعا مین اخبار ہی کیا اور اعتذار ہی اخبار اس امر کا کہ آئندہ سے مین ایسی درخواست کہ جسکی مصلحت مجھے معلوم نہین ہے نہین کرونگا پھر اپنے فعل ماسبق کی معذرت چاہی یعنے یہ جو مجھہ سے قصور ہوگیا کہ مین نے اپنے بیٹے کے نجات کا سوال بے موقع کیا اس کو معاف کر دیجے اگر معاف نہ کرینگے تو مین بہت ہی خسارے مین پڑ جاونگا اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حقیقت توبہ دو باتون کو چاہتی ہے ایک ترک گناہ دوسرے ماسبق کے قصور پر ندامت چنانچہ الا تغفر لی وترحمنی اشارہ اسی امر کے طرف کر رہا ہے غرضکہ نوح علیہ السلام نے اوس حکم خداوندی کو (کہ جس امر کے مصلحت سے تم واقف نہین ہو اوسکو ہم سے مت پوچھو) قبول کرلیا اور پھر اسمین خدا ہی سے التجا کی کہ اے میرے مالک مین ایسے بے جا سوالات سے احتراز نہین کرسکتا جب تک کہ تیری مدد نہ ہو۔

رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ (یوسف ۱ع)

اے میرے مالک تو ہی نے مجھے حکومت سے حصہ دیا اور خوابون کی تعبیر بھی مجھکو سکھائی اے آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے تو ہی دنیا اور آخرت مین سب کامون کا بنانیوالا کارساز ہے۔ مجھکو اپنے فرمانبرداری کی حالت مین دنیا سے اوٹھالے اور نیک بندون مین مجھے ملادے **ف** یہ دعا حضرت یوسف علیہ السلام نے آخر عمر مین مانگی اگرچہ موت کی دعا مانگنا منع ہے لکن حضرت یوسف علیہ السلام بغرض اشتیاق ملاقات جناب باری اور صالحین سے ملنے کی غرض سے التجا کی مِنَ الْمُلْكِ مین مِن تبعیضیہ ہے یعنے بعض

حصہ ملک کیونکہ اون کو ساری دنیا کی حکومت نہین ملی تہی صرف ملک مصر کے حاکم تھے
(ملک) کہتے ہین کہ جس سلطنت مین سیاست اور تدبیر کرنے کا پورا اختیار ہو مِنْ
تَاوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ مین تو بعضون نے مِن جنسیہ لیا ہے جیسے فاجتنبوا الرجس من الاوثان
بعضون نے مِن زایدہ کہا ہے بعضون نے مِن تبعیضیہ لیا ہے کیونکہ پورا علم تاویل اونکو
نہین تہا بعضون نے کہا نہین مِن تاویل الاحادیث سے مراد مطلق علم وفہم ہے فَاطِرَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی تقدیر یا فاطرھما ہے تَوَفَّنِی سے اہل سنت نے استدلال
کیا ہے کہ ایمان بہی اللہ ہی کے طرف سے ہے کیونکہ اگر اسلام کا حصول اور اوس کا
بقا بندہ ہی کا فعل ہوتا تو اوس کو اللہ سے طلب کرنے کے کیا معنے کیونکہ وہ تحصیل
حاصل ہے اس کی ایسی مثال ہوئی ہے کہ جو شخص کسی سے ایسے کام کرنے کے لئے کہے
کہ جو کرتا نہین افعل من لا یفعل اس پر معتزلہ یہ اعتراض کرتے ہین کہ جب ایمان بہی اللہ
ہی کے طرف سے ہے تو پہر بندے سے کیون کہا جاتا ہے کہ تو کہہ لا الٰہ کہ وہ تو کرتا نہین
اس کا جواب اہل سنت معارضہ بالمثل کی راہ سے دیتے ہین کہ اگر تحصیل ایمان اور
بقاء علی الایمان بندہ ہی کا فعل ہے اور اللہ کا فعل نہین ہے تو پہر اوس سے طلب کرنے
کے کیا معنے معتزلہ مین سے جبائی اور کعبی اسکا یہ جواب دیتے ہین کہ توفنی مسلما کے معنے
یہ ہین اُطْلُبُ اللُّطْفَ فِی الْاِقَامَةِ عَلَی الْاِسْلَامِ یعنے مین آپ کی مہربانی سے یا توفیق سے یہ امر
چاہتا ہون کہ مین اسلام پر قایم رہون اور اوسی پر مرون اہل سنت کہتے ہین کہ یہ جواب
بہت ضعیف ہے کیونکہ سوال تو اسلام پر واقع ہوا ہے اور اوس اسلام کو لطف پر محمول کرنا
ظاہر آیت سے مطلب کو پہیرنا ہے اور دوسرے یہ کہ جو کچھ بندہ اپنے مقدورہ سے
کرتا ہے تو سب اوسی کا لطف ہے تو پہر وہ اللہ ہی کا فعل ہوا بندہ کو کچھ بہی دخل نہین ہے
غرضکہ اہل سنت کا مذہب حق ہے۔

شبہ اس مین ایک شبہ یہ گذرتا ہے کہ جب انبیا اس امر کو جانتے تھے کہ وہ اسلام پر

Marfat.com

مریں گے تو پہر دعا مانگنا تحصیل حاصل ہے

جواب شبہ | مسلمان کی حالت کما لیہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کے احکام کا اس طور پر مطیع اور منقاد ہو جائے کہ اوس کا قدم اور اوس کا دل اطاعت اور انقیاد اوامر الہی مین بالکل جم جاے اور اللہ کی تقدیر اور رضا پر راضی ہو جائے اور اس امر مین اوسکو نفس مطمئنہ حاصل ہو اور یہ حالت اصلی حالت اسلام (جو کفر کی ضد ہے) سے زاید ہے پس ایسی حالت کو یوسف علیہ السلام نے مانگا۔

شبہ معہ جواب | یوسف علیہ السلام جب اکابر اولیاء اللہ تہے اور نبی بہی تہے اور صلاحیت مومنین کا درجہ اولی ہے تو جو شخص انتہاے مراتب کو پہنچ گیا ہو وہ ابتدائی حالت کو کیسا مانگے گا۔ ابن عباس اور دوسرے مفسرین اس کا جواب دیتے ہین کہ الحقنی بالصالحین سے مراد ابراہیم اور اسحق اور یعقوب ہین یا الحقنی بالصالحین کا یہ مطلب ہے کہ اے اللہ ہمکو اون کے ثواب اور مراتب درجات مین شریک کرے دوسرا جواب اس کا ارباب کشف نے یہ دیا ہے کہ صلاحیت ایک مقام ہے جس کو یوسف علیہ السلام نے خدا سے مانگا تہا وہ مقام یہ ہے کہ جو نفوس بدن کو چہوڑنے والے ہین جب وہ انوار الہی اور برق قدسی سے چمک اوٹہتے ہین اور جب وہ نفوس ایک ہی نسبت اور ایک ہی شکل پر مناسب طور پر واقع ہوتے ہین تو اوس مناسبت اور ترتیب کی وجہ سے ایک کے نور کا پرتو دوسرے پر پڑتا ہے جب اس طرح سے انوار کا تصادم ہوتا ہے تو وہ ضیاء (روشنی) مثل بجلی کے چمک اوٹہتی ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے صیقل گر کے صاف آئینوں کو اس مناسبت سے رکہو کہ اون پر آفتاب کی روشنی پڑے تو اوس آفتاب کا عکس دوسری روشنی پر پڑتا ہے یہانتک کہ وہ روشنی پوری چمک اوٹہتی ہے اور اوس کی تیزی ایسی ہوتی ہے کہ معمولی آنکہین اور ضعیف مبصر دیکہہ نہین سکتے غرضکہ الحقنی بالصالحین سے مراد یوسف علیہ السلام نے تجلی انوار قلوب قدسیہ رکہی ہے یعنے

Marfat.com

اے مالک جو قلوب قدسیہ تیرے انوار سے متجلی اور درخشان ہین اون انوار مین ہمکو بھی شریک کرلے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ رَبَّنَا اِنِّيْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝ رَبَّنَا اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ۝ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَاۗءِ ۝ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاۗءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ (ابراہیم ع)

اور جب ابراہیم نے (مکہ مین جانے کے بعد) دعا کی اے میرے مالک اس شہر کو (یعنے مکہ کو) امن کی جگہ کردے اور مجھکو اور میری اولاد کو بتون کی پرستش سے بچالے۔ اے میرے مالک ان بتون نے بیشک بہت آدمیون کو گمراہ کردیا ہے تو جو میری راہ پر (یعنے توحید پر) چلے وہ میرا ہے اور جو کوئی میرا کہنا نہ مانے اور شرک کرے تو تو بخشنے والا مہربان ہے اے ہمارے مالک مین نے اپنی کچھ اولاد (یعنے اسمعیل) کو ایک ایسے میدان مین لاکر بسایا ہے جس مین نہ کھیتی ہوتی ہے نہ درخت اگتا ہے وہ میدان تیرے حرمت والے گھر کے پاس ہے اے ہمارے مالک مین نے خانہ کعبہ کے پاس ان لوگون کو اس لئے بسایا ہے کہ وہ (تیرے گھر کے پاس) نماز کو درستی سے ادا کرین

تو اون کے گزران کے لئے ایسا کردے کہ کچھ لوگ اونکے طرف جھک جائین اور اونکو طرح طرح کے میوے کھلا تاکہ یہ شکر کرین - اے ہمارے مالک تو جانتا ہے جو ہم اپنے دلون مین چھپاتے ہین اور جو ہم ظاہر کرتے ہین اور اللہ پر کوئی چیز زمین اور آسمان مین چھپتی نہین - اوس خدائے پاک کا شکر جس نے اس بڑہاپے مین اسمعیل اور اسحٰق جیسے (دو بیٹے) عنایت فرمائے - بیشک میرا مالک اپنے بندون کی دعا سنتا (قبول کرتا ہے) اے میرے مالک مجھکو نماز کا پابند کر دے اور میری اولاد مین بھی کچھ لوگ نماز کے پابند رہین مالک ہماری میری دعا کو قبول کر - اے ہمارے مالک جس دن عملون کا حساب ہونے لگے تو مجھکو اور میرے مان باپ کو اور سب ایمان والون کو بخشدے ف امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ اللہ تعالےٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا قبول کرلی کہ آج تک تباہی اور ویرانی سے محفوظ رہا یا اس سے یہ مراد ہے کہ جو کوئی وہان آتا ہے پھر اوس کو نہ قتل کرسکتے ہین اور نہ پکڑ سکتے ہین واجْنُبْنِی وَبَنِیَّ یعنے مجھکو اور میری اولاد کو بتون سے محفوظ رکھہ اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ قریش کے کافر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد تھے لیکن بتون کی پرستش کرتے تھے اس واسطے بعضون نے کہا کہ کل اولاد مراد نہین ہے بلکہ بعض اولاد مراد ہین اور وہ بھی وہ جن کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کی توفیق دی اور جو بت پرست ہین وہ گویا اولاد ہی نہین جیسا کہ نوح کا بیٹا کنعان اللہ تعالیٰ نے اوس کو کہا کہ لیس من اہلک یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بَنِیَّ سے مراد حضرت اسمعیل اور اسحٰق ہون یعنے اونکو بت پرستی سے بچائے رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ مین چونکہ بت سبب ہوئے تھے گمراہی کے اس لئے گمراہی کی اسناد اونکے طرف کی گئی رَبَّنَا اِنِّی اَسْکَنْتُ الخ یعنے اے مالک مین نے ان کو اس لئے بسایا ہے کہ یہان لوگ آئین اور تیرا حج اور عبادت کرین - ابن عباس کہتے ہین اگر من کے ساتھہ نہ کہتے بلکہ یہ کہتے کہ لوگون کے دل اوس کی طرف جھک جائین تو ایران روم روس ہند سب جھک جاتے وَارْزُقْهُمْ الخ اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کو قبول فرمایا

Marfat.com

مکہ مین ہزارون اور لاکہون آدمی دور دور سے ہر سال آتے ہین اور مکہ والون کو اون سے فایدہ ہوتا ہے میوون کا یہ حال ہے کہ ہر ملک کے میوے مکہ مین چلے آتے ہین حالانکہ وہان کوئی بہی چیز پیدا نہین ہوتی۔ یہ خدا کی قدرت ہے کہ وہان ایسے پہل اور میوے کہانے مین آتے ہین جو بڑے بڑے شاداب اور آباد ملکون مین بہی نصیب نہین ہوتے رَبَّنَا اِنَّکَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مطلب اس دعا سے یہ تہا کہ گو ظاہر اہم تجہہ سے یہ بیان کرتے ہین کہ اسمعیل علیہ السلام کو یہان مکہ رہسانے سے تیرے گہر کا آباد کرنا منظور ہے مگر دل مین جو اسمعیل کی جدائی کا غم ہے وہ تو ہی خوب جانتا ہے یا اصلی وجہ اسمعیل اور اون کی اولاد ہاجرہ کو لانے کا ہے وہ بہی تو خوب جانتا ہے کہ اون مین اور سارہ مین بنتی نہین یا یہ مطلب ہے کہ ہم جس بات کو چہپائین یا ظاہر کرین تجہکو معلوم ہے لیکن ہم جو دعا کرتے ہین تو وہ اظہار بندگی کی غرض سے کرتے ہین حدیث مین ہے کہ جو کوئی بندہ اللہ تعالے سے دعا نہ مانگے تو اللہ اوس پر غصہ ہوتا ہے اللہ تعالی کے اولوالعزم بندے جو مقربان بارگاہ ایزدی ہین وہ ہمیشہ مرضی اور حکم خداوندی کے منتظر رہتے ہین جب دعا کا حکم ہوتا ہے تب دعا کرتے ہین جب صبر اور سکوت کا حکم ہوتا ہے تو خاموش رہتے ہین لیکن عوام مومنین کا یہ منصب نہین اونکو تو یہ حکم ہے کہ ہر وقت اور ہر مصیبت مین اپنے مالک سے دعا کرین سبحان اللہ کیون ہم ایسے مالک اور شہنشاہ ذی جاہ سے نہ مانگین جو مانگنے سے خوش ہوتا ہے اور دیتا ہے اور نہ مانگنے سے ناراض ہوتا ہے اے مالک ہم کو ایسا ہی کردے کہ ہم ہر حالت مین تجہی سے التجا کرین اور تیری جناب مین گڑگڑائین اَللّٰھُمَّ اقْذِفْ فِیْ قُلُوْبِنَا رَجَاءَکَ وَاقْطَعْ رَجَاءَنَا عَمَّنْ سِوَاکَ حَتّٰی لَا نَرْجُوْ اَحَدًا غَیْرَکَ یا ظاہر در باطن سے مطلب ظاہری اعمال اور باطنی اعمال ہین اخفا کی تقدیم اعلان پر اس وجہ سے ہوئی کہ اللہ تعالے کے پاس علم ظاہر اور باطن یکسان ہی اور جمع مین نکتہ یہ رکہا کہ سب بندون کو شامل ہو جائے۔ وما یخفی علی اللہ من شیء مین جمہور مفسرین کہتے ہین کہ یہ اللہ کا کلام ہے کہ جو ابراہیم علیہ السلام کی تصدیق کے لیئے کہا گیا یعنی اپنے حبیب

Marfat.com

ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے پروردگار تو ظاہر اور باطن پر واقف ہے اللہ تعالی نے
اوس کی تصدیق کی کہ اے ابراہیم تم سمجھہ سکتے ہو ہم پر موجودات مین سے کوئی چیز مخفی نہین دوسرا
یہ بہی احتمال ہے کہ یہ کلام ابراہیم ہی کا ہو جو تاکید کلام اول کے لئے لایا گیا ہو یا مزید توضیح کے لئے
تعمیم بعد تخصیص کی گئی غرضکہ اگر یہ کلام خدا ہے تو جملہ معترضہ ہے اور اگر ابراہیم کا قول ہے تو
کلام تاکیدی اور اظہار عظمت کبریائی کے لئے ضمیر کی جگہ پر اللہ کا نام لایا گیا ہے اور
مِن کے لانے مین یہ خوبی رکہی گئی کہ تعمیم ثابت ہو کہ اللہ تعالے پر کوئی ذرے کی چیز بہی پوشیدہ
نہین بعد اس دعا کے ابراہیم علیہ السلام نے تحمید باری تعالی کی کہ اے اللہ باوجود میرے
اور میری بیوی کے بوڑہے ہونے کے تو نے مجہے اسمعیل اور اسحق جیسی اولاد دی کہتے
ہین کہ اسمعیل علیہ السلام اوس وقت پیدا ہوے جب ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۹۹ برس کی
تہی اور اسحق علیہ السلام اوس وقت پیدا ہوے جب اونکی بیوی کی عمر ۱۱۲ برس کی تہی اور
علی کا لفظ یہان بمعنی مع کے ہے اے مع کبری اِنَّ رَبِّی لَسَمِیعُ الدُّعَاءِ کا مطلب یہ ہے
کہ میرا مالک میری دعا کو قبول کرتا ہے جیسے سمع اللہ لمن حمدہ یعنے قَبِلَ لِمَنْ حَمِدَہٗ بکمال
مبالغہ کے لئے صفت کو مفعول کے طرف مضاف کر دیا یعنے اپنے بندون کی دعا بہت
قبول کرنے والا ہے ابراہیم علیہ السلام نے پہلے اولاد کے لئے رَبِّ ھَبْ لِی مِنَ الصَّالِحِیْنَ
سے دعا مانگی پہر جب اللہ تعالی نے دعا قبول کر لی تو اوس کی شکریہ مین الحمد للہ الذی
وہب کہا پہر اس امر کی دعا مانگی کہ مجہکو اور میری اولاد کو نماز کی حفاظت اور اوس کی
پابندی پر ہمیشہ رکہہ اس سے معلوم ہوا کہ نماز سب انبیاون کے پاس ایک رکن
رکین دین کا ہے اس آیت مین بحث ہے کہ ربنا انک تعلم مین اور الحمد للہ الذی مین کیا
مناسبت ہے حالانکہ نظم قرآنی مناسبت کو چاہتا ہے اس مین کنایہ ہے اپنے مافی الضمیر
کے طرف یعنے دل مین اون کے یہ تہا کہ اللہ تعالی سے مانگین کہ اے اللہ بعد میرے
موت کے اون کی اور اون کے اولاد کی مدد کر لکن اصل مطلب کو صراحت سے نہین بیان کیا

اور کنایۃ یہ کہدیا رَبَّنَا اِنَّکَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ وَمَا نُعْلِنُ یعنے اے اللہ تو ہمارے دلون مین جو کچھ ہی وہ تو جانتا ہے پہر اوس کے بعد کہا الحمد للہ الذی یہ اشارہ ہے اس امر کے طرف کہ یہ دو لوکن میری موت کے بعد زندہ رہینگے اور مین اون دونون کی وجہ سے مشغول ہون اب میرے مرنے کے بعد تو ہی اونکی مدد کر اس دعا سے یہ امر بھی ثابت ہوا کہ حاجت کے وقت عرض حاجت عالم حقیقی کے پاس ضروری نہین صرف حمد و ثنا باری مین مشغول ہو جانا عرض حاجت سے افضل ہے اسی بناء پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قدسی ہے جس شخص کو میرے ذکر نے میرے مانگنے سے روکدیا مین اوسکو سب مانگنے والون سے زیادہ دونگا پہر اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَاءِ مین رمز اور اشارہ سے یہ کہدیا کہ اے اللہ تو ہمارے مقصود کو خود ہی جاننے والا ہے ہم اوس مقصود کو تیری جناب مین صراحۃً عرض کرین نہ کرین۔

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ اسمین کئی مسائل ہین (پہلا مسئلہ) اس آیت سے اہل سنت نے استنباط کیا ہے کہ افعال بندے کے اللہ تعالیٰ ہی کے مخلوق ہین کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کی دعا وَاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ ترک منہی عنہ (یعنے عبادت اصنام سے باز رہنا) اللہ تعالیٰ ہی کے طرف سے ہے اور دعائے رب اجعلنی مقیم الصلوۃ اس امر کو کہہ رہی ہے کہ تعمیل فعل مامور بہ بھی اللہ ہی کے طرف سے ہے گویا یہ تصریح ہے کہ افعال مامور بہا اور ترک نہی عنہا یہ سب اللہ ہی کے طرف سے ہے (دوسرا مسئلہ) من ذریتی سے بعض ذریت مراد رکھا کیونکہ اونکو معلوم ہو چکا تھا کہ پوری ذریت شریعت ابراہیمی پر قایم نہی گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود کہدیا تھا لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ - (تیسرا مسئلہ) جب ابراہیم علیہ السلام سب دعائین مانگ چکے تو دعا کی قبولیت کی دعا کی یعنی رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ کہا ابن عباس کہتے ہین یہان دعا سے مراد عبادت ہے وتقبل عبادتنا جیسے واعتزلکم وما تدعون من دون اللہ اے وما تعبدون من دون اللہ۔

ربنا اغفر لی ولوالدی الخ اس آیت مین بہی کئی مسائل ہین (پہلا مسئلہ) طلب مغفرت تو جب ہی ہوتی ہے کہ پہلے گناہ ہو یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ اون سے گناہ صادر ہوا اور وہ یقیناً جانتے تہے کہ اللہ بخشنے والا ہے پہر جو امر کہ قطعی حاصل تہا پہر اوسکے طلب کرنے کے کچہ معنے نہ ہوئے۔

(جواب مسئلہ) اس اعتراض کا جواب ہے کہ مقصود یہان جناب باری کے درگاہ مین التجا اور تضرع ہے اور ہر چیز سے قطع نظر کرکے اوسی مالک سے سب امور کی درخواست مقصود ہے اور چونکہ بڑون کا چہوٹا سا قصور بہی بڑا ہوتا ہے اس لیے اس مین اس امر کو بتلایا کہ اے مالک مجہہ سے کوئی قصور یا بہول چوک تیری اطاعت مین ہوا تو اوسکو معاف فرما اور میرے مان باپ کو اور سب مومنون کو قیامت کے دن بخشدے۔

دوسرا مسئلہ جب ابراہیم علیہ السلام کے دونون مان باپ کافر تہے پہر اون کے لئے دعاے مغفرت کیا معنے اس کے تین جواب مین (پہلا جواب) تو یہ ہے ممکن ہے یہ دعا ابراہیم علیہ السلام نے قبل اس امر کے واقف ہونے کے (کہ مشرکین کے لئے دعائے مغفرت نکرنا چاہیے) کی ہو (دوسرا جواب) یہ ہے کہ مراد والدین سے آدم وحوا ہون (تیسرا جواب) یہ ہے کہ اونہون نے اس دعا کو مشروط بشرط اسلام کیا ہو یعنے اے اللہ اگر میرے مان باپ اسلام لے آئین تو تو اون کے گناہ بخشدے۔ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ مین دو قول ہین ایک تو قیام سے مراد ثبوت ہے یعنے جسوقت حساب وکتاب کیا جائے جیسے کہتے ہین قامت الحرب علی ساقہا وترجلت الشمس اے اشرقت وثبت ضوئہا۔ گویا یہان یہ مراد رکہا کہ جب سب حساب کے لیے کہڑے ہو جائین چاہیے تو یہ تہا کہ قیام کی نسبت اہل حساب کے طرف کیجاتی لکن یہان کمال مبالغہ بتلانے کی غرض سے مجاز کا استعمال کیا یعنے یوم یقوم اہل الحساب جیسے واسئل القریۃ ای اہل القریہ۔

وَاَنْذِرِ النَّاسَ یَوْمَ یَاْتِیْهِمُ الْعَذَابُ فَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَا اَخِّرْنَا اِلٰی

أَجَلٍ قَرِيبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ أَوَلَمْ تَكُونُوا أَقْسَمْتُم مِّن قَبْلُ مَا لَكُم مِّن زَوَالٍ (ابراہیم ع ۷) اے پیغمبر لوگون کو اوس دن سے ڈراو جب اون پر عذاب آئیگا یعنے قیامت کے دن سے تب ظالم یعنے مشرک کہینگے الٰہ ہمارے ہمکو تہوڑی سے مہلت اور دے یعنے ایک بار دنیا مین اور بہیجدے ہم تیری ہدایت کو مان لینگے۔ اور پیغمبرون کی راہ پر چلینگے اللہ تعالے فرمائےگا کیا تم نے دنیا مین یہ قسم نہ کہائی تہی کہ ہم ہٹ نہین سکتے یعنے ہماری دولت اور حکومت ہمیشہ قایم رہے گی یا ہم کو دنیا سے آخرت کو جانا نہین ہے۔ پہر تم نے دیکہہ لیا کہ ہم نے کیا کیا تم کو پہر زندہ کرکے اپنے حضور مین بلا لیا۔ ناس سے مراد یہان عام لوگ ہین۔ بعض کا مذہب یہ ہے کہ ناس سے مراد اہل مکہ ہین بعض کہتے ہین کہ کفار مکہ تفسیر اول اولی ہے یَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ سے مراد قیامت ہے مجاہد نے کہا کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے محمد اونکو عذاب کے آنے سے ڈراو جب قیامت مین عذاب و ثواب دونون ہونگے تو صرف عذاب پر اکتفا کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ مقام مقام تہدید ہے اس لئے ثواب کا ذکر نہین کیا گیا بعض نے کہا مراد عذاب سے موت ہے بعض نے کہا عذاب سے مراد وہ عذاب جو جلد آنے والا ہو الَّذِينَ ظَلَمُوا سے مراد وہ لوگ جو کافر ہین یہان یقول الناس نہ کہکر ظلموا اس لئے کہا گیا تاکہ معلوم ہو کہ نزول عذاب کا سبب اون کا ظلم ہے۔ غرضکہ کفار قیامت مین اس امر کی دعا کرین گے کہ ہمارے مالک پہر ہمکو مہلت دے اور دنیا مین بہیج تاکہ ہم پہر دنیا مین جاکر دعوت توحید کو تیرے اور تیری شریعت کو قبول کرین لکن یہ دعا اون کی بے محل اور بے موقع ہوگی اس لیئے وہ قابل قبول نہ ٹہیری گی صرف اون کے جواب مین یہ کہا جائیگا کہ تم دنیا مین رہکر شہوتون اور معصیتون مین ایسے ڈوب گئے تہے اور زبان حال سے یہ کہہ رہے تہے کہ ہم دنیا مین ہمیشہ رہینگے اور ہم کو کبھی زوال نہ نہین ہوگا۔ آج تم نے دیکہہ لیا تم خراب و خستہ ہوکر ہمارے حضور مین حاضر ہوگئے اب دنیا مین لوٹ نہین جاسکتے اب جو کچہ عذاب ہونے والا ہے وہ ہو۔

Marfat.com

وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا (بنی اسرائیل ۳ ع) اور ماں باپ
کے حق مین یہ دعا کرتے رہو کہ اے میرے پروردگار جس طرح اونہون نے مجھے چھٹپنے مین پالا
اور میری پرورش کی اور میرے حال پر رحم کرتے رہے ہین اسی طرح تو بھی اون پر اپنا
رحم فرما ف کما ربیانی مین یا تو کاف تشبیہ کا لیجیے یہ مطلب یہ ہو گا اے رب ارحمہا رحمۃ
مثل تربیتہما یعنے اے اللہ تو اون پر اپنی رحمت کر جیسا کہ اونہون نے مجھکو رحم کر کے پالا ہے
اس مین تشبیہ رحمت الٰہی کو رحمت والدین سے نہین دی گئی ہے گو بادی النظر مین ایسا ہی
معلوم ہوتا ہے کیونکہ خدا کی رحمت والدین کی رحمت سے کہین بڑھکر ہے بلکہ والدین کی
رحمت بھی اوسی کی رحمت ہے۔ صرف اگر یہان تشبیہ ہے تو اقتران فی الوجود مین ہے یعنے
اے مالک جیسا کہ اونکی رحمت و مہربانی میرے حال پر ہوئی ہے تو بھی اون پر رحم فرما اگر
کما کا کاف۔ کاف تعلیلیہ لیا جائے تو مطلب بالکل صاف ہے یعنے اے مالک تو اون دونون
پر رحم کر اس وجہ سے کہ اونہون نے میری تربیت کی ہے غرضکہ اس جملہ مین اولاد کو بھی
اپنے ماں باپ کے لئے دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اگر اس آیت کے مضمون کو اوپر سے
ملاؤ تو معلوم ہو گا کہ اللہ تعالےٰ نے ماں باپ کے بارے مین چھہ باتون کا حکم دیا ہے ایک
تو یہ کہ بعد عبادت الٰہی کے ماں باپ کا احسان بجا لانا ضرور ہے۔ دوسرے یہ کہ اون کو
ہُوں کرکے نہ کہنا۔ تیسرے یہ کہ اون کو جھڑکنا نہین چوتھے یہ کہ بات اون سے نرمی سے
کرنا۔ پانچوین یہ کہ اون کے سامنے جھکے ہوئے چلنا اکڑے ہون سے نہ چلنا چھٹے یہ کہ اون کے لئے
دعائے خیر کرنا۔ سبحان اللہ قرآن کی بھی کیا بلاغت ہے۔ ایک سطر مین چھہ ہدایات
والدین بیان کیے گئے۔

وَقُل رَّبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ
وَاجْعَل لِّي مِن لَّدُنكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا (بنی اسرائیل ۹ ع) اور
اے محمد تم یہ دعا کرو کہ اے مالک تو مجھکو (مدینہ مین) بہتری کے ساتھ داخل کر اور (مکہ سے)

بہتری کے ساتھہ نکال اور مجھکو اپنی بارگاہ سے قوۃ دار سلطنت عطافرما یا ایسی حجت اور دلیل
مجھے عطافرما جس سے سب دشمن ہار جائین ف اگرچہ یہ دعا اللہ تعالے نے اوس وقت
تعلیم دی جب کفار مکہ آپ کو مکہ سے نکالنے پر آمادہ ہوے۔ اللہ تعالی نے آپ کو ہجرت کا
حکم دیا اور یہ دعا بتائی کہ یہ پڑہا کرو غرضکہ مُدخَل صدق سے مراد مدینہ طیبہ ہے اور مخرج صدق سے مراد
مکہ معظمہ اور مُدخَل اور مُخرج بمعنی ادخال اور اخراج ہین اور صدق کے طرف ان کی اضافت بغرض
مبالغہ ہے دوسرا مطلب امام فخر الدین رازی یہ فرماتے ہین کہ اے مالک تو ہمکو نماز مین اخلاص
سے داخل کر اور پھر اوسی نماز سے صدق اور اخلاص اور حضور قلب اور ذکر اور لوازم شکر کے
ساتھہ نکال۔ تیسرا قول یہ ہے کہ آداب مہمات امور دینیہ اور شریعت مین ہمکو پورا قائم رکھہ اور
بعد اون پر قائم ہونے کے ہم کو عزت اور آبرو سے نکال کہ کسی کا مواخذہ اور لقا یا ہم پر نہ ہو چوتھا
قول یہ ہے کہ اے مالک ہمکو بحر توحید اور تقدیس مین داخل کر یعنے تیرے آثار قدرت کو دیکھہ کر
تیری تسبیح اور تقدیس بجالائین اور آثار سے مُوثر کا علم حاصل کر کے اوس کی محبت مین مستغرق
ہو جائین۔ بعد اوس کے جب بحر توحید سے سر نکالین تو تیری محبت مین سرشار اور مست رہین پانچوان
قول یہ ہے کہ ہم کو عبادت اور معرفت اور محبت مین سچائی سے داخل کر اور پھر سچائی کے ساتھہ
نکال یعنے شروع عبادت سے لیکر اتمام عبادت تک ہمکو اخلاص مین رکھہ چھٹا قول یہ ہے کہ
قبر مین کلمہ توحید اور تسہیل جواب کی توفیق دے اور پھر حشر مین ہم کو توحید پر اوٹھا خلاصہ یہ کہ یہ
دعا ایسی جامع ہے کہ ہر کام کے شروع کرنے اور ختم کرنے کے لئے مفید ہے۔ کوئی شخص اگر
کسی حاکم یا بادشاہ کی سطوت سے ڈرتا ہو یہ دعا پڑہکر تین مرتبہ اپنی منہ پر پھیر لے اور بادشاہ کے
پاس چلے جائے اللہ تعالی اوس کو اوس پر مہربان کر دیگا واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا کے
معنے یہ ہین کہ اے اللہ تو مجھکو ایسا غلبہ دے کہ سب اہل باطل کی سرکوبی کرون یا مجھکو ایسے
دلائل توحید عطافرما کہ اون سے مین اعدا کے مناظرین پر غالب رہون۔

اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً

Marfat.com

وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا (سورہ کہف ۲ ع) اصحاب کہف جب غار مین جا
بیٹھے تو اونھون نے یہ دعا کی - اے ہمارے مالک ہمکو اپنی بارگاہ ایزدی سے رحمت عطا فرما اور
ہمارا کام اچھی طرح سے بناوے (یعنے ہم اپنے مقصد مین اچھی طرح سے کامیاب ہو جائین
ف مقصد اصحاب کہف کا یہ تھا کہ کافرون کی ایذادہی سے بچ جائین اور اپنا دین سنبھالے
رہین - کافر یہ چاہتے تھے کہ وہ پھر مشرک ہو جائین اور اون کے قتل کی فکر مین تھے - من لدنک
کے معنے ہین مِنْ عِنْدِكَ رحمت کی تنوین یا تو تنوین تعظیمی ہے یعنے تیری وہ رحمت جو وسیع اور
عظیم الشان ہے اوس سے ہم کو عنایت فرما یا تنوین تنویعی ہے یعنے اپنی اقسام رحمت مین سے
ایک قسم کی رحمت ہم کو بھی عنایت فرما - من لدنک کی تقدیم اختصاص کی غرض سے ہے
یعنے وہ خزاین رحمت اور جلائل فضائل جو تیری بارگاہ کے ساتھہ مختص ہین اون کو عنایت فرما
رحمت سے مراد یہ ہے کہ ہم کو آخرت مین بخشدے اور دشمنون سے مامون رکھہ اور دنیا مین
رزق وسیع عنایت فرما هَيِّئْ تہیہ سے ہے جس کے معنے کسی کام کے اسباب کو مہیا کرنے
کے ہین اور امر سے مراد مفارقت کفار ہے یعنے کافرون کے ظلم وستم سے جو ہمکو بچنا مقصود ہے
اوس مین ہم کو کامیاب کر - رَشَد گمراہی کا ضد ہے مِنْ لدنک مین مِن یا تو ابتدائیہ ہے
یعنے وہ بھلائی ہم کو عطا کر جو تیرے پاس سے آنے والی ہے یا تجرید کے لئے ہے جیسے
رَاَيْتُ مِنْكَ اَسَدًا یعنے رُشد کا منبع اور خزانہ تو ہی ہے اور رشد اور بہتری ہر چیز کی
تیرے ہی طرف سے ملنے والی ہے اور دونون مین تجریدیہ کی تقدیم بغرض اہتمام ہے یعنے
اَفعل امرنا رشدًا کلّہ یا رَشدًا سے مراد ذو ارشد ہے یعنے ایسا سامان کر دے جس سے
ہم راہ پہ آجاوین اور ہمارے سب کام بن جائین اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے کامون
مین جس طریق سے تیری رضا اور خوشنودی ہو اوسی طرح سے اون کامون کے اسباب کو
مہیا کر دے - ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا اِذْ نَادٰى رَبَّهُ
نِدَاءً خَفِيًّا - قَالَ رَبِّ اِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَ

Marfat.com

اِشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۔

(مریم اع) اے پیغمبر یہ تیرے پروردگار کی اوس مہربانی کا ذکر ہے جو اپنے بندے زکریا پر تونے کی جب اونھون اپنے مالک کو دبی آواز سے پکارکر کہا کہ میرے پروردگار میری ہڈیان بودی ہوگئین (کمزور جیسے بڑہاپے مین ہوجاتی ہین) اور بڑہاپے کی سفیدی سے سر چمکنے لگا (یعنے میرے بال بالکل سفید ہوگئے اور مین تجھکو پکار کر کبھی محروم نہ رہا (میری حالت اب ایسی ہوگئی ہے) کہ مجھے بھائی بندون سے اندیشہ ہے (کہ وین کا حق ادا کرینگے یا نہ کرینگے یا بھائی بند میرا سب مال لین لینگے) اور میری بیوی بھی بانجھ ہوگئی ہے تو اپنے کرم سے مجھے ایسا فرزند عطا فرما جو میرا بھی وارث ہو اور یعقوب کا بھی اور اوس کو اے مالک اپنا مقبول اور پسندیدہ کرلے ف رحمۃ الخ مین رحمت مضاف ہے فاعل رب کیطرف اور عبد مفعول ہے یہان رحمت سے مراد زکریا علیہ السلام کی دعا کا قبول ہونا ہے ایسے وقت مین جب وہ چپکے چپکے اللہ کو یاد کر رہے تھے اسی بنا پر اذنادی نزول رحمت کا ظرف ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دعا سحری پچھلی رات مین ہو تو وہ قابل قبول ہے۔ قال رب الخ۔ یہ جملہ مفسرہ ہے۔ اذنادی کا یعنے اونکی وہ ندا کیا تھی یہ تھی کہ اے اللہ میری ہڈیان سست ہوگئی ہین۔ عظم کا ذکر اس وجہ سے کیا گیا ہے کہ ہڈی پر بدن کا قوام ہے اشتعل الراس شیئاً مین استعارہ بالکنایہ ہے یہان پر بالون کی سفیدی کو تشبیہ دی ہے آگ کے بھڑکنے سے یعنے اے مالک میرے بال سفیدی سے ایسے چمک اوٹھے جیسے آگ بھڑک اوٹھتی ہے۔ نار مشبہ بہ اور حرف تشبیہ کو حذف کرکے صرف لازم مشبہ بہ (اشتعال) کو ذکر کیا ولم اکن مین توسل کیا ہے استجابۃ دعا کا یعنے اے مالک مین کبھی تیری درگاہ سے نامراد اور بدنصیب

Marfat.com

نہین ہوا تو پھر اب کیسے ہونگا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دعا مین خشوع اور خضوع کے ساتھ ذکر انعام مدعو بھی کیا جاتا ہے وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مین وجہ دعا بیان کی یعنے مین جو دعا مانگ رہا ہون اوس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے خوف ہو گیا ہے کہ میری موالی یعنے قرابت دارون مین کوئی ایسا نہین جو اس بار نبوت کو اوٹھائے کہین ایسا نہ ہو کہ دین مین رخنے پڑ جائین وَکَانَتِ امْرَاَتِیْ الخ ابن جبیر فرماتے ہین اونکی بیوی کا نام اَشَاع بنت فاقو تھا اور یہ بہن تھین حنہ کی جو مان ہین مریم علیہا السلام کی فَھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا کہا صراحۃً یہ نہ کہا ھب لی ولدا کیونکہ اونکو خیال تھا اس امر کا کہ ایسے عمر مین کہان اولاد ہوتی ہے یَرِثُنِیْ یا تو صفت ہے ولد کی یا جواب ہے امر ہب کا لکن ترجیح پہلے قول کو ہے یہان وراثت سے مراد وراثت نبوت اور علم ہے نہ میراث ترکہ وغیرہ رضیا کا مطلب یہ ہے کہ وہ ولی ایسا ہو کہ اوس کے افعال اور اخلاق تیرے پاس اور مخلوق کے پاس پسندیدہ ہون۔۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ۝ وَیَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ ۝ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ۝ وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ ۝ هٰرُوْنَ اَخِی ۝ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِیْ ۝ وَاَشْرِکْهُ فِیْٓ اَمْرِیْ

(طٰہٰ ع) موسیٰ ؑ نے عرض کیا خداوند (مین تبلیغ رسالت کے لئے حاضر ہون پر) میرا سینہ کھول دے اور میرا کام (یعنے ادائی حق پیغمبری) مجھ پر آسان کر دے اور میری زبان مین جو گرہ ہے وہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات کو سمجھین اور میرے گھر والون مین سے ایک کو میرا وزیر بنا دے یعنے ہارون کو جو میرا بھائی ہے تاکہ اوس سے میری پیٹھ مضبوط رہے اور اوس کو بھی میرے کام یعنے تبلیغ رسالت مین شریک کر دے ف رب اشرح لی صدری یہ جملہ مستانفہ ہے جب خدائے تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تم فرعون کے پاس جاؤ اونہون نے عرض کیا اے مالک مین جانے کے لئے حاضر ہون لیکن ہہ امور کی درخواست کرتا ہون ایک تو یہ کہ مین ہجوم معاندین سے دل تنگ ہو جاتا ہون اس لئے

پہلی عرض یہ ہے کہ میرا دل کشادہ کر دے دوسری یہ کہ بار نبوت ایک بھاری بوجھ ہے اس لئے اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ اس بوجھ کو آسان کر دے تیسری یہ کہ لکنت کی وجہ سے لوگ میری بات کو سمجھتے نہیں اس لئے میری زبان سے لکنت کو دور کر دی چوتھے یہ کہ میرے بھائی ہارون کو میرا معین کر دے تاکہ ایک کو دوسرے سے مدد ملے۔

شرح صدر سے مراد سینہ نہیں ہے بلکہ دل ہے یعنے میرے قلب کو فراخ کر دے تاکہ بے وقوف کٹ حجتیاں کرنے والے معاندین سے مین نڈر ہون اور نہ اون کے ہجوم سے خوف زدہ ہون شرح صدر بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتون سے ایک نعمت ہے جو انبیاء اولوالعزم کو دی گئی ہے چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے لڑکپن مین شق صدر کیا گیا اور قلب مین جو ایک سویدا تھا اوس کو دھو کر ایمان اور حکمت سے بھر اگیا پھر چالیس برس کے بعد شرح صدر ہوا چنانچہ اس کا قصہ احادیث کی کتابون مین مذکور ہے اب یہان شرح صدر سے کیا مراد ہے علماء اس کے کیا معنے لکھے ہین ہم سب معنون کو بالاجمال بیان کئے دیتے ہین۔

(۱) پہلا معنے شرح صدر سے مراد نور ہے چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ شرح صدر کیا ہے آپ نے فرمایا ایک نور ہے جو دل مین مومن کے ڈالا جاتا ہے پھر صحابہ نے کہا یا رسول اللہ اوس نور کی علامت کیا ہے آپ نے فرمایا اوس کی علامت یہ ہے کہ انسان کا دنیا سے الگ رہنا اور آخرت کا خواہان رہنا اور موت کے لئے مستعد رہنا اور شرح صدر سے مراد لانے ہونے پر دلیل آیت أَفَمَن شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ ہے

(۲) دوسرے معنے شرح صدر کے انوار جلال کبریائی ذات باری تعالیٰ ہین یعنے اے میرے مالک تو میرے سینہ کو اپنے انوار جلال سے مملو کر دے۔

(۳) یا شرح صدر سے مراد تحمل بار بنیاد رسل ہے یعنے اے مالک میرا سینہ مثل اور

انبیاء کے کھول دے اور ان کے مثل مجھے بھی ویسا ہی خلیق بنادے تاکہ جیسے وہ حقوق نبوت کو ادا کرین مین بھی ادا کرون۔

(۴) یا شرح صدر کے معنے یہ ہین اے اللہ میرے سینہ کو ایسا کھول دے کہ مین تیری وحی کی اتباع کماینبغی کرون یعنے اوامر کو بجالاؤن نواہی سے باز رہون۔

(۵) یا اس کا مطلب یہ ہے کہ تو مجھے نور ایمان اور یقین عطا فرما تاکہ علم الیقین حق الیقین ہوجائے

(۶) یا یہ کہ اپنے عدل اور قضا اور احکام کے اسرار پر مطلع فرما۔

(۷) یا رب اشرح لی صدری کا مطلب یہ ہے کہ میرے قلب کو ضیا شمس اور قمر سے منتقل کرکے اپنے جلال اور عظمت کبریائی کے نور کے طرف لے چل جیسا کہ حضرت ابراہیم کوکب اور قمر اور شمس سے الگ ہو کر کہنے لگے انی وجهت وجهی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین۔

(۸) یا رب اشرح لی کے یہ معنے ہے چراغ ایمان کو میرے دل مین ایسا روشن کردے جیسا کہ معمولی چراغ سے سارا مکان روشن ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ آگ سلگانے کے لئے پانچ چیزون کی ضرورت ہوتی ہے ایک (۱) چقماق (۲) پتھر (۳) سوزش (۴) گندک (۵) چراغ۔ اسی طرح انوار الٰہی کے بھڑک اوٹھنے کے لئے سات چیزون کی ضرورت ہے اول مجاہدہ کی چقماق جیسے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (۲) سنگ تضرع اور زاری جیسے ادْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً (۳) ہواے نفس کو روکنا جیسے اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى (۴) انابت اور رجوع الی اللہ جیسے انیبوا الیٰ ربکم کی گندک (۵) چراغ صبر واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ (۶) فتیلہ شکر (۷) رضا اور صبر کا تیل جیسے واصبر لحکم ربک ای ارض بقضاء ربک جب یہ سب باتین جمع ہوجائین تب اگر نہایت عجز وزاری سے دعاے رب اشرح لی صدری مانگے تو قلب نور الٰہی سے بھڑک اوٹھتا ہے پھر یہان سے امام فخر الدین رازی فرماتے ہین نور الٰہی جس کو ہم شرح صدر

کہتے ہین یہ نور آفتاب سے کئی وجوہ سے افضل ہے۔

اول تو یہ کہ اس ظاہری آفتاب پر بادل آجاتا ہے لکن آفتاب معرفت کو سات آسمان

بھی نہین ڈھانپ سکتے

(۲) یہ آفتاب ظاہری دن مین نکلتا ہے رات مین ڈوبتا ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام

نے کہا تھا لااحب الآفلین شمس معرفت آلہی کو غروب ہی نہین بلکہ اسکو طلوع ہی طلوع ہے جیسا کہ

اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْئًا وَّاَقْوَمُ قِيلًا بلکہ جو لوگ پچھلی رات کو استغفار مانگتے ہین وہ نور رحمانی اور

فیوضات ربانی سے اور زیادہ سرفراز ہوتے ہین۔

(۳) شمس ظاہری قیامت کے قریب دہندلا جائیگا لکن شمس معرفت آلہی کو فنا نہین ہے وہان تو

سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيمٍ ہے۔

(۴) شمس ظاہری جب چاند کے مقابل ہوتا ہے تو چاند کو کسوف ہوتا ہے لکن شمس معرفت آلہی

مین کسوف ہی نہین۔

(۵) شمس ظاہری مین سوزش اور احتراق ہے برخلاف آفتاب معرفت کے کہ اس مین سرور

اور خنکی اور تسکین ہے جیسا کہ قیامت کے دن دوزخ کہے گی اے مومن تو جلدی سے گزر کہ

تیرے نور کی خنکی نے میری سوزش کو بجھا دیا ہے۔

(۶) آفتاب ظاہری سے درد سر اور دوران ہوتا ہے برخلاف آفتاب معرفت کے اس کی

وجہ سے دماغی قوتین اور ترقی پذیر ہوتے ہین چنانچہ آفتاب معرفت کا ذکر ملاء اعلیٰ تک پہونچتا ہے

(۷) آفتاب ظاہری سے صرف دنیا ہی مین منفعت ہے برخلاف آفتاب معرفت کے

اس سے دنیا اور آخرت دونون جگہ منفعت ہے کیونکہ آفتاب معرفت سے جو باقیات صالحات

ہوتے رہتے ہین وہ ابدی ہین۔

(۸) اس آفتاب ظاہری سے زمین والون کی زینت ہے برخلاف آفتاب معرفت کے

کہ اس سے زمین اور آسمان دونون کی زینت ہے۔

Marfat.com

(۹) اس آفتاب کا چہرہ بلند ہے جسکا اثر زمین پر پڑتا ہے جو دلالت کرتا ہے کبر پر برخلاف شمس معرفت کے کہ یہ روے زمین پر ہے لیکن اوس کے انوار ملا اعلی تک پہونچتے ہین من تواضع رفعه الله ومن تکبر اذله الله ہے۔

(۱۰) اس آفتاب ظاہری سے مخلوق کی حالتین معلوم ہوتی ہین برخلاف آفتاب معرفت کی اس کے ذریعہ سے معرفت ملا اعلی اور معرفت الٰہی نصیب ہوتی ہے۔

یہان تک ہم نے شرح صدر کی تفصیل کی ورنہ امام رازی نے تفسیر کبیر مین اس کے متعلق بہت کچھ بیان کیا ہے ہم نے بخوف طوالت چھوڑ دیا۔

وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي الخ یعنے یہ بار نبوت ایک ایسی امانت جس کو کماینبغی ادا کرنا بہت مشکل ہے اس لئے اے مالک مین تجھہ سے دعا مانگتا ہون کہ اس کی آسانی کے جو اسباب ہون اونکو مہیا کر دے اور جو اسمین موانع پیش آئین ادن کو دور کر دے وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي کا مطلب یہ ہے کہ میری زبان مین جو ایک قسم کی لکنت ہے اوس کو دور کر دے کیونکہ تبلیغ رسالت کے لئے تفہیم کی ضرورت ہے اگر زبان مین لکنت رہی گی تو لوگ میری بات کو سمجھے گے نہین کیونکہ انسان جب ہی سمجھا جاتا ہے کہ اوس مین دل ہو یعنے عل مین اوس کے علوم اور معارف ہون اور زبان ہو یعنے وہ ایسا طلیق اللسان ہو کہ ہر کوئی اوسکی بات کو سمجھے کیونکہ تبلیغ رسالت مین تفہیم کی ضرورت ہے۔

وَاجْعَلْ لِي وَزِيرًا الخ جیسا کہ دنیا کے بادشاہون کو وزیر کی ضرورت ہے ایسا ہی اس امر نبوت کے لئے جو اوس سے کہین بڑھکر ذمہ داری کا کام ہے ایک وزیر کی ضرورت ہے اور وہ میرا بھائی ہے اور یہ اس لئے کہا کہ بھائی ایک قوت بازو ہوتا ہے دوسرے مشورت سے کام اچھا بنتا ہے اس لئے مجھے ایک ایسے مشیر وزیر کی ضرورت ہے کہ وہ اس خدمت نبوت کو شرکت سے انجام دے اور مشکلات مین میرا معین اور مددگار رہے۔

وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا (طٰہٰ ع) اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کہو اے مالک

مجھکو زیادہ علم دے **ف** یعنے اے محمد اگر تم اپنے مالک سے مانگو تو زیادت علم معانی کتاب اللہ مانگو کیونکہ قرآن سے وہی مطلوب ہے جلدی جلدی پڑہنا مقصود نہین ہے کیونکہ جو جو آیات اترتے جائینگے اوس کا علم بھی زیادہ ہوتا جائیگا۔ اس دعامین تواضع بھی ہے اور شکر بھی اور اس امر کی تنبیہ بھی ہے کہ علم کا مقام سب مقامون سے افضل ہے عبد اللہ بن مسعود جب اس آیت کو پڑہتے تو یہ دعا پڑہتے اَللّٰهُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّاِیْمَانًا وَّیَقِیْنًا اس کو خطیب بغدادی نے بھی ذکر کیا ہے مین یہ کہتا ہون کہ اگر یہ دعا مانگی جاے تو بہت بہتر ہے رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا نَافِعًا وَّعَمَلًا صَالِحًا وَّاِیْمَانًا کَامِلًا وَّیَقِیْنًا تَامًّا وَّعَاقِبَةً مَّحْمُوْدَةً۔

وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

(سورۃ الانبیا ع ۶) اور ایوب نے اپنے پروردگار کو اس طرح سے ندا کر کے پکارا کہ اے مالک مجھکو تکلیف ہوگئی ہے۔ اور تو سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے **ف** اب اسمین علما کا اختلاف ہے کہ جو تکلیف ایوب علیہ السلام کو لاحق ہوگئی تھی وہ کیا تھی بعض کہتے ہین وہ کھڑے ہو کر نماز پڑہتے تھے جب بیماری سے عاجز ہوگئے تو اوٹھ نہ سکے تب یہ دعا مانگی بعض کہتے ہین کہ اونہون نے اس کلمہ مین اپنی عاجزی کا اعتراف کیا اور یہ صبر کے منافی نہین ہے بعض کہتے ہین کہ ۴۰ دن تک وحی نہین آئی اس وجہ سے اونہون نے یہ دعا مانگی۔ بعض کہتے ہین کہ ایک کیڑا اون کے گوشت سے گر گیا تھا اونہون نے پھر پکڑ کر اوس کو اوسی جگہ پر رکھہ دیا پھر وہ ہڈی تک کہا گیا اوس وقت چیخ اوٹھے بعضون نے کہا کہ ابلیس اون کی بیوی کے پاس آکر کہا کہ اگر تو میرے کو سجدہ کرے تو مین اچھا کر دون گا۔ پس ڈر کر یہ دعا مانگی کہ اللہ کہین اوس کا ایمان نہ جاتا رہے بعضون نے کہا کہ قوم اون کو کراہت سے دیکھتی تھی۔ بعضون نے کہا ضر سے مراد شماتت اعدا ہے یعنے دشمن اس تکلیف کو دیکھہ کر خوش ہون ابن عساکر نے عقبہ بن عامر سے روایت کیا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے ایوب علیہ السلام سے پوچھا اے ایوب تم جانتے ہو کہ تم اس بلا مین کیون مبتلا ہوے اونہون نے کہا خدایا مجھے علم

ہنین اونہون نے کہا کہ جب تم فرعون کے پاس گئے تو دو باتون کے کہنے مین سستی کی ابن عباس سے مروی ہے کہ ایوب علیہ السلام کا گناہ یہ تھا کہ اون سے ایک مسکین نے ظالم سے مقابلہ کرنے کی مدد چاہی اونہون نے نہیں دی امر بالمعروف نہین کیا اور نہ ظالم کو ظلم سے منع کیا اس وجہ سے اون کو اس بلا مین مبتلا کیا۔ اس کلمہ مین عجیب اور لطیف امر یہ ہے کہ مطلوب کو ظاہر نہین کیا گویا اونہون نے ضمناً کہا کہ تو ہی مالک اس امر کا اہل ہے کہ ہم پر رحم کرے کیونکہ ہم واجب الرحم ہین اور تو ارحم الراحمین ہے اور یہ کہنا ان کا از راہ شکوہ وشکایت کے نہین تھا۔ کیونکہ غیر خدا سے اپنی تکلیف کا ذکر کرنا شکوہ ہے اور اپنے مالک حقیقی کے پاس اپنی مصیبت کا ذکر کرنا شکایت نہین ہے بلکہ ایک لذت سرگوشی کی ہو بندے کو اپنے مالک سے ملتی ہے

ضَر فتحہ کے ساتھ ضرر کے معنے مین ہے اور ضُر بالضم اوس کے معنے بیماری اور دبلے پنے کے ہے۔

شبہ | جبکہ شکایت کرنا صابرین کے شان سے نہین ہے پھر اونھون نے کس طرح شکایت کی۔

جواب شبہ | سفیان بن عینیہ نے اس کا جواب دیا ہے کہ جو شخص قضاء الٰہی سے راضی ہو کر اپنی مصیبت کی حالت خدا ہی کے جناب مین بیان کرے تو وہ جزع نہین کہلا سکتا جو صبر کا منافی ہو کیونکہ صبر مین کچھ اس امر کی شرط نہین ہے کہ وہ بلا کو شیرین سمجھے تھے کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی اپنی پریشانی کا حال جناب باری مین عرض کیا تھا اور کہا تھا اِنَّمَا اَشْکُو بَثِّی وَحُزْنِی اِلَی اللّٰہِ اب رہا یہ امر کہ خدائے تعالیٰ ارحم الراحمین ہے اس کے ثبوت پر کئی دلیلین مین (پہلی دلیل یہ ہے) کہ جو شخص کسی پر رحم کرتا ہے یا تو اوس رحم سے مقصود اوس کو دنیا مین اپنی تعریف ہوتی ہے یا آخرت مین ثواب کی اُمید ہوتی ہے۔ ان ہر دو صورتون مین راحم کا رحم اپنے ہی غرض کے لئے ہوتا ہے۔ لکن

Marfat.com

ذات باری تعالے کا رحم ایسا رحم نہین وہ اپنے بندون پر رحم بلاغرض کرتا ہے اوسکو مقصود رحمت سے نہ ثنا ہے نہ ثواب غرضکہ رحمت ذات باری تعالے اوس کی صفت کمالیہ ہے جو دوسرون مین ویسی نہین (دوسری دلیل یہ ہے) جو شخص کسی پر رحم کرتا ہے وہ بھی رحم اللہ کے مدد ہی سے کرتا ہے مثلاً کوئی شخص کسی کو کھانا کھلاتا ہے یا کپڑے پہناتا ہے یا اوس سے بلا کو دفع کرتا ہے یہ فعل بھی اوس کے عنایت اور مدد سے ہوتا ہے اس لئے کہ اگر اللہ تعالے طعام اور غذا اور روئی نہ پیدا کرتا تو کوئی ان چیزون سے کسی کی مدد نہ کر سکتا غرضکہ بندون کی رحمت کو اللہ کی رحمت سے وہی نسبت ہے جو قطرے کو دریا سے (تیسری دلیل یہ ہے) کہ اگر اللہ تعالی بندون کے دلون مین اسباب رحم کو نہ پیدا کرے تو اوس رحم کا بندون سے صادر ہونا محال ہوجائے پس فی الحقیقت راحم وہی ہے کہ جس نے رحم کو اون کے دلون مین ڈالدیا ہے۔

شک | اگر یہان پر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اللہ تعالے کو کیسے ارحم الراحمین کہتے ہو حالانکہ اوسی نے آفات اور بلیات اور امراض پیدا کئے ہین اور ایک کو دوسرے پر مسلط کیا ہے جس سے ہر ایک دوسرے کو مارتا توڑتا ذبح کرتا ہے حالانکہ اوس کو قدرت تھی کہ یہ سب امور نہ ہونے پائین۔

جواب شبہ | اس کا جواب یہ ہے کہ خدائے تعالے کا ضار ہونا اوس کے نافع اور رحمت کے منافی نہین ہے بلکہ وہی ضار ہے وہی نافع ہے اور اوس کا ضرر دینا یا نفع پہونچانا ایسا نہین ہے جیسا کہ ہمارا ضرر دینا یا نفع پہونچانا کیونکہ ہمارا ضرر یا نفع یا تو دفع مشقت کے لئے ہوتا ہے یا جلب منفعت کے لئے ہو بر خلاف خدا کے کہ اوس کا ضرر یا نفع ان دونون اغراض سے جدا ہے بلکہ اوس کا نفع یا ضرر ہمارے ہی مصلحت ہی کے لئے ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہم جسکو ضرر سمجھتے ہون اوس کا انجام اللہ کے علم مین خیر ہو یا جس کو ہم خیر سمجھتے ہون اوس کا انجام اللہ کے علم مین شر ہو بندون کو جو اوس وقت تکلیف پہونچتی ہے وہ خواہ مخواہ اوسوقت

Marfat.com

پریشان ہوتے اس کی مثال ایسی ہے جیسے رگ زن کہ پہلے نشتر مارتا ہے اوسوقت تکلیف
ہوتی ہے پھر اوسی زخم پر وہ مرہم رکھتا ہے جس سے وہ زخم چنگا ہو جاتا ہے۔ پس خدائے تعالیٰ
سے بھی اگر بندے کو تکلیف پہونچے تو ایسا ہی سمجھ لے کہ نہ معلوم اسمین اوس کی کیا مصلحت ہے
دوسرے مقام محبت مین جو کچھ محب کو محبوب سے پہونچتا ہے وہ محبوب ہی ہے اور خیر سے مملو
پھر وہ شر کیسا (مصرع) ہر چہ از دوست میرسد نیکوست۔ اسی واسطے اولیاء اللہ مصیبت کے
وقت کچھ آہ ونالا نہین کرتے اور نہ جزع اور فزع کرتے ہین کیونکہ وہ سمجھے ہوے ہین کہ اس بلا
کے تحت مین کچھ نہ کچھ نعمت ملنے والی ہے ؎ ہر بلا کین قوم را حق دادہ اند ٭ زیر آن گنج
کرم بنہادہ اند۔ عرفی کہتا ہے۔ اے متاع درد در بازار جان انداختہ ٭ گوہر ہر سود در جیب
زیان انداختہ۔ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ

اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ

(انبیاء ۶ع) اے محمد تم اوس وقت کو یاد کرو کہ جب (یونس بن متی) مچھلی والا (اپنی قوم سے)
غصہ ہوکر چلا گیا اور یہ گمان کیا کہ ہم اوس کو نہ پکڑ سکینگے پھر اندھیرون مین (گھبرا کر) کہہ اوٹھا کہ کوئی میرا
مالک اور معبود (بچانے والا) سوائے تیرے نہین ہے۔ تیری ذات سب عیبون سے پاک ہے
مین ہی گناہ گار ہوں نہین تھا **ف** اس دعا کا اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت یونس بن متی علیہ السلام نے
اپنی قوم کو جو فلسطین مین رہتی تھی توحید کے طرف بلایا اور عذاب آلہی سے ڈرایا کہ اگر تم اطاعت
خداوندی نہ کروگے تو ہلاک ہو جاؤگے۔ جب عذاب آیا تو اونہوں نے توبہ کی عذاب اون
سے اوٹھا لیا گیا ہلاک نہ ہوے یونس علیہ السلام اس خیال سے کہ مین اپنی قوم سے جھوٹا اور
شرمندہ ہوا پھر روم کیطرف چلے گئے وہاں پہونچکر دیکھا کہ لوگ کشتی پر سوار ہو رہے ہین
یہ بھی سوار ہوگئے اون کے سوار ہوتے ہی کشتی کو اضطراب ہونے لگا کشتی والون نے کہا
اس کشتی مین کوئی نافرمان بندہ ہے جو اپنے مالک سے بھاگ کر آیا ہے جس کی وجہ سے
کشتی ہل رہی ہے۔ کیونکہ ہوا بھی تیز نہین ہے قرعہ ڈالنا چاہیے۔ قرعہ یونس علیہ السلام کے

نام سے نکلا آپ نے فرمایا مین ہی بندہ ہون جو اپنے مالک سے بھاگ کر آیا ہون آپ
دریا مین کود پڑے مچھلی آپ کو نگل گئی مچھلی کو ارشاد جناب باری ہوا خبردار یونس کے بال
تک کو بھی صدمہ نہ ہو رات کی اندھیری دریا کی اندھیری مچھلی کی پیٹ کی اندھیری ان سب
اندھیریون مین گھبرا کر بول اوٹھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّی كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ
اللہ تعالے نے اون کی دعا کو قبول کر لیا مچھلی نے ایک میدان مین آپ کو اگل دیا حضرت
یونس علیہ السلام ننگ دھڑنگ مثل چوزے کے نکل آے اللہ تعالے نے اون کے کھانے
کے لئے کدو کا درخت پیدا کیا وہ اوس کے پھلون کو کھاتے جب درخت سوکھ گیا تو بہت غمگین
ہوے کہ اب کھانا کیسے ملے گا اللہ تعالے نے کہا کہ ہم نے تمکو مچھلی کے پیٹ مین آرام
اور حفاظت سے رکھا اب تمکو ہم بھوکا کیسے رکھینگے اب پھر تم اپنی قوم کے طرف جاؤ پھر
یہ اپنی قوم کے طرف جن کی تعداد ایک لاکھ تھی گئے پھر اپنی قوم کو دعوت توحید کی طرف
بلایا اون کی قوم نے کہا ہم تمکو کب سچا سمجھین غرضکہ تین روز تک متواتر اپنی قوم کو ہدایت
کرتے رہے اونھون نے انکار کیا اللہ تعالے نے یونس علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ اون سے
کہدو اگر اب نہ مانوگے تو تم پر عذاب آئیگا حضرت یونس علیہ السلام نے اس حکم کو بھی
پہونچا دیا پھر اونھون نے انکار کیا عذاب کا جب وقت آن پہونچا تو یونس علیہ السلام کو
وہان پر نہ پایا دفع عذاب کے لئے یونس علیہ السلام کو ڈھونڈے نہین ملے وہان کے علما
سے رائے پوچھی اونھون نے کہا اون کو ڈھونڈو اگر وہ یہان ہین تو عذاب نہین آنے کا
نہین تو ضرور آئیگا جب ڈھونڈے تو نہین ملے۔ جب نا امید ہوئے تو شہر کے دروازونکو
بند کر دیا اور بکریون اور گایون کو نکال دیا مان اپنی لڑکی سے باپ اپنے بیٹے سے جدا
ہونے لگے جب صبح ہونے کو ہوئی اور عذاب کے آثار نمایان ہوئے اور عذاب کو
آسمان سے اترتے دیکھا۔ اپنے کپڑون کو پھاڑنے لگے حاملہ عورتون کے حمل وحشت
سے گر پڑے لڑکے چیخنے چلانے لگے۔ جانور پکارنے لگے اللہ تعالے نے عذاب کو

Marfat.com

ادٹھالیا پھر اونھون نے یونس علیہ السلام کیطرف اپنا قاصد بھیجا ایمان لائے اس قول سے اس امر کی تائید ملتی ہے کہ بعد مچھلی کے پیٹ سے نجات پائے کے یہ اپنی قوم کیطرف بھیجے گئے۔ یہان تک اس دعا کے متعلق بیان تھا اب ہم دعا کی تشریح کرتے ہین اس دعا مین تین خوبیان ہین پہلے حصہ مین تہلیل ہے دوسرے مین تسبیح آخر مین توبہ۔ قتادہ نے کہا یہ قول یونس علیہ السلام کا اپنے قصور کا اعتراف کرنا اور گناہ سے توبہ کرنا ہے اب اسمین علما کا اختلاف ہے کہ وہ مچھلی کے پیٹ مین کتنے دن رہے بعض کہتے ہین ۴۰ دن بعض کہتے ہین (۷) دن بعض کہتے ہین چار گھنٹے۔ غرضکہ لاالہ الا انت کلمہ توحید بھی ہے تہلیل بھی سبحانک کے معنے یہ ہین کہ اے اللہ تو سب عیبون سے پاک ہے تجھکو کوئی چیز عاجز نہین کرسکتی جملہ انی کنت من الظالمین۔ گناہ کا اعتراف ہے جملہ سبحانک مین تسبیح اور تنزیہ باری تعالی ہے ہر نقائص سے اونہین نقائیص سے عجز بھی ایک نقص ہے چونکہ حضرت یونس علیہ السلام نے گمان کیا تھا کہ اللہ تعالی عذاب نہین کرے گا اللہ تعالی نے اون کے گمان کی تردید کی کہ تم جو ہم سے بھاگ کر چلے گئے اور تم یہ سمجھے تھے کہ ہم بچ جاینگے پھر اللہ تعالے نے تم کو کسطرح سے ڈبو دیا پھر بطن حوت سے نجات دی غرضکہ اس جملہ کی تقدیر سبحانک ان یفعل ذلک جوراً ہے یعنے اے مالک تیری شان سے بعید ہے کہ تو کسی پر ظلم کرے یا کسی سے انتقام لے یا اس قید وحبس سے نجات دینے کے لئے تو عاجز نہین ہے۔ بلکہ جو کچھ تو نے کیا اپنی حکمت اور حقوق الوہیت کی راہ سے کیا اب رہا یہ قول انی کنت من الظالمین یعنے مین نے جو اپنے نفس پر ظلم کیا کہ اپنی قوم سے بلا تیرے اذن مانگے چلا گیا مین اس امر کا اقرار کرتا ہون کہ مین ظالم تھا مین اپنی قصور سے تائب اور پشیمان ہون اب تو مجھکو اس مصیبت سے دور کردے اسمین دوسری توجیہ یہ بھی ہے کہ پہلے مین توصیف ہے یعنے اے مالک تو اپنی ربوبیت مین کامل ہے اور مین جو ہون ایک ضعیف البشر ہون اور اداے حقوق عبدیت مین قاصر ہون جس وقت

کہتے ہین کہ یہ قول یونس علیہ السلام کا اعتراف کرنا تھا اپنی تقصیر سے اور توبہ کرنا تھا اپنی خطا سے)

وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ (انبیا ۶ ع) اور زکریا نے اپنے پروردگار کو یہ کہکر پکارا کہ اے میرے مالک تو مجھکو اکیلا مت چھوڑ اور تو بہتر وارث ہے ف یہ دعا حضرت زکریا علیہ السلام نے اوس وقت مانگی جب اونکو اولاد کی خواہش ایسے وقت مین ہوئی کہ اونکی بیوی کی عمر ۹۹ برس کی تھی اور اونکی عمر ننانوے برس کی یعنے اے مالک تو خوب جانتا ہے کہ مین تن تنہا ہون میری میری اولاد نہین جو میرے بعد اس نبوت اور دین کے احکام کو پہونچائے اور سب کے مرنے کے بعد توہی زندہ رہنے والا ہے۔ اگر تو مجھکو اولاد نہ دے تو اس دین کی حفاظت کیلئے توہی کافی ہے جب مین اس امر کو بخوبی جانتا ہون تو اپنے دین کو ضائع نہین کرے گا اور اپنے بندون مین سے اوسی کو تبلیغ رسالت کے لئے پسند کرے گا جو اس کا اہل ہو۔ اس لئے مین یہ دعا مانگ رہا ہون۔ اس دعا مین حضرت زکریا علیہ السلام نے یہ نکتہ رکھا کہ اے رب مجھے تو بڑھاپا آگیا اور کوئی ایسا نہین کہ اس دینی خدمت مین میرا ساتھ دے اور اوس سے مجھکو انست ہو مین تنہا ہون اور بوڑھا بھی ہو گیا ہون کوئی نہ کوئی میرا جانشین ہونا چاہیئے تاکہ یہ منصب رسالت کی خدمت انجام دے۔ غرضکہ یہ دعا حضرت زکریا علیہ السلام کی نہایت مخلصانہ اور عارفانہ تھی وہ جانتے تھے کہ اس سن مین اولاد کا ہونا ایک محال عادی ہے لکن خدا کی قدرت سے اوس کو بعید نہین سمجھے تھے خَيْرُ الْوَارِثِينَ کے لانے مین دو نکتے ہین ایک نکتہ تو یہ رکھا کہ اگر تو مجھکو وارث نہ عطا فرمائے تو مجھے اسکا غم بھی نہین اور نہ اوسکی پروا کیونکہ تو سب سے بہتر وارث ہے۔ دوسرا اس مین تعریف خداوندی کی کہ تو سب سے اچھا وارث ہے۔

قَالَ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ وَرَبُّنَا الرَّحْمَٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ

(انبیاء ع) محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعا مین یہ کہا کہ اے پروردگار تو ہمارا فیصلہ انصاف کے ساتھ کر اور ہمارا پروردگار جو بڑا ہی ہم پر مہربان ہے ہم اپنی حاجات مین اوسی سے مدد چاہتے ہین اور یہ جو تم کفر و تکذیب کر رہے ہو اس کے توڑنے مین وہی ہمارا معین ہے ۔

ف ۔ اللہ تعالے نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کو بہ سبیل حکایت بیان کیا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا کو مانگتے ہین کہ اے مالک ہمارے اور ان جھٹلانے والون کے درمیان تو ہی حق کے ساتھ فیصلہ کر دے ابو عبیدہ کہتے ہین کہ یہان صفت کو قائم مقام موصوف کے کیا ہے تقدیر اس عبارت کی رب احکم بحکمک الحق ہے یعنے اے پروردگار تو حکم بھی کر تو ایسا حکم کر جو حق ہو امام فخر الدین رازی نے اس آیت کی تفسیر دو طرح سے کی ہے ایک تو یہ کہ حق سے مراد عذاب الٰہی ہے یعنے اے اللہ ہمارے اور مکذبین کے درمیان تو فیصلہ عذاب کا کر یعنے ان پر عذاب نازل فرما ۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ ہمارے اور اون کے درمیان ایسا فیصلہ کر کہ حق ظاہر ہو جائے یعنے ہمکو اون سے مقابلہ کرنے مین مدد دے چنانچہ جنگ بدر مین اللہ تعالی نے آپ کی مدد کی سب کفار مارے گئے ربنا الرحمن المستعان علی ما تصفون کی دو توجیہین ہین ایک تو یہ کہ مین توحید کا جو مدعی ہون حق ہے اور تم مشرک اور کفر کے مدعی ہو جو باطل ہے تو اللہ ہی سے اس امر مین مدد مانگتا ہون کہ شرک اور کفر جو باطل ہے مٹ جائے اور توحید کے طرف تم آجاؤ دوسری توجیہ یہ ہے کہ وہ طمع رکھتے تھے کہ شوکت اور غلبہ ہمکو ہو اللہ تعالے اون کے گمانون کو جھوٹا کر دکھایا اور اون کی سب امیدون کو ملیامیٹ کر دیا اللہ تعالے نے اپنے رسول کی مدد کی یعنے تم جو اپنی شوکت اور بلندی چاہتے ہو ۔ یہ نہین ہوگا بلکہ اللہ ہماری ہی مدد کرے گا اور ہماری ہی شوکت قایم ہوگی اور اس مین تسلی بھی جناب سرور کائنات کو دی گئی یعنے مقصود تو اون کی اصلاح ہے اگر وہ اپنی اصلاح نہین چاہتی اور اپنے کفر ہی پر اصرار کرنا اونکو منظور ہے تو پھر تم اس امر سے کیون غمگین ہو اون سے قطع تعلق کر لو خود اللہ تعالے تمہارے اور اون کے درمیان تعجیل عذاب سے فیصلہ کرے گا یا اون کو مہلت دیگا

Marfat.com

یا جہاد کا حکم نازل فرمائے گا کیونکہ گو اس وقت عذاب مین تاخیر ہے لکن جو چیز ہونی والی ہے
وہ ضرور ہو کر رہے گی اور بوجہ حدیثون مین آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا
کو لڑائی مین پڑہتے تھے یہ دلیل ہے اس امر کی کہ خداے تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو
سکہلایا کہ اون کے جہاد کے بارے مین جلدی مت کرو ہم سے مدد مانگو کیونکہ ہم ہی تمہاری
مدد کرنے والے ہین - قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ (مومنون ۲ع) (نوح) نے
کہا اے مالک جب میری قوم مجھے مجنون کہتی ہے اور میری تکذیب کرتی ہے تو تو ہی اس تکذیب
کا اون سے بدلہ لے (میری مدد کر قُلْ رَبِّ إِمَّا تُرِيَنِّي مَا يُوعَدُونَ ۝ فَلَا
تَجْعَلْنِي فِي الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (مومنون ۶ع) اے محمد تم یہ کہو کہ اے مالک اگر
ان ظالمون پر عذاب موعود نازل کر کے تو مجھے ضرور دکہانا چاہتا ہے تو مجھے بے انصافون
مین مت کر بیٹہے اون کے عذاب سے مجھے الگ کر لے ف زجاج نے کہا کہ اس عبارت
کی تقدیر یون ہے ان انزلت بہم النقمۃ یارب فاجعلنی خارجاً منہم یہ دعا اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کو سکہلائی کہ تم اس طرح سے کہو کہ اے مالک اگر تو ان کافرون پر عذاب
نازل کرتا ہے تو مجھکو اوس عذاب مین شریک مت کر اب یہان پر شبہ اس امر کا گزرتا ہے
کہ جب انبیا ظالمین کے ساتھ ہی نہین تو پھر یہ کہنا کہ اللہ ظالمین کے ساتھ نکر اس کے کیا معنی
ہون گے اسکا جواب یہ ہے کہ اس آیت مین جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو تواضع
کی تعلیم دی گئی کہ تواضع کس طرح سے کرنا چاہیے اور کیسا اپنے نفس کو مارنا چاہیے پہلے
آپ نے اپنے کو اون مین شریک فرمایا کہ مین اونکی اصلاح کے لئے گو اون مین ہون لکن جب
وہ میری اصلاح کو نہین مانتے اور نہین سنتے اور تو اون پر عذاب نازل ہی کرنا چاہتا ہے
تو مجھے اون سے الگ کر لے اور اسمین اس امر کی تنبیہ بھی کی کہ کفر کی نحوست بھی ایک ایسی
نحوست ہے کہ جو نیک بھی ہین اون کو بھی کفر کی نحوست لگ جاتی ہے کیونکہ بندہ کی شان
یہ ہے کہ اپنے مالک سے وہ چیز بھی مانگے کہ جس کا علم بندے کو ہے کہ اگر ہم مانگین گے

Marfat.com

تو ہم کو دے گا اور اوس چیز سے بھی پناہ مانگے کہ جس کا اوس کو علم ہے کہ اوس کو نہین کریگا
کیونکہ اسمین اظہار عبودیت اور تواضع ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خطبہ کے وقت
کہا تھا کہ مین تمہارا حاکم ہون لکن مین تم سے بہتر نہین ہون باوجود اس امر کے جاننے کے
کہ وہ خلیفہ تھے اسی طرح مومن کی بھی شان ہے کہ اپنے مالک کے سامنے اپنے کو
ذلیل وخوار سمجھے اور گو اوس کو شر پہنچنے کا علم ہو بھی تب بھی اوس شر سے پناہ مانگتا رہے
وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ
رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنَ (مومنون ۶ ع) اے محمد تم یہ کہو کہ اے مالک مین شیطانون
کے اُسکانے اور اون کے حاضر ہونے سے پناہ چاہتا ہون ف لغت مین ہمز کے
معنے ہاتھ سے کسی چیز کو دفع کرنے کے ہین اور بعضون نے کہا کہ ہمزہ وہ کلام کہ جو پیچھے
کسی کی برائی مین کہا جاوے اور لمز کہتے ہین اوسکو جو سامنے کہا جاوے یہان مراد ہمزات سی
وہ وساوس وخطرات شیطانی ہین جو دل پر گزرتے ہین لفظ ہمزات جمع کا صیغہ اس وجہ سی
بولا گیا کہ شیطان بار بار دہوکے دیتا ہے اور اوس کے وساوس اقسام اقسام سے مختلف
اور متعدد اوقات مین ہوتے ہین یا اس لئے کہ جب شیاطین متعدد ہین تو وساوس اور
خطرات بھی متعدد ہین غرضکہ اس آیت مین گو خطاب حضرت کے طرف سے ہے لکن
تعلیم اُمت کو دی گئی ہے کہ شیطان سے پناہ مانگین تو اسطرح سے مانگین یا ہمزات
شیاطین سے مراد انسان کے وہ غضبی جوش ہین جن سے انسان اپنے نفس پر آپ قابو
نہین پاتا جب اللہ تعالےٰ نے شیاطین کے وسوسون سے پناہ مانگنے کا حکم دیا تو ہر شیاطین
کے حاضر ہونے سے پناہ مانگنے کے لئے کہا کہ یا اللہ وہ نہ حاضر ہون نہ وسوسے ڈالین
استعاذے مین زیادہ اہتمام مقصود تھا اس لئے ندا کو دیکھئے لفظ رب کو دوبارہ لایا گیا اور
اور عامل کو بھی یعنے لفظ اعوذ کی بھی تکرار اسی غرض سے کی گئی مطلب یہ ہے کہ اے مالک
مین پناہ چاہتا ہون اس امر سے کہ وہ کسی وقت اور کسی حالت مین موجود رہین یعنے وہ

Marfat.com

موجود ہی نہ رہین کیونکہ اگر موجود رہینگے تو خواہ مخواہ مجھے وسوسے مین ڈالینگے اور شر کیطرف آمادہ کرینگے اور نیک کامون سے پھیر دینگے حدیث شریف مین آیا ہے صحابہ کہتے ہین کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے گھبرا کر اوٹھ جانے کے بعد اس دعا کے پڑھنے کی تعلیم فرمائی بِسْمِ اللّٰهِ أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنَ -

امام حسن علیہ السلام جب نماز شروع کرتے تو آپ لا الہ الا اللہ تین مرتبہ پڑھتے پھر آپ یہ دعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ هَمْزِهٖ وَنَفْثِهٖ وَنَفْخِهٖ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ہمز کیا ہے آپ نے فرمایا وہ جنون جو انسان کو شیطان اُلگانے سے لاحق ہوتا ہے پھر صحابہ نے یہ پوچھا نفث کیا ہے آپ نے فرمایا شعر ہے پھر صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ نفخ کیا ہے آپ نے فرمایا غرور اور تکبر کرنا -

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ط (مومنون ۶ ع) (یہ کفار اور مشرکین خدا کی جناب مین جو جاہیں کہین اللہ تعالے اون سب عیوب سے پاک ہے) جب ان مین سے کسی ایک کو موت آجائیگی تو اوس وقت آرزو کرکے کہے گا اے ہمارے مالک مجھکو آپ کی جناب مین یہ عرض کرتا ہے مجھے پھر (دنیا مین) لوٹا دیجئے تاکہ مین وہان جا کر پھر نیک کام کرون (اس کا جواب دیا جائیگا) یہ تو ہر گز نہ ہوگا (ایسے وقت مین) تو وہ ایسی بات کہے گا لکن اب کہان سنی جاتی ہو

ف ارجعون جمع کا صیغہ بغرض تعظیم لایا گیا ہے ابن ابی الدنیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ کافر جب قبر مین رکھدیا جائیگا تو اپنا وہ مقام جو دوزخ مین ہے دیکھے گا اوس وقت کہے گا اے مالک پھر مجھے دنیا مین لوٹا دے تاکہ مین نیک کام کرون اوس کے جواب مین کہا جائیگا تم کو ہم نے دنیا مین مہلت بہت دی تھی اب کچھ نہین ہوتا پھر اوسکو قبر دبوچے گی زمین کے سب بچھو اور سانپ اوس کو ڈسنے کیلئے دوڑینگے اللھم احفظنا من عذاب القبر

Marfat.com

أَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِي تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ
عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّيْنَ ۝ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا
فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝
اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا
وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ۔

(سومنون ع۶) اللہ تعالی دوزخیون سے پوچھے گا کیا ہماری آیتین تم کو پڑھکر سنائی نہین جاتی تھین پھر تم اون کو جھٹلاتے تھے (یعنے کہتے تھے کہ یہ اللہ کی آیتین نہین ہین کبھی اوسمین تاویل کرتے تھے) غرضکہ وہ کہینگے اے ہمارے مالک ہماری کمبختی ہم پر غالب آگئی اور ہم گمراہ لوگ تھے (نفس کی خواہش اور دنیا کا مزا ہم پر غالب ہوگیا اور تیری راہ سے بہٹک گئے غرضکہ اپنے قصور کا اعتراف کرینگے اور یہ دعا کرینگے) اے ہمارے مالک ہمکو ایکبار دوزخ سے نکال دے پھر اگر ہم ایسا کرین تو بے شک قصوروار ہین (ایک مدت تک اس دعا کا جواب نہ ملیگا یعنی سات ہزار یا بارہ ہزار یا تین سو ساٹھ برس تک) پھر اللہ تعالے فرمائے گا (کتو) دور ہو اوسی مین پڑے رہو اور مجھہ سے بات مت کرو (یعنے دوزخ سے نکلنے کا نام مت لو پھر اوس کے بعد دوزخی کوئی بات نہ کرین گے چیت یون ہائے وائے کرتے رہینگے اور کتے کی طرح آواز نکالینگے اللہم احفظنا) دیکھو ہمارے بندون مین سے کچھ لوگ (دنیا مین یون) دعا کرتے تھے اے مالک ہماری ہم تجہہ پر سچے دل سے ایمان لے آئے ہم کو بخشدے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم کرنیوالا ہے **ف** حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہین کہ جب دوزخی دوزخ مین چلے جاینگے تو ہزار برس تک یہ کہینگے رَبَّنَا اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ اونکو جواب دیا جائیگا حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ پھر ہزار برس تک یہ دعا مانگتے رہینگے رَبَّنَا اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ پھر جواب دیا جائے گا

Marfat.com

اِذَا دُعِیَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ کَفَرْتُمْ پھر ہزار برس تک کہینگے یَا مَالِکُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا
رَبُّکَ جواب دیا جائیگا اِنَّکُمْ مَّاکِثُوْنَ پھر ہزار برس تک کہینگے رَبَّنَا
اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا پھر جواب دیا جائیگا۔ اَوَلَمْ نُعَمِّرْکُمْ پھر ہزار برس تک کہینگے
رَبِّ ارْجِعُوْنِ پھر ذات باری تعالیٰ ارشاد فرمائیگا اِخْسَئُوْا فِیْھَا وَلَا تُکَلِّمُوْنِ یعنے
اے کتو دور ہو جاؤ ہم سے بات مت کرو تمہاری تو دنیا مین یہ حالت تھی کہ جب ہماری
نیک بندے ہمکو پکار کر رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ کہتے
تو تم اون کے ساتھ مسخری کرتے اور اونکو اپنا مضحکہ ٹھیرا لیتے آج کے دن ہم اون کو
اون کی صبر کی جزا دیتے ہین کہ وہی آج فائز المرام ہین اور تمکو کچھ حصہ نہین دوزخ مین پڑے رہو

وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ (مومنون ع ۶)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعاے استغفار کی تعلیم
فرمائی تاکہ امت بھی آپ کی اس استغفار کی اقتدا کرے اور ارحم الراحمین کی وجہ
اوپر گذر چکی گو مغفرت مین بھی رحمت ہے لکن رحمت مین مضمون مغفرت سے زیادہ
ہے۔ کیونکہ مغفرت چاہتی ہے گناہ معاف ہو جائین اور رحمت چاہتی ہے کہ علاوہ
مغفرت کے ایصال احسان بھی ہو۔

وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا

(فرقان ع ۳) اور پیغمبر (اوس وقت یعنے قیامت کے دن افسوس کرکے) کہے گا
اے مالک مین کیا کرون مین تو قرآن کے احکام کو سنا دیا تھا لکن میری قوم اس
قرآن کو چھوڑ بیٹھی ف بعضون نے اس کا ترجمہ یون کیا ہے میری قوم نے اس قرآن کو
(معاذ اللہ) بیہودہ بکواس سمجھا اور لگے دوسری لغو ولاطائل کتابین پڑھنے اب تمام
اسلامی مدارس مین اور دیگر مدارس مین جہان انگریزی پڑھائی جاتی ہے سب جگہ یہی بلا
پھیلی ہوئی ہے کہ قرآن کا ترجمہ نہین پڑھایا جاتا شاذ ایسے مدارس ہین کہ کہین

Marfat.com

اس کا چرچہ ہے وہ بھی مشتے نمونہ از خروارے - حالانکہ بچون پر پہلے سب سے فرض ہے کہ اونکو عقاید کی ضروری تعلیم دیجائے پھر قرآن کا ترجمہ پڑہایا جائے پھر حدیث اور فقہ کی ضروری کتابین پڑہا کر کوئی دہندا کسب معاش کا سکہایا جائے یہان بالکل اولٹا ہے پہلے روٹیون کی فکر کے لئے کچہ شُدبُد استعداد ہوئی انگریزی پڑہادی نہ اونکو دینی تعلیم اچہی دیجاتی ہے اور نہ دنیوی اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو تعلیم یافتہ ہوکر نکلتے ہین نہ وہ دین کے کچہ کام کے ہوتے ہین اور نہ دنیا کے خسر الدنیا والآخرہ اللہم انی اعوذ بک من علم لاینفع - وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَاۗءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا (فرقان ۱۹ع) اور وہ یہ دعا مانگتے ہین کہ اے ہمارے مالک دوزخ کے عذاب کو ہم سے ٹہالے کیونکہ دوزخ کا عذاب تو بری طرح چمٹتا ہے یہ جہنم بھی کیسا برا ٹہکانا اور بُری رہنے کی جگہ ہے - ف اللہ تعالی اپنے بندون کی فضیلت بیان کرتا ہے - کہ اون رحمن کے بندون کی فضیلت یہ ہے کہ علاوہ راتون مین سجدہ اور قیام کرنے کے یہ بھی اون کی عادت ہے کہ وہ اس دعا سے اپنے مالک کو یاد کرتے ہین غرام کہتے ہین اس طرح سے چمٹ جانے کو کہ پھر چھوٹتا نہ ہو اور غرام اوس برائی کو بھی کہتے ہین جو ہمیشہ لگی رہے اور چھوٹے نہیں اسی واسطے قرضخواہ کو بھی غریم کہتے ہین کہ وہ مدیون کے ساتھ اپنے تقاضے کے لئے لگا رہتا ہے جملہ ساءت مستقراً ومقاماً پہلے جملہ کی تعلیل مین واقع ہوا ہے یعنے یہ عذاب چمٹا ہوا کیون ہے کہ وہ جہنم کا عذاب ہے کہ جو دوزخیون کے رہنے کا بڑا ٹہکانا اور برا مقام ہے اب مستقر اور مقام ان دونون کا عطف ایک دوسرے پر یا تو اس وجہ سے کیا گیا ہے کہ ایک دوسرے کی تفسیر ہے یا دونون مین معنوی اختلاف ہے یعنی مستقر وہ مقام جو چند روز کے لئے قرارگاہ ہو اور وہ عاصیون اور گناہ گارون کیلئے ہی

اور مقام وہ ہے کہ جو دار الاقامت ہو چونکہ جہنم کافرون کا ہمیشہ کے لئے دار الاقامت ہی
اس لئے مقام کا لفظ کہا گیا مخصوص بالذم محذوف ہے یعنے وہ جہنم ایک ایسا ہولناک
اور برا مقام ہے کہ اے اللہ تو ہی ہم کو اوس سے بچالے جملہ انہا سارت مستقرًا ومقامًا
ہوسکتا ہے کہ اون بندون کا مقولہ ہو جس کو اللہ تعالےٰ نے بر سبیل حکایت بیان کیا ہو
چونکہ کافر کے لئے عذاب کا ہونا ضرور ہے اس لئے کمال مبالغہ کے لئے لفظ غرام
بغرض لزوم لایا گیا۔ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا
قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (فرقان ع ۶) اور وہ یہ کہتے ہین کہ اے مالک
تو ہمکو ایسی بیویان اور ایسی اولاد دے جو ہماری آنکھون کی ٹھنڈک ہون اور ہمکو
پرہیزگارون کا پیشوا بنا زمخشری نے کہا کہ مِن اسمین بیانیہ ہے یعنی ایسی بیویان یا ایسی
اولاد کہ جن سے دل کو سرور اور آنکھون کو نور ہو یا مِن ابتدائیہ ہے یعنے بیویون
اور اولاد سے ہم خوش ہون اور اون سے ہمکو راحت ملے ایک قراءت ذریۃ بھی
آئی ہے غرضکہ یہ لفظ بھی ایسا ہے کہ اس کا اطلاق واحد اور جمع دونون کے لئے ہے
صاحب مفصل کہتے ہین قرۃ عین سے کیا مراد ہے۔ اس مین تین قول ہین ایک قول
تو یہ ہے کہ آنکھون کی ٹھنڈک کے معنے انسوؤن کی ٹھنڈک کیونکہ ٹھنڈے آنسون
کا نکلنا دلیل ہے خوشی او ہستی کی جیسا کہ گرم آنسوؤن کا نکلنا دلیل ہے غم اور رنج
کی دوسرا قول یہ ہے قرۃ عین سے نیند مراد ہے کیونکہ نیند ہمیشہ فارغ البالی اور
غم اور رنج کی دور ہونے سے ہوتی ہے کیونکہ اگر اطمینان خاطر نہ ہو اور غم رہے تو
نیند نہین آتی یعنے ایسی اولاد دے کہ جس سے ہم آرام سے سوئین تیسرا قول
قرۃ عین سے رضامندی ہے یعنے ہمکو ایسی اولاد اور ایسی بیویان عطا فرما جن سے
ہم راضی رہین ابن عباس کہتے ہین کہ قرۃ العین سے مراد ہمکو ایسی بیوی اور اولاد
عنایت فرما کہ جو ہماری باتون کو سنے اور ہماری اطاعت کرے کیونکہ مومن آدمی

Marfat.com

کے لئے اس سے بہتر کوئی خوشی نہین کہ اوسکی بیوی اور اولاد اطاعت گزار ہو کہ جسکو دیکھکر دل کو خوشی اور آنکھین ٹھنڈی ہون۔ واجعلنا للمتقین اماما یعنے ہم کو امور خیر کا پیشوا اور مقتدا بنا تاکہ ہم علم اور توفیق عمل صالح سے مراسم دین کو قایم رکھین لفظ امام کہا اور مراد اوس سے ائمہ رکھا یا مراد اوس سے واحد ہی ہے تو اوس صورت مین مطلب یہ ہوگا کہ ہمارے لئے ایک ایسا پیشوائے دین مقرر کر دے کہ ہم سب اوسکے تابعدار ہین ہمارا حکم اور ہمارا راستہ اوس کی وجہ سے ایک رہے بعضون نے کہا کہ یہ کلام مقلوب ہے اصل اس کی واجعل للمتقین اماما ہے بعض لوگون نے کہا کہ یہ صیغہ متکلم مع الغیر کے ساتھ ہے یعنے ہمکو اور ہماری اولاد کو پیشوا قرار دے صاحب تفسیر نیشاپوری کہتے ہین کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ دینی ریاست ایک ایسی مرغوب شے ہے جسے ہر شخص کو طلب کرنا چاہیئے۔ اہل سنت نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ بندہ کا فعل بھی اللہ تعالے کا فعل ہے بندہ اپنے فعل کا آپ خالق نہین جیسا کہ معتزلہ کہتے ہین کیونکہ دین کی امامت نہین ہو سکتی مگر ساتھ علم و عمل کے اور جب بندہ نے خدا سے اس امر کی دعا کی کہ تو ہمکو امام بنا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا عمل اور علم تیری ہی توفیق اور مدد سے ہے ہمکو کچھ دخل نہین۔

رَبِّ هَبْ لِیْ حُکْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۝ وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ ۝ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ ۝ وَاغْفِرْ لِاَبِیْۤ اِنَّهٗ کَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ ۝ وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ (شعراء ع)

اے میرے مالک مجھے حکومت عطا فرما اور نیکون کے ساتھ مجھے ملا دے اور پچھلون مین میرا ذکر خیر جاری رکھہ اور نعمت جنت کا مجھے وارث گردان اور میرے باپ کو بخشدے کیونکہ وہ گمراہون مین سے تھا۔ اور جسدن لوگون کا حشر و نشر ہوا وسدن

مجھ پر سوا اوت کرے **ف** - حکم سے کیا مراد ہے اسکو سمجھنا چاہیئے - بعضون نے کہا حکم سے مراد علم اور سمجھہ اور عمل مین کمال تاکہ اوسکی وجہ سے انسان خلیفۃ اللہ کہلائے اور خلق کا سردار ہو بعضون نے کہا حکم سے مراد نبوت اور رسالت ہے بعضون نے کہا حکم سے مراد اللہ تعالے کے حدود اور احکام کے مطابق فیصلہ کرنا اس دعا سے پہلے کئی ثنائیہ جملے آئے ہین جن سے اس امر کے طرف آگاہ کیا گیا ہے کہ دعا سے پہلے ثنائے باری تعالی کرنا چاہیئے۔

ضرورت ثنا وحقیقت دعا | دعا کی حقیقت یہ ہے ارواح بشریہ کو تشابہ ملایکہ سے ہوجائی جسقدر اللہ تعالے کی معرفت اور محبت اور ذکر مین زیادہ اشتغال ہوگا اوسی قدر اوس کو عالم روحانیات سے اور فرشتون سے مشابہت ہوتی جائیگی اور جس قدر انسان کا شغلہ لذایذ دنیوی کے طرف رہیگا اوسی قدر اوس کی مشابہت بہائم کیساتھ ہوتی جائیگی اور اوسی قدر اوس مین ضعف اور قوۃ تاثیر کی کمی بھی ہوتی جائیگی پس جو شخص یہ چاہتا ہے کہ مین اپنے کو ذکر آلہی مین مشغول کرون اور ماہیت دعا کا انکشاف ہو اوس کو پہلے چاہیئے کہ ذات باری تعالیٰ کے اوصاف اور اوس کی ثنا اور عظمت کا ذکر کثرت سے کرے تاکہ اوس ذکر کی وجہ سے استغراق اللہ کی محبت اور معرفت مین زیادتی ہو جب یہ بات حاصل ہوجاتی ہے تو ایک طرح کی مشابہت ملائکہ سے ہوتی ہے اوس مشابہت کی وجہ سے اس کو ایک قوۃ الہیہ منجانب اللہ ہوتی ہے اور وہی اوسکا قبول اور مطلوب دعا کا ہوتا ہے اور یہی مقام ہے کشف ماہیت دعا کا خلاصہ یہ کہ دعا سے پہلے ثنا واجبات دعا سے ہے اور اس مضمون سے جناب سرور کائنات کی اوس حدیث کا بھی مطلب حاصل ہوگیا جس مین آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس شخص کو میرے ذکر نے مجھہ سے مانگنے کے لئے روک دیا مین اوسکو دوسرے مانگنے والون سے زیادہ دونگا۔

Marfat.com

اس دعا مین کئی باتین ابراہیم علیہ السلام نے خدا سے مانگین - پہلے حکومت کا سوال کیا دوسرے نیکو کارون مین شامل ہونیکا امام فخر الدین رازی رحمۃ علیہ فرماتے ہین یہان حکم سے مراد نبوت نہین ہے کیونکہ نبوت تو اونکو حاصل تھی بلکہ مراد یہان پر حکم سے تکمیل قوۃ نظریہ ہے اور یہ جب ہوتا ہے کہ انسان حق امر کی تلاش کرے اور الحقنی بالصالحین سے مراد اونکی قوۃ عملیہ ہے اور یہ قوۃ کامل جب ہوتی ہے کہ انسان نیکیون پر حسب طریقۂ سنت عامل ہو کیونکہ کمال انسان کا یہ ہے کہ حق کو پہچان کر اوس کے مطابق عمل کرے ورنہ محض معرفت کارگر نہین ہوتی جب تک عمل اوس پر نہو اسی وجہ سے پہلے حکمت نظریہ کو بیان کیا پھر حکمت عملیہ کو -

---

واجعل لی لسان صدق فی الاخرین اور آنے والے لوگون مین میرا ذکر خیر باقی رکھہ یعنے دنیا مین جو لوگ میرے بعد آئین وہ میری تعریف اور میرا ذکر نیکی سے کرین - یہان پر استعارہ کیا ہے لسان سے کلمہ کا یعنے زبان کا لفظ کہتے ہین اور اوس سے مراد کلمہ رکہتے ہین اس لئے کہ زبان سبب ہے کلمہ کے نکلنے کا خداوند تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کو قبول کر لیا کیونکہ ہر ملت ابراہیم علیہ السلام کو معظم اور مکرم سمجھتی ہے - اور خاص کر امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز مین التحیات پڑھنے کے وقت اون پر درود اور سلام بھیجتی ہے - امام مکی رحمۃ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ آخر زمانہ مین میری امت مین ایسا شخص پیدا ہو جو حق پر قائم رہے چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوے آپ اونکی نشانی ہین -

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ فرماتے ہین رب ہب لی الخ مین تین تاویلین ہین (۱) پہلی تاویل تو یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے اس امر کو طلب کیا کہ جو دنیا اور آخرت دونون جگہ مین انسان کا کمال ذاتی ہے اور وہ علم ہے چنانچہ حکم سے مراد علم ہے پھر اللہ تعالی سے کمالات دنیا طلب کئے اور بعد اوس کے کمالات آخرت - کمالات دنیا کی دو قسمین ہین ایک داخلی دوسرے خارجی - داخلی کمالات کی پھر

Marfat.com

لہ خلق باطنی

دو قسمین ہین ایک خُلق ظاہری دوسرے خُلق باطنی[لہ] وہ خلق ہے جو تعلق روح سے رکھتا ہے اور خلق ظاہری وہ جو جسم سے تعلق رکھتا ہے چونکہ روح جسم سے افضل ہے اس لئے الحقنی بالصالحین سے خلق باطنی کی تکمیل چاہی اب رہے کمالات خارجی تو وہ مال اور عزت ہی چونکہ اس کو بھی ایک گونہ تعلق روح سے ہے اس وجہ سے کہ عزت نفس سے روح خوش ہوتی ہے اس لئے یہ دعا کی کہ اے اللہ میرے بعد میرا ذکر خیر لوگون مین باقی رکھہ۔ اب یہان پر سوال یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو اس دعا سے غرض کیا تھی کیا یہ مقصود تھا کہ لوگ میری تعریف کرین اور مین سراہا جاؤن حالانکہ ایسا نہین اس اعتراض کے دو جواب ہین (پہلا جواب) تو یہ ہے کہ جن ارواح کا اثر جسم پر پڑتا ہے اوس کی دو قسمین ہین ایک تو وہ ارواح جن کا اثر قوی ہوتا ہے دوسرے وہ ارواح جن کا اثر اجسام مین ضعیف ہوتا ہے لکن جب ایک انسان ایسا ہو جس نے حد درجہ مین کمال پیدا کیا ہو اور اوس کی تعظیم اور تکریم لوگون کے دلون مین جاگزین ہو جائے تو یہ خود ذکر خیر کا باعث اور موجب ہی حصول اثر کمالات کا دوسرون کے لئے اور ایسے شخص پر لوگون کا جمع ہونا توجہ پیدا کرتا ہے دوسرون کے لئے اس لئے ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی (دوسرا جواب) اس کا یہ ہے کہ جو شخص اکتساب کمالات کی وجہ سے مشہور ہو جاتا ہے۔ تو اوس کی مدح اور شہرت باعث ہوتی ہے اکتساب کمال کی اس لئے اونہون نے کہا کہ میرا ذکر لوگون مین جاری رکھہ۔ تاکہ لوگ بہت ساری باتون مین میری اقتدا کرین چنانچہ یہ دعا بھی قبول ہوئی الحمد للہ سب مناسک حج مین آپ ہی کی اقتدا کی جاتی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت ساری باتون مین ملت ابراہیمی کی چال چلتے تھے بشرطیکہ اوس کے خلاف وحی نہ نازل ہوئی ہو۔

واجعلنی من ورثۃ جنۃ النعیم ۔ اے مالک تو ہم کو اون لوگون مین شامل کر جو جنت کے نعمتون کے وارث ہین۔ جیسا کہ انسان کو میراث بلا مشقت اور تعب کے حاصل ہو جاتی ہے

Marfat.com

ویسا ہی ہمکو جنت کا وارث کر۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت کا حصول کچھ حسن عمل پر نہین ہے۔ بلکہ اوس کی فضل وعنایت پر ہے اور جنت کی اضافت جو نعیم کے طرف ہے یہ اضافت محل کی حال کی طرف کی گئی ہے اس سے مقصود کمال مبالغہ نعمار جنت کا بتلاتا ہے۔ جب پہلی آیت سے دنیا کی سعادت ابراہیم علیہ السلام مانگ چکے تو پھر آخرت کی سعادت مانگی اور لفظ میراث کا بغرض تشبیہ لایا گیا ہے جیسا کہ دنیا کی نعمت میراثاً ملجاتی ہے ایسا ہی آخرت کی نعمت بھی میراث مین دنیا کے مشابہ ہے۔

وَاغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ اور اے مالک میرے باپ کو بخشدے کیونکہ وہ بہکے ہے راستہ سے بھٹکا ہوا تھا۔ ف یہ دعا ابراہیم علیہ السلام نے اس وجہ سے مانگی کہ اون کے باپ نے ایمان کا وعدہ کیا تھا۔ جب بعد کو انکار کیا تو ابراہیم علیہ السلام الگ ہوگئے وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ اور اے مالک مجھے قیامت کے دن رسوا نہ کیجیو۔

ف اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ پر کوئی چیز واجب نہین جیسا کہ معتزلہ کہتے ہین کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ابراہیم علیہ السلام کیون ایسی دعا مانگتے

شبہ ایک شبہ یہان یہ ہوتا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی کہ اے مالک تو مجھے جنت کا وارث گردان تو پھر رسوائی نہ ہونے کا سوال بیکار تھا۔ دوسرے یہ کہ جب رسوائی اور عذاب کافرون کے لئے ہے تو معصوم انبیا کیون اس سے ڈرین

جواب شبہ اس کا جواب یہ ہے کہ نیکون کی نیکیان مقربین کے حق مین برائیان ہین اور سلوک کے مقامات مین ہر ایک ادنی مقام دوسرے مقام اعلی کے نسبت کرتے رسوائی ہے پس آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ مقامات سلوک کے طے کرنے مین یا تیری عبادت مین ہم سے کسی قسم کا قصور ہو جس مین ہماری رسوائی ہے سو ایسی رسوائی بھی ہم کو قیامت مین نہ دکھلا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آذر سے ایسی حالت مین ملینگے کہ گرد وغبار اونکے

Marfat.com

چہرے پر ہوگا ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ سے پوچھینگے کیون مین نہ کہا تھا کہ تم میری نافرمانی نہ کرواون گے باپ کہینگے آج کے دن سے مین نافرمانی نہین کرون گا پھر ابراہیم علیہ السلام جناب باری مین عرض کرینگے اے مالک میرے تونے وعدہ کیا تھا کہ قیامت کے دن رسوا نہ کرونگا اب اس سے بڑھکر کیا رسوائی ہے کہ باپ میرا مجھسے الگ ہے اللہ تعالے فرمائیگا مین نے تو جنت کافرون کے لئے حرام کردی ہے۔ پھر اللہ تعالے فرمائے گا اے ابراہیم تم اپنے پیرون کے نیچے دیکھو نیچے دیکھینگے تو ایک ترس ذبح کیا ہوا دکھائی دیگا پھر وہ آگ مین ڈال دیا جائیگا۔

رَبِّ نَجِّنِیْ وَاَهْلِیْ مِمَّا یَعْمَلُوْنَ (شعرا رو ع) اے اللہ میری قوم جو برے افعال (یعنے لواطت وغیرہ) کرتی ہے ان بدکامون سے مجھکو اور میرے اہل کو نجات دے یا اس بدکاری کی سزا مین جو اونکو عذاب ملنے والا ہے اوس سے مجھکو بچالے ف یہ دعا لوط علیہ السلام نے جب مانگی کہ جب اونکی قوم کو لواطت کی عادت ہوگئی تھی نعوذ باللہ من شر الشیطن۔ اللہ تعالی نے پتھر کا عذاب برسایا سب قوم ہلاک ہوئی لوط علیہ السلام اور اون کے اہل رسوا اے لوط علیہ السلام کی بیوی کے سب بچ گئے۔

قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ كَذَّبُوْنِ ه فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِیْ وَمَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ (شعرا ا ع) نوح علیہ السلام نے کہا اے میرے مالک میری قوم نے مجھے جھٹلایا اب ہمارے اور ہمارے قوم کے درمیان حق فیصلہ کردے اور مجھکو اور میرے ساتھ جو دوسرے ایماندار لوگ ہین اون کو ڈوبنے سے نجات دے ف یہ دعا نوح علیہ السلام کی یہان مجمل ہے اس کی تفصیل سورہ نوح مین مفصل ہے آئندہ اسکا بیان آتا ہے۔ یہان مختصر ہم بیان کرتے ہین کہ اونہون نے اس دعا مین یہ کہا اے مالک باوجودیکہ مین ساڑھے نوسو برس تک قوم کو توحید کے طرف بلایا لیکن وہ میری تکذیب پر اصرار ہی کرتی رہی اب

اب ہمارے اور اون کے درمیان حق فیصلہ کردے یعنے عذاب اور ہلاکت اون پر نازل کر
اللہ تعالےٰ نے (سواے نوح اور اون کے ساتھیون کے جوکشتی پر تھے باقی) سب کو ہلاک کردیا
قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ
عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَدْخِلْنِیْ
بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ (نمل ۳ ع) اے مالک مجھے توفیق دے
کہ تیری نعمت کا شکرادا کرون یا ہمکو اپنی شکران نعمت کا پابند کردے اور اس امر کی بھی
توفیق دے کہ اس احسان کا بھی شکر بجالاؤن جو تونے ہمارے مان باپ پر کیا ہے اور
اس بات کی بھی ہمکو توفیق دے کہ ہم وہ کام کرین جو تیری بارگاہ مین پسندیدہ ہو اور اپنی مہربانی
سے ہمکو اپنے نیک بندون مین شامل کرلے ف جار اللہ زمخشری اس جملہ کی تقدیر لکھتے ہین
یہ ہے اجعلنی ازع شکر نعمتک عندی واکفه وارتبطه لاینفلت عنی لا انفک شاکرا لک یعنے
مجھے ایسا کردے کہ مین شکر پر لگا رہون اور وہ شکر مجھسے کبھی جدا نہ ہو واحدی کہتے ہین کہ اوزعنی
کے معنے الہمنی کے ہین یعنے ہم کو شکر کا الہام کر اور وزع کے معنے دلع کے بھی ہین یعنے ہم کو
شکر کا مفتون کردے قرطبی نے کہا کہ اوزعنی کی اصل وزع ہے جس کے معنے منع کے ہین
اس صورت مین معنے ہونگے کفنی عما یسخطک یعنے اے اللہ مجھے ایسی باتون سے روک
دے جو تیرے غضب کا موجب ہون زجاج نے کہا اس کے معنے یہ ہین کہ اے اللہ مجھے
روک دے کفران نعمت سے یعنے کفر کو چھوڑکر مین شکر کرون یہان ملزوم کو چھوڑکر لازم
کی تفسیر کی گئی ہے نعمت سے مراد نبوت اور سلطنت اور علم ہے علی والدی یعنے
اے اللہ جیسا کہ مین اوس نعمت کا شکر ادا کرون جو تونے مجھے عطا فرمائی ہے ویسا ہی
مین اوس نعمت کا شکر بجالاؤن جو تونے میری والدین کو دی ہے والدین کا ذکر اس وجہ سے کیا
کہ والدین پر جو نعمت ہے وہ اولاد پر بھی ہے اور خاصکر جبکہ وہ نعمت دینی ہو۔
جب سلیمان علیہ السلام نے سوابق نعمت کا ذکر کیا تو اب لواحق نعمت کو بیان کیا اور

خاصکر دہ جبکہ نعمت دی ہو۔ اسی وجہ سے کہا ان اعمل صالحاً یعنے اے اللہ تو توفیق دے کہ اپنے بقیہ عمر مین ایسا عمل کرون کہ جس سے تو راضی ہو جائے اگر کوئی شخص یہ کہے کہ انبیا کا درجہ تو صالحین سے بڑھکر ہے پھر انبیا کا یہ کہنا کہ اے مالک تو مجھے نیکوکارون مین واخل کر گویا مرتبہ تحت کو مانگنا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہان صالحین سے مراد صالح کامل ہی اور صالح کامل اوس کو کہتے ہین کہ جو اللہ تعالے کی کسی حالت مین نافرمانی نہ کرے اور نہ کسی قسم کا گنہ کرے اور یہ سب سے بلند درجہ ہے جب یہ بیان کر چکے تو پھر اس امر کی خواہش کی کہ جو نتیجہ ہی عمل صالح کا یعنے جنت مین مجھے نیکوکارون کے زمرے مین شامل کر یہان پر فی معنے مین مع کے ہے اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جنت جو پرہیزگارون کا گھر ہے وہ محض خدا کی مہربانی سے ملے گا نہ عمل سے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاعْلَمُوْا اِنَّہٗ لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّۃَ اَحَدٌ بِعَمَلِہٖ قَالُوْا وَلَا اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰہُ بِرَحْمَتِہٖ یعنی اوسکے راستے مین مضبوط رہو اور اللہ کا تقرب وہونڈو اور اس بات کو بخوبی جان رکھو کہ جنت مین کوئی شخص اپنے عمل کی وجہ سے نہ جائیگا صحابہ نے کہا کیا آپ بھی آپ نے فرمایا ہان مین بھی جب ہی جنت مین جاؤن گا جبکہ اللہ مجھے اپنی رحمت سے داخل کرے سبحان اللہ کیا ارشاد مبارک ہے اور کیا دعا ہے جو سلیمان علیہ السلام نے مانگی اللھم انی ادعوک بما دعاک ھذا النبی سلیمان علیہ السلام ان تقبل منی سلسلہ علوم القران وتفضل علی بالایقان وان کنت مقصراً ان اوضح معانی الفرقان کما ینبغی ولکن فضلک اوسع ومواہبک اجزل وھو سبب الفوز ورحمتک ارجی عندی من عملی یا رب العالمین یا ارحم الراحمین۔

قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (نمل ع ۳) بلقیس شاہزادی سبا نے کہا اے مالک مین نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور مین نے سلیمٰن کے ساتھ پروردگار عالم کی اطاعت قبول کر لی۔

ف جب بلقیس کا تخت سلیمٰن علیہ السلام کے پاس لایا گیا اور سلیمٰن علیہ السلام نے دربار شیشی محل مین حاضر ہونے کا حکم دیا تو فرش بلورین کو پانی کا حوض سمجھکر اپنے پائینچے چڑہانے لگین لوگون نے کہا یہ فرش بلورین ہے یون ہی آئیے اس پر بہت شرمندہ ہوکر یہ دعا مانگین یعنے مین نے جو یہ گمان کیا کہ پانی ہے اور اس مین مجھکو ڈوبانے کی غرض سے بلایا گیا ہے یہ میرا گمان غلط ہے اس بدگمانی سے مین معافی چاہتی ہون یا یہ کہ پہلے جو آفتاب کی مین نے پرستش کی اوس سے مین نے توبہ کی اور مین نے سلیمٰن کے موافق توحید کو اختیار کیا اور اپنے مالک رب العالمین کی پوری فرمان بردار ہوگئی۔

قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِلْمُجْرِمِينَ (قصص ۲ ع) اس دعا کا قصہ یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام شہر سے باہر چلے جارہے تھے دیکھا تو دو آدمی لڑرہے ہین ایک اسرائیلی ہے دوسرا فرعونی اسرائیلی نے موسیٰ سے فریاد چاہی کہ قبطی ناحق ناروا مجھے مارے ڈالتا ہے موسیٰ نے قبطی کو ایک مکہ مارا اوس کا کام تمام ہوگیا۔ موسیٰ نے کہا لو یہ شیطانی حرکت مجھہ سے سرزد ہوگئی پھر یہ دعا مانگی اے مالک مین نے اپنے نفس پر آپ ظلم کیا تو مجھے بخشدے کیونکہ تو بڑا معاف کرنے والا اور بڑا مہربان ہے اور کہا اے مالک اگر تو مجھہ پر احسان کرے کہ اس قصور کو (جو مجھہ سے اس وقت ہوگیا ہے) معاف کردے تو آئندہ سے مین کبھی مجرمون کی مدد نہین کرون گا ف جب انبیا علیہ السلام معصوم ہین تو اون سے یہ قصور کیسا اسکا جواب یہ ہے کہ یہ فعل موسیٰ علیہ السلام سے اوس وقت ہوا جبکہ وہ نبی نہین ہوئے تھے کیونکہ نبوت اونکو اس واقعہ کے بعد ملی ہے۔ بعضون نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ اونہون نے مغفرت اس وجہ سے مانگی کہ جو بات بہتر تھی اوس کو چھوڑ دیا یعنے ترک اولیٰ کی وجہ سے معافی چاہی کیونکہ اولیٰ یہی تھا کہ اس ظالم کو سمجھاتے۔ یا مراد اس سے یہ ہے کہ مین نے

اپنے نفس پر ظلم کیا کہ جو اوس کافر کو مارا کیونکہ اگر فرعون کو معلوم ہو جائیگا تو مجھے وہ قتل کریگا تو گویا مین نے اپنا آپ خون کیا بعضون نے کہا کہ اغفرلی اپنے حقیقی معنے پر ہے یعنے اے اللہ اس واقعہ کو مستور اور پوشیدہ رکھہ تاکہ فرعون کو خبر نہ ہو لکن یہ تاویل خلاف ظاہر ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام ہمیشہ اس فعل سے نادم رہے۔ بعضون نے کہا یہ فعل اون کا مکلف اور بالغ ہونے سے پہلے کا تھا کیونکہ اوس وقت اونکی عمر ۱۲ برس کی تھی اسمین توکسی کا شک نہین ہے کہ تمام انبیا کبایر سے معصوم ہین اب رہا قتل تو ہوسکتا ہے کہ یہ فعل اون سے عمداً صادر نہ ہوا ہو اور جب عمداً نہ ہوا تو کبیرہ بھی نہین کیونکہ مکّہ مارنے سے آدمی مرتا نہین۔ بعضون نے کہا کہ یہ فعل اون کا گناہ ہی نہین تھا کیونکہ مظلوم کی مدد کرنا اور ظالم کو سزا دینا سب ادیان اور شرایع مین ہے۔

قَالَ رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ (قصص ۲ ع) موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے اللہ مجھے (فرعون کی) قوم سے جو ظالم ہے نجات دے اور اون کی بلا ہم سے دفع کردے اور تو ہم کو اپنی حفاظت مین لے تاکہ فرعون کے لوگ جو مجھہ کو پکڑنے کے لئے نکلے ہین وہ ہم سے نہ ملنے پائین ف جب موسیٰ علیہ السلام قبطی کو مارنے کے بعد فرعون سے ڈرکر مصر سے مدین کو بھاگے تو اوس وقت یہ دعا مانگی

فَقَالَ رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ (قصص ۳ ع)

(قصہ) جب موسیٰ علیہ السلام نے مصر سے مدین کا راستہ لیا تو راہ مین کیا دیکھتے ہین کہ شہر مدین کے کوئین پر لوگون کی ایک بھیڑ جانورون کو پانی پلا رہی ہے اور وہان دو عورتین الگ اپنی بکریون کو روکی کھڑی ہن موسیٰ علیہ السلام نے کہا تم اپنی بکریون کو پانی کیون نہین پلاتے وہ کہنے لگین ہم تو اوس وقت تک پانی نہ پلائینگے جب تک بھیڑ نہ چھٹ جائے ہمارا باپ بوڑھا ہے اوس مین طاقت نہین کہ بکریون کے ساتھہ آئے اس لئے ہم خود اپنی بکریان لے آتین ہین موسیٰ علیہ السلام بکریون کو پانی پلا کر ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو گئے۔ جب بھوک

Marfat.com

کی شدت ہوئی پیٹ پیٹھہ سے لگ گیا تو بالکل صبر نہو سکا تو یہ دعا مانگی وہ بھی سبحان اللہ کس ادب و لحاظ سے اے میرے مالک اس وقت جو کچہ نعمت تو مجھہ پر اتارے مین اوس کا محتاج ہون ف اخفش کہتا ہے کہ یہان لام بمعنی الی ہے جیسا کہ فقرلہ کہہ سکتے ہین ویسا فقر الیہ بھی کہہ سکتے ہین ابن عباس نے کہا اگرچہ موسی علیہ السلام تمام مخلوقات مین مکرم تھے لکن جب بھوک سے اون کا پیٹ پیٹھہ سے لگ گیا اور ایک کہجور تک اون کو نہین ملا بھوک سے اون کی پیٹ کے گہانس کی سبزی کہائی دینے لگی تب اوس وقت یہ دعا مانگی ایک روٹی کا ٹکڑا ہی ملجائے تاکہ شدت بھوک سے نجات ملے اور اس دعا کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مین گو فرعون کے پاس بہت عیش و آرام سے ہون لکن ظالمون کے پنجے سے نجات ملنا اور ایسی دنیا جس مین ظلم ہو نکل جانا ہی بہتر ہے جار اللہ زمخشری کہتے ہین لما مین اسی شے کے معنے ہین یعنے جو کچہ ہو خواہ تہوڑا ہو یا بہت مین اس وقت محتاج ہون یہان فقر کا تعدیہ الی کے ساتھہ نہ کرکے لام کیساتھہ اس وجہ سے کیا گیا کہ اسمین تضمین رکھی معنے سوال کی یعنی انی سائل و طالب لما انزلت الی من خیر یعنے اے اللہ مین سائل اور طالب ہون تیری جناب مین خیر کا۔

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ (عنکبوت ع ۳) جب لوط علیہ السلام اپنی قوم کو افعال شنیعہ سے روکتے رہے تو جب اونہون نے نہ مانا تو عذاب سے ڈرایا پھر بھی نہ مانا تو قوم لوط نے کہا اچھا اے لوط اگر تم عذاب خداوندی سے ڈراتے ہو تو اوس عذاب کو لے آو تب اپنی قوم سے ناامید ہوے اور یہ دعا مانگی یعنے اے اللہ تو اون پر عذاب نازل کرکے میری اون پر مدد کر مین نے جو اون سے کہدیا ہے کہ عذاب نازل ہونے والا ہے اوس کو کرکے دکہادے اور مفسدین اس وجہ سے کہا کہ یہ علاوہ لواطت کے لوگون کو گناہون کے کامون پر مدد بدکاری کے کامون پر آمادہ کرتے تھے یا اس وجہ سے اون کو مفسدین کہا کہ پہلے پہلے اس فعل بد (لواطت) کا طریقہ اونہون ہی نے ڈالا تھا دوسرے لوگ

بھی اون کا دیکھا دیکھی کرنے لگے کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جو شخص کسی برے امر منکر کو ایجاد کرتا ہے اور لوگون کو سیدھے راستہ سے روکتا ہے اُس کو ہمکو دونا اور دونا عذاب دینگے اس وجہ سے کہ وہ زمین مین فساد کرتے تھے اگر غور سے دیکھا جائے تو فی الحقیقت فعل لواطت افساد ہے اسوجہ کہ خلاف فطرہ یعنے کھیتی جہان پر ہوتی ہے وہان تخم نہ ڈال کر دوسری جگہ ڈالنا تخم کو غارت کرنا ہے اور یہی افساد ہے۔

وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا۔ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ (فاطر ۳ ع) دوزخی دوزخ مین چلا کر یہ دعا مانگے گے اے مالک ہمارے ہمکو یہان سے نکال لے (یعنے ہمکو پھر دوبارہ دنیا مین بھیجدے اب کے بار اچھے کام کرینگے جیسے پہلے برے کام کرتے تھے ویسے نہین کرینگے (پروردگار اونکو جواب دیگا) کیا ہم نے دنیا مین تم کو اتنی عمر نہین دی تھی۔ اگر کسی کو سوچنا منظور رہوتا تو سوچتا اور اس کے علاوہ تمہارے پاس ڈرانے والا (پیغمبر بھی) پہونچا جب بھی تم نے نہ مانا) اب (سزا تم کو بھی دیجاتی ہے) کہ اپنی نافرمانی کا بدلہ چکھتے رہو نافرمانونکا کوئی مددگار نہین ف یعنی دوزخی دوزخ مین چلا چلا کر یہ کہین گے کہ پروردگار ہم کو جہنم سے نکال دے ہم وعدہ کرتے ہین کہ شرک اور گناہ کے کام نہین کرینگے بلکہ ایمان لاکر توحید اور اطاعت کو اختیار کرینگے جواب دیا جائیگا کہ کیا ہم نے تم کو دنیا مین ۶۰ یا ۷۰ برس کی عمر نہین دی تھی یہ تو بہت مہلت تھی اولم نعمرکم کا استفہام توبیخی ہے یا تقریری یعنے تم کو اس امر کی ملامت کی جاتی ہے کہ باوجود اس قدر مہلت دینے کے تم ہم سے غافل رہے پھر عمر کے علاوہ اپنی حجت بھی ہم نے قایم کی یعنے پیغمبرون کو تمہاری ہدایت کے لیے بھیجا جب تم نصیحت پذیر نہ ہوئے تو اب کیا ہوتا ہے اپنے کرتوتون کی سزا چکھو۔ بھلا کہین بے انصافون کا بھی کوئی مددگار ہوتا ہے۔

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (صافات ع ۳) اے پروردگار مجھے
کوئی نیک بیٹا عنایت فرما. **ف** جب ابراہیم علیہ السلام بیت المقدس مین تشریف لائے
تو اونہون نے یہ دعا مانگی اے مالک تو مجھے ایسا نیک بیٹا عطا فرما جو تیری اطاعت
مین میری مدد کرے اور غربت مین میرا مونس اور غمخوار رہے۔

قَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ اور
یہ کافر ٹھٹھے سے یہ کہتے ہین مالک ہمارے جو کچھ حصہ عذاب یا ثواب قبل حساب کے دن
کے ہو ہم کو جلدی سے (یہین دنیا مین) دے ڈال اے پیغمبر ان کے باتون پر صبر کئے
رہو۔ **ف** جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب سے ڈرایا تو کفار مسخرگی
سے دعا مانگے اگر ہمارے حصہ مین جنت ہو یا دوزخ وہ ہم کو یہین قبل قیامت کے
کیون نہین دیتا۔ یہین ہمکو مل جاوے اللہ تعالٰے نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
تسلی کے لئے فرمایا یہ جو کہہ رہے ہین ان کو کہنے دو اور صبر کرو ہم سمجھ لینگے قط کہتا ہی
کو قط کے معنے نصیب اور حصے کے ہین۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ
بَعْدِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (ص ع ۲) سلیمان علیہ السلام
نے کہا اے میرے مالک مجھکو بخشدے اور مجھکو ایسی سلطنت دے جو میرے بعد
کسی کو حاصل نہ ہو بیشک تو بڑا دینے والا ہے **ف** اگرچہ انبیا علیہم السلام کا طلب
مغفرت کرنا اور اپنے گناہون کی ہر وقت معافی چاہنا از راہ تذلیل نفس و بغرض اظہار
ذلت وخشوع ہوتا ہے لکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے چھوٹے سے قصور کو بڑا قصور سمجھکر مغفرت
مانگی جاتی ہے۔ چنانچہ سلیمن علیہ السلام نے اسی بنا پر اپنے قصور کی معافی چاہی ہوا یہ کہ
سلیمن علیہ السلام کی ستر بیویان تھیں ایک دن یون کہہ بیٹھے اگر مین آج شب کو سب
بیویون کے پاس جاؤن گا تو ۷۰ لڑکے پیدا ہونگے اور وہ اللہ کی راہ مین جہاد کرینگے

انشاء اللہ تعالی کہنا بھول گئے کسی بیوی کو حمل نہ رہا۔ ایک بیوی کو ہوا بھی تو کچا بچہ وہ کرسی پر لاکر ڈالا گیا۔ غرض کہ اسی بھول پر ایسی مغفرت چاہی بعض کہتے ہین کہ اونہون نے ایک عورت جراوہ نامی سے عقد کیا تھا اوس کو بہت چاہتے تھے وہ فریق جھگڑا اپنا حضرت سلیمن علیہ السلام کے پاس لیکر آئے اوس مین سے ایک فریق بیوی کے طرف کا تھا۔ اپنے بیوی کے طرف داروں کے طرف فیصلہ کرنا چاہا اس پر عتاب ہوا۔ پھر فیصلہ اون کے درمیان حق کے ساتھ کیا۔ امام واحدی کہتے ہین کہ اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ سلیمن علیہ السلام نے ایک پادشاہ کی لڑکی سے شادی کی وہ اپنے گھر مین بت رکھکر پوجتی تھی سلیمن علیہ السلام کو اس امر کی خبر نہ ہوئی اس غفلت کی وجہ سے اللہ تعالے نے اون کی سلطنت ۴۰ دن تک چھین لی اور صخر جنی نے سلطنت کی کعب احبار کہتے ہین کہ آفتاب ڈھل چکا تھا اصیل گھوڑے دیکھنے مین ایسے مشغول ہوئے کہ شام ہو گئی عصر کی نماز جاتی رہی اس پر افسوس کیا اور کہا مین مال کی محبت مین اپنے پروردگار کی یاد سے غافل رہا غصے مین آنکر سب گھوڑون کے پیر اور گردنین کاٹ دین یہ جو ظلم گھوڑون پر ہوا اوس کی مغفرت چاہی۔ سبحان اللہ اللہ تعالی نے سلیمن علیہ السلام کو ایسی سلطنت دی کہ کسی کو نہ ملی۔ ہوا اور جن اور پری اور انسان سب آپ کے مسخر تھے۔ صحیح حدیث مین ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شریر جن رات کو میری نماز توڑنے کے لئے آیا تھا اللہ تعالی نے مجھکو اوس پر غالب کردیا جی مین آیا کہ مین اوس کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دون لیکن مین نے اپنے بھائی سلیمن علیہ السلام کی دعا کا خیال کیا کہ اونہون نے یہ دعا کی تھی کہ مجھکو ایسی بادشاہت دے جو کسی کو نہ ملی ہو اس لئے مین نے اوس کو چھوڑ دیا۔

قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِی النَّارِ (ص ع)

دوزخی دوزخ مین یہ دعا کرینگے اے ہمارے مالک جس شخص نے ہم سے پہلے اس کام کو

Marfat.com

کیا ہے جس کی وجہ سے ہم کو یہ عذاب سہنا پڑا اوس کو دوزخ مین دونا عذاب کر ف
ایک عذاب تو گمراہی کا دوسرا عذاب گمراہ کرنے کا۔

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ (ص ع ۵) ابلیس نے کہا ای مالک ہمکو اوس دن تک مہلت دے جب سب لوگ دوبارہ زندہ ہوکر اوٹھائے جائینگے۔ ف اللہ تعالی نے بھی اپنے بندون کی اطاعت کا امتحان لینے کے غرض سے اوس کو صور کے پھونکے جانے تک مہلت دیدی تاکہ دیکھے کون خدا کی اطاعت کرتا ہے اور کون شیطان کی۔ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَیْنَ عِبَادِكَ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ۔ (زمر ۵ ع)

اسے اللہ آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے اور چھپے اور کھلے باتون کو جاننے والے جس امر مین تیرے بندے جھگڑے کر رہے ہین توہی اون کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے ف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا اوس وقت مانگی جب کہ مشرکین کا ظلم وستم انتہا درجہ کو پہنچ گیا تھا فاطر السموات والارض کونصب ندا کی راہ سی ہے انت تحکم الخ سے مراد ای اللہ تیرے بندے جس امر مین اختلاف کر رہے ہین توہی ان کے بارے مین حق فیصلہ کر ہم کو فیصلہ کرنے کا کچھ اختیار نہین ہے یعنی جو بندے ہدایت اور گمراہی مین اختلاف کر رہے ہین اور ہر ایک فرقہ اپنے کو حق کہتا ہے اور جو فرقہ حق پر ہے اوس کو باطل سمجھتا ہے توہی ان کے بارے مین فیصلہ کرنے والا ہے دوسرے طور پر اس آیت کی توضیح یہ ہے کہ اے اللہ جس نے اپنے عمل اچھے کئے ہین اوس کو ثواب دینے والا اور جس نے عمل برے کئے ہین اون کو عذاب دینے والا توہی ہے کیونکہ اُس وقت ظاہر ہوجائیگا کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر یعنے ہم ان کفار کو شرک اور کفر کو چھوڑ کر توحید اور اسلام کے طرف بلا رہے ہین اور یہ کفار

اشقیائے ازلی اپنی کفر اور شرک کو حق سمجھکر اسی پر اڑے پڑے ہین تو ہی ان پر عذاب یا دولت اتار کر فیصلہ کر۔ ابن مسیب کہتے ہین کہ یہی ایک آیت ہے کہ جو اس آیت کو پڑھکر دعا مانگی اللہ تعالے فورًا اوس کی دعا قبول کرتا ہے ربیع بن خثیم بہت کم سخن تھے جب اونکو قتل امام حسین علیہ السلام کی خبر پہنچی تو لوگون نے کہا کہ اس حادثہ کے وقت ضروریات کرینگے پھر اونہون نے ایک آہ کی اور یہ آیت پڑھی امام بیہقی رحمۃ اللہ نے کتاب الاسماء والصفات مین عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب جناب سرور کائنات رات کو تہجد کی نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو نماز کو اس دعا سے شروع کرتے۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اس دعا مین کئی خوبیان ہین پہلی خوبی اس دعا مین یہ ہے کہ اللہ تعالے نے اپنی قدرت تامہ کو بیان کیا ہے اور قدرت تامہ اوس کی یہی آسمان اور زمین کا پیدا کرنا ہے دوسری خوبی جو جملہ عالم الغیب والشہادۃ مین ہے وہ یہ ہے کہ اسمین اشارہ اس امر کے طرف ہے کہ اوس کا علم کامل ہے کوئی پوشیدہ اور ظاہر امر اوس سے مخفی نہین قدرت کے ذکر کو علم پر اس واسطے مقدم کیا کہ علم قدرت مطلق علم پر مقدم ہے کیونکہ جس شخص کو کہ اس امر کا علم ہوگا کہ مین اس کام پر قادر ہون تو اوس کو اس امر کا بھی علم ہوگا جو کچھ اوس مقدورات کے تحت مین ہین اوس کو بھی مین جانتا ہون غرضکہ علم قدرت اشیاء کو تقدم ہے علم اشیاء پر جب اس کا ذکر ہوچکا تو اصل دعا بیان کیا گیا۔ آیت انت تحکم سے مراد یہ ہے کہ مین جو توحید کا وعظ کرتا ہون اوس سے ان کو نفرت ہوتی ہے اور شرک کے باتون کے سننے سے ان کو خوشی ہوتی ہے ان کا یہ فعل عقلاً اور نقلاً خلاف ہے باوجود اس حماقت کے یہ دہی بد اعتقادی اور مذہب باطل سے الگ نہین ہوتے

اور اسی پر اڑے ہوئے ہین ان کے سوء اعتقادی کے زایل کرنے اور ان کے مذہب باطل کے مٹنے پر توہی قادر ہے اور توہی فیصلہ کنندہ ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ۝ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ وَقِهِمُ السَّیِّاٰتِ ؕ وَمَنْ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝

(مومن ا ع) عرش کے اوٹھانے والے فرشتے اور وہ فرشتے جو عرش کے گرد ہین وہ سب اپنے مالک کی تسبیح اور تحمید کرتے ہین اور اوسپر ایمان رکھتے ہین اور ایمان والون کے سے لئے بخشش کی دعا مانگتے ہین۔ یہ کہتے ہین اے ہمارے مالک تیری رحمت اور تیرے علم نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے۔ جو لوگ توبہ کرتے ہین اور تیرے بتائے ہوئے راستے (یعنے سچے دین پر) چلتے ہین اون کو توبخشدے اور دوزخ کے عذاب سے اونکو بچالے اے ہمارے مالک ایسا کر کہ اون کو اور اون کے مان، باپ دادون اور بی بیون اور اون کی اولاد مین سے جو نیک ہون اون کو ہمیشہ رہنے کے باغون مین لیجا (جن کے دینے) کا تونے وعدہ کرلیا ہے بے شک توہی زبردست حکمت والا ہے اور قیامت کے دن اون تمام برائیون اور تکلیفون سے بچالے اور جس کو تونے اس دن برائیون سے بچا یا اوس پر تونے بڑا رحم کیا۔ اور یہی بڑی کامیابی ہے ف یہ دعا ان فرشتون کی ہے جو حاملین عرش رب العالمین ہین اللہ تعالےٰ اون فرشتون کی دعا کو بسبیل حکایت بیان کرتا ہے اور وہ مومنین کے لئے اس طرح سے دعا مانگتے ہین اس دعا مین یہ مبالغہ

کیا گیا ہے کہ پہلے ذات باری تعالیٰ کی تعریف کی گئی یعنے اے مالک تیری شان رحمت اور تیرا وسعت علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ اگرچہ علم کو تقدم ذاتی ہے رحمت پر لیکن چونکہ موقعہ استغفار کا تھا اور مقصود بالذات مغفرت تھی اس لئے رحمت کو پہلے بیان کیا اور علم کو بعد للذین تابوا سے مراد وہ لوگ ہین جنہون نے گناہ اور شرک سے توبہ کی ہے یعنے اگرچہ اون پر گناہ کا وبال پڑے گا لیکن پھر بھی اونکو بوجہ تائب ہونے کے اور تیری راہ یعنے اسلام پر چلنے کی وجہ سے اونکو بخشدے واتبعوا سبیلک اس لئے لایا گیا کہ اوہنون نے صرف توبہ پر اکتفا نہین کیا بلکہ تیرے راستہ پر چلے دوسری درخواست یہ کی کہ تو اون کو عذاب جحیم سے بچالے یعنے اون کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھہ یعنے تو اون کو دوزخ کے عذاب سے اس طرح بچا کہ اون کو توفیق دے کہ وہ شریعت پر قایم رہین تاکہ تیری نعمت اون پر پوری ہو کیونکہ تو نے وعدہ کیا ہے جو عمل حسنہ کرلے گا اوس کو دوسرا جنت دیا جاوے گا ربنا وادخلہم مین اس امر کا عطف وقہم پر ہے اور جملہ ندائیہ جو ربنا لایا گیا ہے وہ بغرض مبالغہ وتکرار ذکر باری تعالےٰ لایا گیا ہے۔ اور التی وعدتہم یہ صفت جنات کی ہے یعنے وہ جنات ایسے ہین جس کا تو نے وعدہ کیا ہے۔ صلاحیت سے مراد ایمان اور عمل علی الشریعتہ ہے۔ کیونکہ جو شخص ایسا ہوتا ہے وہی دخول جنت کے قابل ہوتا ہے۔ اب اسمین اختلاف ہے کہ ومن صلح کا عطف کس پر ہے بعض کہتے ہین کہ وعدتہم مین ہم جو ضمیر ہے اوس پر ہے اے وعدت من صلح اس صورت مین مطلب یہ ہو گا کہ جو اونکی مان باپ اور ذریات مین صالح ہین اونکو بھی داخل کر لیکن اولیٰ یہ ہے کہ ومن صلح کا عطف ادخلہم پر ہو کیونکہ اس صورت مین صراحتاً ہو گی یعنے جیسا کہ تھنے اون کو داخل کیا ویسا ہی اون کے مان باپ کو بھی داخل کر اور دوسری صورت مین اون کا داخل ہونا ضمناً ہو گا یعنے مشروط ہو گا وہ نہین کیسا تھہ جن کے ساتھہ وعدہ ہو اہے خلاصہ یہ کہ اے مالک تو اونکی خوشی کو پورا کر یعنے جیسا کہ اون کو جنت مین داخل کیا ہے ایسا ہی اون کے

صالحین ماں باپ کو بھی جنت میں داخل کر انک انت العزیز الحکیم یعنے تو غالب اور کثیر الحکمت ہے وقہم السیات میں وقایت کے معنے حفاظت کے ہیں ای احفظہم عن العقوبات وجزاء السیات یہاں مضاف مقدر اور محذوف ہے قتادہ کہتے ہیں اس جملہ کی تقدیر وقہم السوء ہم من العذاب ہے - دوسری دعا دوزخ کے عذاب اور قیامت کے عذاب اور حساب اور سوال کے عذاب سب کو شامل ہے اور جملہ وقہم عذاب الجحیم صرف دوزخ کے عذاب کو غرضکہ اس جملے میں تخصیص کے بعد تعمیم بغرض توضیح کی گئی یومئذٍ سے مراد قیامت کا دن ہے اور تنوین اوس کی تنوین عوض ہے جو کلام میں موجود نہیں ہے صرف سیاق کلام سے سمجھہ لی جاتی ہے اس جملہ کا مضاف الیہ محذوف ہے ای یوم اذ تدخل من تشاء الجنۃ ومن تشاء النار یعنے جس دن کہ تو جس کو چاہے دوزخ میں ڈالے اور جس کو چاہے جنت میں ڈالے اوس دن تو تائبین کو بچالے یعنے قیامت کے دن بعضوں نے کہا کہ اس کی تقدیر یوم اذ تواخذ بہا ہے یعنے جس دن تو گناہوں کی وجہ سے اون پر مواخذہ کرے گا اوس دن تو اون کو بچالے جس کو تو نے اوس دن بچا لیا اوس پہ تو نے بڑا رحم کیا کیونکہ تو نے اوس کو عذاب سے بچایا اور جنت میں داخل کیا - وَذٰلِکَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ اور یہی بڑی کامیابی ہے یعنے جنت میں داخل ہونا اور گناہوں سے بچنا یہ ایسی کامیابی اور ایسی نجات ہے اُس کی مثل کوئی کامیابی اور نجات نہیں کیونکہ جو اعمال منقطعہ تھے اوس کی جزا ایسی نعمتوں سے ملی جو غیر منقطع ہیں اور ایسے اعمال جو بالکل حقیر تھے اوس کے معاوضہ میں ایسی سلطنت اور ایسی نعمت ملی کہ اوس کی عظمت اور شان کے سمجھنے میں عقول قاصر ہیں - مطرف کہتے ہیں کہ فرشتے مومنین کے لئے سب سے زیادہ خیر خواہ ہیں اور شیاطین مومنین کے لئے سب سے زیادہ بدخواہ ہیں اور اسی بدخواہی کی وجہ سے انسانوں کو دھوکا دیتے ہیں -

قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَاَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا

فَهَلْ اِلٰی خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِیْلٍ (مومن ۲ ع) اور دوزخی جب دوزخ مین جائینگے تو وہان کی تکلیفین دیکھکر اپنی جان سے بیزار ہو جائینگے پھر یہ) کہینگے مالک ہمارے تونے دو بار ہم کو مارا اور دو بار ہمکو جلایا اب تو ہم اپنے گناہون کا اقرار کرتے ہین کیا یہان سے نکلنے کا بھی کوئی رستہ ہے (اللہ تعالےٰ فرمایگا اب نکلنے کا کوئی رستہ نہین **ف** دو بار کی موت سے مراد یہ ہے کہ پیدائش سے پہلے آدمی بیجان تھا وہ ایک موت دوسری موت جو آنے والی ہے اسیطرح دو زندگیان ہین ایک دنیا کی ایک آخرت کی بعضون نے کہا پہلی موت دنیا کی موت اور پہلی زندگی قبر مین سوال کیوقت زندہ ہونا پھر دوسری موت قبر مین سوال کے بعد مرنا پھر دوسری زندگی آخرت مین اوٹھنا غرضکہ دو زندگیان اور دو موتین ہو چکین اب کوئی رستہ ہمارے نکلنے کا بھی ہے اللہ تعالےٰ ارشاد فرمائے گا اب کچھ نہین ہوسکتا۔ تمہاری تو دنیا مین یہ حالت تھی جب توحید کے لیئے تم کو پکارا جاتا تو اوس کی توحید کا انکار کرتے اور گوسالہ پرستی شدہ پرستی بت پرستی ہوا پرستی کی طرف بلائے جاتے تو بہت خوشی سے اوس کی تصدیق کرتے آج تو ہماری بادشاہت ہے جب تم نے ہمارا کہنا نہ سنا تو اب ہم کب تمہاری دعا کیطرف التفات کرتے ہین

وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَیْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِیَکُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِیْنَ (حم السجدہ ۴ ع) اور قیامت کے دن کافر یہ کہینگے اے ہمارے مالک ایک نظر ہم کو اون شیاطین اور آدمیون کو دکھلادے جنہون نے ہم کو دنیا مین گمراہ کیا تھا (آج) ہم اون کو اپنے پاؤن کے تلے ڈالکر کچلین تاکہ وہ خوب ذلیل ہون **ف** حضرت علیؓ نے کہا جن سے مراد شیطان ہے اور آدمی سے مراد قابیل جس نے دنیا مین گناہ کی بنا ڈالی

وَقِیْلِهٖ یٰرَبِّ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ۝ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ (زخرف ۷ ع) اور پیغمبر کے اس کہنے کی قسم

اے میرے پروردگار یہ وہ لوگ ہین جو کبھی ایمان نہ لائینگے (خیر نہ لائین) اس وقت تو تم اون سے منہ پھیر لو یا درگذر کرو اور کہدو اچھا حضرت سلام۔ آگے چلکر اون کو معلوم ہو جائیگا۔ ف اللہ تعالےٰ نے اس آیت مین پیمبر کے دعا کی قسم کھائی ہے اور فرمایا کہ یہ لوگ کبھی ایمان لانے والے نہین۔ تم کیون اے محمد ان کے پیچھے پڑ رہے ہو اب تو خیر ان سے درگذر کرو جب ہم جہاد کا حکم نازل کرینگے تب اوس وقت یہ اپنے کامونکی سزا پائینگے۔

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (سورہ احقاف ع

اے میرے مالک تو مجھے اس امر کی توفیق دے کہ مین تیرے اوس احسان کا جو تو نے مجھ پر اور میرے مان باپ پر کیا ہے۔ شکر بجا لاؤن اور مجھے اس امر کی توفیق دے کہ مین کوئی ایسا نیک عمل کرون جس سے تو راضی ہو جائے اور اے مالک میری اولاد کو نیکوکار کر دے۔ اے مالک مین تیرے طرف بالکل متوجہ ہو گیا اور مین تیرا فرمان بردار ہون ف یہ دعا سورہ احقاف کی ہے اللہ تعالےٰ اس سورہ مبارک مین ارشاد فرماتا ہے جب انسان چالیس برس کا ہوتا ہے تو وہ یہ دعا مانگتا ہے۔ اَوْزِعْنِیْ کے کئی معنے ہین ایک الہام یعنے اے اللہ تو میرے دل مین اس امر کا الہام ڈال کہ مین تیری نعمت کا شکر کرون دوسرے معنے ترغیب کے ہین یعنے اے اللہ تو مجھے ترغیب دے کہ مین رغبت سے دل لگا کر تیرے طرف متوجہ ہون تیسرے معنے توفیق کے ہین یعنے اے اللہ تو توفیق دے کہ مین تیرا شکر بجا لاؤن جوہری کہتے ہین۔ اَوْزِعْنِیْ استوزعت اللہ فاوزعنی سے ہے یعنے مین نے اللہ سے طلب الہام کیا اللہ نے اوس الہام کو میرے دل مین ڈالا نعمت سے مراد ہدایت ہے یعنے اے اللہ تو

جو یہ نعمت ہدایت دی ہے اوس کے شکر کی توفیق دے اور میرے والدین پر جو تو
نے احسان کیا یعنے والدین نے جو مجھکو اپنی نہایت شفقت سے بچپنے مین پرورش کیا
یہ بھی تیری ہی نعمت ہے یا نعمت سے مراد یہ ہے کہ تونے جو مجھکو صحت اور عافیت عنایت
فرمائی ہے اوس کا شکر بجالاؤن اور والدین پر نعمت کرنے سے مراد یہ ہے کہ اون کو
مال اور قوت اسی مددی کہ جس سے اونہون نے میری پرورش کی وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ
کا مطلب یہ ہے کہ میری اولاد کو دین مین راسخ اور مضبوط کردے یہان فی ذریتی مین
تضمین کی گئی ہے یعنے اصلاح میری ذریت کی ہو تو وہ بھی الطاف اور مہربانی سے ہو
اس آیت مین اس امر کو بتلایا کہ جب ۴۰ برس کی عمر کو پہونچے تو انسان یہ دعا کرے
تُبْتُ کے معنے یہ ہین کہ مین گناہون سے توبہ کرکے تیرے طرف رجوع کیا مسلمین
سے مراد یہ ہے کہ مین تیرے اطاعت گزار بندون مین ہون یا مین تیری توحید مین
خالص ہون - اس دعا مین تین باتون کی ترتیب رکھی گئی ہے (۱) انعامات الٰہی پہ
توفیق طلب شکر (۲) اعمال مرضیہ جو اللہ کے پاس مقبول ہون (۳) اصلاح اولاد
ان تینون باتون مین جو ترتیب رکھی گئی ہے اس کی دو وجہین ہین اول تو یہ کہ سعادت
کے تین مراتب ہین - پہلا مرتبہ نفس کا ہے یعنے نفس کی اصلاح اور وہ شکران نعمت
سے ہوتی ہے دوسرا مرتبہ بدن کا ہے تیسرا مرتبہ امور خارجہ کا - نفس کی سعادت یہ ہے
کہ قلب اللہ تعالے کی نعمتون کا شاکر رہے اور بدن کی سعادت یہ ہے کہ طاعت الٰہی مین
سرگرم اور مستعد رہے اب رہی سعادت خارجی اور وہ اہل اور مال اور اولاد کی درستگی
ہے - دوسری وجہ اوس کی یہ ہے کہ اعمال دو قسم کے ہین ایک اعمال متعلقہ قلب دوسرے
اعمال متعلقہ جوارح شکر من قبیل اعمال قلب ہے اور عمل من قبیل اعمال جوارح اور عمل قلب کا
اشرف ہے اعمال جوارح سے اس لئے اوس کو مقدم کیا - اور اعمال صالحہ بھی دو قسم کے
ہین ایک تو وہ اعمال صالحہ ہین جو خود بندے کے پاس بھی وہ صالح ہین اور خدا کے

Marfat.com

پاس بھی - اور ایک وہ اعمال صالحہ کہ بندہ اون کو اپنے زعم مین عمل صالح سمجھتا ہے لکن اللہ کے پاس وہ صالح اور پسندیدہ نہین ہے اس لئے دعا مین یہ کہا کہ اے اللہ ہمکو ایسے اعمال کی توفیق دے کہ جو تیرے پاس عمدہ اور پسندیدہ ہون تیسرا مطلوب اس دعا سی یہ رکھا گیا کہ سب نعمتون مین عمدہ نعمت اللہ کی - اولاد ہے اس لئے یہ دعا کی کہ جیسا کہ میری اصلاح تونے کی ہے ویسی ہی اصلاح میرے ذریت کی کر دے تُبْتُ مین اشارہ اس امر کے طرف کیا کہ دعا بغیر توبہ کے صحیح نہین ہوتی یعنے اے اللہ مین جو اس دعا کو تجھ سے مانگ رہا ہون تو کفر اور شرک اور سب طرح کی برائیون سے توبہ کر کے مانگ رہا ہون اور مین جب مسلمان اور تیرا اعتقاد بندہ ہون تو پھر تجھکو میری دعا قبول کرنے مین کیا کلام ہے -

فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ (قمر ا ع) اور نوحؑ نے اپنے پروردگار کو پکار کر کہا کہ اے مالک مین اپنے قوم کے ہاتھون سے عاجز آگیا ہون اب تو ہی اون سے میرا بدلا لے ف جب دشمنون سے عاجز ہو تو یہ دعا مانگ سکتا ہے یعنے یون کہہ سکتا ہے رب انی مغلوب فانتصر

وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (حشر ا ع) مہاجرین اور انصار کے بعد جو لوگ مسلمان ہو کر آئین اون پر بھی حق ہے کہ وہ سابقین کے لئے - یہ دعا مانگین اے ہمارے مالک تو ہمکو اور ہمارے بھائیون کو جنہون نے ایمان مین سبقت کی ہے بخش دے اور ہمارے دل مین ایمان والون کی طرف سے بیر نہو تو ہی بڑا مہربان اور نرمی کرنے والا ہے ف اس آیت مین اللہ تعالی نے مومنین کو اس امر کا حکم دیا کہ جیسا وہ اپنے لئے بخشش چاہتی ہین ویسا ہی مہاجرین اور انصار کے لئے بھی دعائے مغفرت مانگین صاحب مصباح نے کہا کہ اخ کی اصل اخو ہے لام کلمہ مین جو واو ہے حذف کر دیا گیا ہے اور اس کی

Marfat.com

دلیل یہ ہے کہ تثنیہ مین وہی واو واپس آتا ہے اور اخوان اور اخوۃ کہتے ہین۔ غِلّ کہتے ہین بغض کینہ حسد اور حقد کو یعنے اے اللہ تو ہمارے دلون مین یہ نہ ڈال کہ ہم کسی سے کینہ رکھین یا بغض کرین یا کسی کو دھوکا دین یا کسی سے حسد رکھین رؤف اور رحیم مبالغہ کے صیغہ مین یعنے اے مالک تو بڑا مہربان اور کثیر الرحم ہے تو ہی جانتا ہے کہ کون اس رحمت کا مستحق ہے اور کون نہین ولا تجعل مین اس امر کا اشارہ ہے کہ مہاجرین اور انصار کے لئے دعا مغفرت کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے اس امر کی دعا مانگے کہ مطلقاً مومنین کیطرف سے کسی قسم کا کینہ دلون مین نہ رہے اوپر کی آیت مین جو سابقین فی الایمان ہین اوسکے مصداق اولی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہین کیونکہ سیاق آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ مومنین مین اشرف اور اعلی وہی ہین اور اوس کی وجہ یہ ہے کہ اونہون نے ہجرت کی دوسرے یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی غرضکہ اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے جو شخص عموماً صحابہ کے لئے استغفار نہین مانگتا اور پھر اللہ تعالے کی رضامندی چاہتا ہے وہ گویا خدا کے حکم کے خلاف کرتا ہے اللہ تعالے نے اس آیت مین حکم استغفار کیا ہے اس آیت سے صاف طور پر حکم مستنبط ہوتا ہے کہ جس کے دل مین ذرا بھی مومنین سابقین کے طرف سے غل ہے اوسکو شیطانی وسوسہ کا کچھ نہ کچھ کونچا لگا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا کوئی نہ کوئی حصہ اونسے لیا ہے کیونکہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اولیا راست اور خیر امت مین سے ہین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت کو پڑھکر سنایا اور کہا کہ دیکھو اللہ تعالے نے اس آیت مین اصحاب کے استغفار مانگنے کے لئے حکم دیا ہے سعید بن مسیب سے کسی نے پوچھا عثمان اور طلحہ اور زبیر کے بارے مین تم کیا کہتے ہو اونہون نے کہا کہ مین وہی کہتا ہون جو اللہ تعالے نے کہا ہے اوس وقت یہ آیت پڑھکر سنائی تفسیر ابن مردویہ مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اونہون نے ایک شخص کو سنا کہ وہ مہاجرین صحابہ کے شان مین بے ادبی کرتا تھا۔ اونہون نے آیت للفقراء المہاجرین الذین اخرجوا من دیارہم پڑھکر سنائی پھر اوس سے

پوچھا کہ تو ان لوگون مین سے ہے کہا نہین پھر اونہون نے آیت والذین تبوؤ الدار والایمان
کی آیت پڑھکر سنائی اور کہا یہ لوگ انصار ہین کیا تو انہین سے ہے اوس نے کہا کہ نہین پھر اونہون نے
والذین جاؤ من بعدہم کی آیت پڑھی پھر اوس سے پوچھا کیا تو ان لوگون مین سے ہے کہا
مجھے اُمید ہے کہ مین ان لوگون مین ہون پھر اونہون نے کہا کہ تو ان مین سے نہین ہوسکتا
کیونکہ جو شخص مہاجرین اور انصار کو بُرا کہتا ہے وہ اس آیت کا مصداق نہین ہے امام فخر الدین
رازیؒ فرماتے ہین والذین جاؤ من بعدہم کا عطف مہاجرین پر ہے اب اس کے مراد
مین اختلاف ہے کہ وہ کون لوگ ہین جنہون نے مہاجرین اولین کے بعد ہجرت کی بعض
کہتے ہین کہ تابعین مراد ہین بعض کہتے ہین وہ لوگ جو مہاجرین اور انصار کے بعد قیامت
تک دین اسلام مین داخل ہون کیونکہ آیت مین تعمیم ہے خلاصہ یہ کہ یہ آیت تمام مومنین
امت محمدیہ کو شامل ہوگئی۔ اس لئے مومنین یا مہاجر ہونگے یا انصار یا وہ لوگ جو مہاجرین
اور انصار کے بعد آئے وہ والذین جاءو من بعدہم کے مصداق ہوے۔ رَبَّنَا عَلَيْكَ
تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ۔ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً
لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔
(ممتحنہ ع ۱) اے ہمارے پروردگار ہم نے تیرے پر بھروسا کیا اور ہم تیرے طرف رجوع
ہوئے اور تیری طرف ہمکو لوٹنا ہے یعنے تو ہی سب کا ملجا و ماوا ہے اے ہمارے پروردگار
ہمکو کافرون کے امتحان کا نشانہ نہ بنا۔ اور اے ہمارے مالک ہمکو بخشدے کیونکہ تو ایسا غالب ہے
جو کسی سے مغلوب ہی نہین ہوتا۔ اور تیری حکمت اور دانائی سب مین کامل ہے ف یہ دعا
حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کی ہے جن کے بارے مین اللہ تعالے
فرماتا ہے کہ تمکو ابراہیم کے اقتدا مین بہتری ہے۔ غرضکہ اس دعا کے بارے مین مومنین کو
اس امر کی تعلیم ہے کہ یہ کہین۔ توکل کی تعریف یہ ہے کہ سب امور کو اللہ کے طرف سونپ
دیا جائے۔ اور معصیت اور راحت مین اوس کے طرف رجوع کیا جائے والیک المصیر مین

Marfat.com

جار مجرور کی تقدیم بغرض حصر ہے یعنے سب کا ملجا اور ماوی وہی ہے اور کوئی نہین یہ جملہ وعائیہ مین متعدد دعائین ہین ہر ایک جملہ دعائیہ کو دوسرے جملہ دعائیہ کے ساتھہ سوائے ربط دعا کے اور کسی قسم کا ربط نہین معلوم ہوتا۔ زجاج نے ربنا لاتجعلنا فتنۃ کے معنے بیہان کئے ہین کہ اون کو ہم پر غالب مت کر کیونکہ اگر وہ غالب ہو جائینگے تو اس امر کا گمان کرنے لگینگے کہ ہم حق پر ہین پس اونکے غلبہ کی وجہ سے ہم فتنہ مین پڑ جائینگے مجاہد نے اس کے معنے یہ بیان کئے ہین کہ اے پروردگار اون کے ہاتھون سے ہمکو عذاب ندے کیونکہ اگر ایسا ہوگا تو وہ یہ کہنے لگینگے کہ اگر یہ لوگ حق پر ہوتے تو کس لئے ان کو عذاب ہوتا ابن عباس نے اس کی تفسیر اس طرح سے بیان کی ہے کہ اے اللہ تعالےٰ تو اون کو ہم پر مسلط مت کر تاکہ اونکی تسلیط کی وجہ سے ہم فتنہ مین نہ پڑ جائین۔

نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (تحریم ع ۲) مومنین کا نور سامنے اور سیدہے طرف ہوگا اور (پل صراط پر سے اس طرح سے) کہتے ہوئے اگذرینگے اے مالک ہمارے نور کو پورا کر تاکہ ہم پل صراط پر سے گزر کر جنت کو چلے جائین اور ہمکو بخشدے کیونکہ تو ہر چیز پر قادر ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ لوگ پل صراط پر سے حسب خوبی اعمال گزرینگے کسی کا نور مثل پہاڑ کے ہوگا کسی کا نور مثل درخت کہجور کے ہوگا اور وہ نور جو سب سے کم ہوگا وہ انگہوٹے کے برابر ہوگا غرضکہ نور ہر ایک کا بقدر اوس کے اعمال کے ہوگا اس وجہ سے وہ اتمام نور کی دعا مانگینگے کہ اے مالک ہمارے نور کو کامل کر دے تاکہ ہم پل صراط پر سے گذر جائین۔

قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ۝ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا (نوح ع ۱) نوح نے یہ دعا کی اے میرے مالک مین نے اپنی قوم کو رات دن (ایمان کیطرف) بلایا پاوجود میرے بلانے کے وہ اور زیادہ بہاگنے لگے ف جب نوح

ایک مدت تک اپنی قوم کو سمجھاتے رہے جب اونہون نے نہ مانا تو یہ دعا مانگی کہ اے مالک میرے باوجود بلانے کے اونکو ایمان سے اور زیادہ نفرت ہونے لگی حالانکہ اون کو ایمان سے الفت ہونا چاہیے تھا۔

قَالَ نُوحٌ رَبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِیْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ یَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗ اِلَّا خَسَارًا (نوح ۲ ع) (اس پر بھی جب نوح کی قوم نے نہ مانا تو پھر نوحؑ نے یہ دعا کی) اے میرے مالک وہ میرا کہنا نہین مانتے اور وہ اون لوگون کی سنتے ہین جنکو مال اور اولاد نے انکو (فایدہ تو نہ دیا) بلکہ اولٹا نقصان پہونچایا۔ ف یعنے وہ تو اپنے رئیسون اور امیرون اور مالدارون کے تابع ہین میرا کہنا نہین سنتے ان امیرون اور مالدارون کو اون کے مال اور اولاد نے تباہ کر دیا۔ اور وہ خدا کو بھول گئے اسی طرح یہ بھی اونکی پیروی کر کے خدا کو بھول گئے اور یہی مال اور اولاد جیسا کہ متبوعین کے تباہی کا باعث ہوئی ویسا ہی تابعین کے بھی تباہی کا باعث ہوئی۔

وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکَافِرِیْنَ دَیَّارًا ۝ اِنَّکَ اِنْ تَذَرْهُمْ یُضِلُّوْا عِبَادَکَ وَلَا یَلِدُوْا اِلَّا فَاجِرًا کَفَّارًا ۝ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا

(نوح ۲ ع) (آخر ش نوح علیہ السلام نے یہ دعا کی) ای میرے مالک زمین پر ان کافرون مین سے ایک بسنے والا بھی نہ چھوڑ کیونکہ اگر تو ان کو چھوڑ دے گا تو وہ تیرے بندون کو بہکائین گے اور اون کی جو اولاد ہوگی وہ بھی بدکار ناشکر گزار ہوگی اے میرے مالک مجھکو اور میرے ماں باپ کو اور میرے گھر مین جو کوئی ایمان دار مرد اور ایمان دار عورت ہو اون سب کو بخشدے اور ظالمون اور مشرکون کی تباہی روز بروز بڑھاتا جا۔ ف جب نوح علیہ السلام اپنے قوم کے ایمان لانے سے نا امید ہو گئے تو آخر ش مجبور ہو کر

Marfat.com

اون کے ہلاکت کی بددعا کی تھا وہ کہتے ہین یہ دعا نوح علیہ السلام نے جب کہی کہ جب اللہ تعالیٰ نے اونکو وحی بھیجی کہ جولوگ ایمان لاچکے لاچکے اب کوئی ایمان ہرگز نہ لائے گا۔ محمد بن مقاتل اور ربیع بن انس اور ابن زید اور عطیہ یہ کہتے ہین کہ نوح علیہ السلام نے یہ دعا جب مانگی کہ اللہ تعالےٰ نے ۷۰ برس پہلے اون کی نسل سے ہرمومن کو نکال لیا تھا وہ کہتے ہین کہ عذاب کے وقت کوئی لڑکا ان مین نہین تھا حسن اور ابو العالیہ کہتے ہین اللہ تعالےٰ نے بچون کو بلا عذاب ہلاک کیا اور اون کو عذاب سے ہلاک کیا۔ دَیَّارًا اوس کو کہتے ہین جو اقطار ارض مین پھرتا ہے۔ اور احاطہ مین بسر کرتا ہے اس کی اصل دیوار ہے وار بدار سے قتیبی کہتے ہین کہ نہین اصل اسکی وار ہے اے نازل بالدار غرضکہ دیار ایک ایسا نام ہے جو نفی عام کے لئے لایا جاتا ہے اس کے معنے یہ ہین کہ اے اللہ ہلاکت سے کوئی نہ چھوڑ جب کافرین کے لئے بددعا کی تو پھر اپنے اور اپنے والدین اور اولاد کے لئے یہ دعا مانگی والدین سے مراد ماں باپ ہین ان کے لئے دعا اس وجہ سے کی کہ یہ دونون مومن تھے نوح علیہ السلام کی باپ کا نام لامک یا ملک تھا اور ماں کا نام شمخا بعضون نے کہا والدین سے مراد آدم وحوا لکن قول اول اولی ہے سعید بن جبیر کہتے ہین کہ والدین سے باپ اور دادا مراد ہین ایک قرات والدین بھی آئی ہے ضحاک اور کلبی کہتے ہین کہ بیت سے مراد مسجد ہے بعض کہتے ہین کہ نہین جس گھر مین رہتے تھے وہ مراد ہے بعض کہتے ہین کہ نہین کشتی مراد ہے بعض کہتے ہین کہ بیت سے مراد دین ہے یعنے جو میرے دین مین داخل ہو مومنا کو نصب حال کے اعتبار سے ہے یعنے جو میرے گھر مین صفت ایمان کے ساتھ متصف ہوکر داخل ہوا ہے اس سے اونکی بیوی اور وہ لڑکا جو پہاڑ پر جاکر ٹھیر گیا تھا نکل گئے کیونکہ یہ ایمان نہین لائے تھے پھر دعا مین تعمیم کی یعنے جو مرد یا عورت ایمان دار ہے اے اللہ تو اونکو بخشدے اس سے معلوم ہوا کہ ایمان ایک بہت بڑی چیز ہے پھر کافرون کے حق مین یہ دعا کی وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا یعنے اے اللہ جو ظالمین ہین اون کے لئے ہلاکت اور خسران زیادہ کر

Marfat.com

اغفرلی کے معنے یہ ہین کہ مجھہ سے جوکسی ترک اولی مین قصور ہو گیا ہو تو اوس کو معاف کردی یا اس کے یہ معنے ہوسکتے ہین کہ مین نے جو کافرون کے حق مین بد دعا کی ہے گویا یہ حقیقت مین اون سے بدلا لینا تھا۔ اس انتقام مین چونکہ حظ نفس کا شائبہ تھا اس لئے اس کی بھی نوح علیہ السلام نے معافی مانگی۔

وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ الخ مین یہ شبہ ہوتا ہے کہ جب نوح علیہ السلام کی قوم ڈوب گئی تو بچون نے کیا قصور کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے طوفان نوح کے آنے سے چالیس برس پہلے اون کے آبار کے صلب کو خشک کردیا تھا اور اونکی عورتون کو بانجھ کردیا تھا اور اس پر دلالت سمجھی یہ ہے کہ اللہ تعالی پہلے ارشاد فرمایا تھا استغفروا ربکم یمددکم باموال وبنین اگر تم استغفار مانگوگے تو اللہ تعالی تمہاری مدد مال اور اولاد سے کریگا جب اونہون نے استغفار اپنے گناہون کی نہین مانگی تو اون کی مدد بھی مال اور اولاد سے نہین کی دوسرا جواب یہ ہے کہ گو وہ اون کے ساتھہ ڈوبے لیکن اونکو عذاب کی راہ سے نہین ڈوبایا گیا بلکہ بالتبع وہ ڈوب گئے۔

بیگناہان در غضب حد گنہگاران خورند ✝ میرسند از خشم شیران بر زمین دنبالہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۙ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۙ ۔ (سورہ فلق ع ا)

مین اس سورہ کو اللہ کے نام سے شروع کرتا ہون جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے (ای محمدؐ) جب تم بلاؤن اور آفتون سے پناہ چاہتے ہو تو یون کہو مین پناہ مین آگیا صبح کے رب کے ہر چیز کی بدی سے جو اوس نے بنائی ہے اور بدی سے اندھیری کے جب سمٹ آئے اور بدی سے اون عورتون کی جو گرہون مین پھونکتی ہین اور بدی سے ہر برا چاہنے والے کے جبکہ وہ برائی چاہی

ف قلق کے معنون مین مفسرین کا بڑا اختلاف ہے بعض کہتے ہین فلق سے مراد صبح ہے لفظ فلق مین ایک ضرب المثل بھی آئی ہے۔ جیسے کہتے ہین ہوا بین من الفلق یعنے یہ بات صبح سے زیادہ واضح ہے فلق بمعنی مفلوق ہے۔ یعنے جو چیز پردہ سے پھوٹ کر باہر نکل آتی ہے

Marfat.com

چونکہ صبح بھی رات سے پھوٹ نکلتی ہے اس لئے صبح کو فلق کہتے ہین یہ جمہور مفسرین کا قول ہے
بعض حدیثون مین فلق کی تفسیر جہنم سے آئی ہے لیکن یہ حدیثین ضعیف ہین بعض کہتے ہین کہ
فلق آگ کا درخت ہے بعض کہتے ہین کہ فلق پہاڑ اور چٹانین ہین۔ کیونکہ یہ بھی اللہ کے خوف
سے پھٹ جاتی ہین اور پھر ادن سے پانی اور چشمے بہتے ہین امام قرطبی کہتے ہین کہ فلق بمعنی
شق ہے یعنے پھوٹ نکلنے کے عام اس سے کہ وہ حیوان کا نکلنا ہو یا دانے کا یا گھٹلی کا اب
یہان فلق کے لانے مین بلاغت کیا رکھی گئی ہے اس کو سمجھنا چاہیے تخصیص فلق مین اشارہ
اس امر کے طرف ہے کہ جو شخص ایسے شدید اندھیرون کو نکالکر عالم مین اجالا پھیلاتا ہے اوسکو
ہر بلا سے دفع کرنیکی بھی قدرت ہے بعضون نے کہا کہ یہان تمثیل ہے جیسا کہ انسان رات مین
طلوع صبح کا منتظر ہوتا ہے ویسا ہی ڈرنے والا بھی خوف کے چلے جانے کا جو مثل صبح کے
ہے منتظر رہتا ہے مِن شَرِّ مَا خَلَقَ اس من کا تعلق اعوذ کے ساتھ ہے یعنے مین اپنے
مالک سے جو صبح کو اپنی قدرت ظاہر کرتا ہے اوس سے ہر شر سے پناہ چاہتا ہون یہ جملہ عام ہے
اوس کے بعد دوسرے جملے خاص ہین۔ اب من شر ما خلق سے کیا مراد ہے بعض کہتے ہین کہ
ابلیس اور اوس کی ذریت مراد ہے بعض کہتے ہین کہ جہنم ہے لیکن حق یہ ہے کہ شر ما خلق سے
ہر ضرر دینے والی چیز مراد ہے۔ ومن شر غاسق اذا وقب اور رات سے جب وہ خوب چھاجائے
فرا کہتا ہے غسق اللیل اذا اظلم زجاج کہتا ہے غاسق ادر غسق برد اور اولی کو کہتے ہین چونکہ رات
بھی سرد ہوتی ہے اس لئے رات کو غاسق کہا گیا رات مین چونکہ درندے اپنے گویون سے اور
کیڑے اپنے سوراخون سے نکلتے ہین اور شریر لوگ رات مین فساد مچاتے ہین اس لئے غاسق
سے رات مراد لی گئی دقوب کہتے ہین سیاہی کے داخل ہونے کو وقبت الشمس اذا غابت
یعنے جبکہ بہت اندھیرا ہو جائے بعضون نے کہا غاسق سے ثریا مراد ہے کیونکہ جب ستارہ
ثریا ڈوب جاتا ہے تو بہت بیماریان طاعون وغیرہ پیدا ہوتی ہین اور جب طلوع ہوتا ہے
تو سب قسم کی بیماریان دفع ہوتی ہین۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن چاند کو

Marfat.com

دیکھا تو کہا اے عائیشہ تو اس کے شر سے پناہ مانگ بعض نے کہا غاسق سے مراد سانپ ہی جب کاٹنے بعضون نے کہا غاسق سے مراد ہر ہجوم کرنے والی چیز جو مضر ہو لکن سب سو زیادہ تفسیر راجح وہی ہے کہ غاسق سے مراد رات لی جائے اور اوس کی وجہ یہ ہے کہ شر اکثر رات مین ہوتے ہین اور ان شرون سے رات مین بچنا دشوار ہوتا ہے اسی سے عرب کہتا ہے اللیل اخفی للویل - ومن شر النفاثات الخ نفاثات سے مراد جادوگرنیان ہین یعنے وہ جادوگرنیان جو گرہون مین پھونکتی ہین نفث کے معنے پھونک کے ہین خواہ اوسمین تھوک ہو یا نہو. اس مین ابطال معتزلہ کا ہے جو کہتے ہین کہ جادو کی کوئی اصل نہین ہے عُقَد جمع ہے عقدۃ کی جس کے معنے دہاگے مین گرہ باندھنے کے ہین نفاثات جمع ہے نفاثۃ کی وہ مبالغہ کا صیغہ ہے ایک قرات نافثات بھی آئی ہے ابو عبیدہ نے کہا کہ نفاثات سو مراد لبید بن عاصم یہودی کی بیٹیان ہین اونہون نے جناب سرور کائنات پہ جادو کیا تھا اب اسمین علما کا اختلاف ہے کہ کچھ پڑہکر پہونکنا اور تعویذ یا گنڈے جائز ہے یا نہین جمہور صحابہ و تابعین اور اونکے بعد کے لوگون نے جائز رکہا ہے اور دلیل لی ہے اونہون نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ جب جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والون مین کوئی بیمار ہوتا تو آپ اون پر معوذتین پڑہکر دم کرتے بعضون نے پہونک ایسی کہ جسمین تہوک نہو جائز رکہی ہے امام نسفی کہتے ہین قرآن اور احادیث نبوی سے جو دعا یا رقیہ پڑہا جائے جائز ہے باقی سریانی یا عبرانی اور ہندی مین جائز نہین کیونکہ ایسے منترون پر اعتقاد اور اعتماد کرنا باطل ہے - مین کہتا ہون کہ بلا معنے سمجہنے کے کسی منتر کا پڑہنا یا ایسا منتر جسمین الفاظ شرک ہو جائز نہین باقی اگر قرآن کی آیت سے یا احادیث سے کوئی دعا پڑہکر دم دیجائے تو کچھ حرج نہین - ومن شر حاسد اذا حسد - حسد کہتے ہین محسود کے زوال نعمت کے خواہان ہونے کو اور حاسد کے بعد اذا حسد اس لئے کہا کہ اوس کے حسد کا شر جب ہی ظاہر ہوگا جب اپنے حسد کو ظاہر کرے اور اوسکی مقتضا پر عمل کرے اس طور پر کہ محسود کے اوپر شر پہونچنے کا خواہان ہو - عمرو بن عبد العزیز

Marfat.com

کہتے ہین ایسا ظالم جو مظلوم کے مشابہ ہو حاسد سے بڑھکر نہین چنانچہ اسی مضمون کو ایک شاعر نے نظم کیا ہے

قُلْ لِلْحَسُوْدِ اِذَا تَنَفَّسَ طَعْنَةً   یَا ظَالِمًا وَكَاَنَّهٗ مَظْلُوْم

حاسد سے کہدو جب وہ مارے حسد کے ٹھنڈی سانس بھرتا ہے اے ظالم تو فی الحقیقت ظالم نہین معلوم ہوتا ہے گویا مظلوم معلوم ہوتا ہے یعنے حسد کے مارے تیری آہ کرنا ایسی ہے جیسے مظلوم کی غرضکہ اس سورہ مین اللہ تبارک تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوقات کے شر سے پناہ مانگنے کی تعلیم فرمائی پھر بعض شر کو خاص کیا حالانکہ عام شر مین خاص داخل تھا تاکہ تفصیلاً معلوم ہو کہ بعض شر خاص ایسے ہین جن سے پناہ مانگنا چاہئے اور وہ تین ہین یعنے غاسق (رات) - جادوگر اور حاسد غرضکہ یہ تینون شر ایسے بڑے ہین جن سے ہر وقت پناہ مانگنا چاہئے - شر حسد کو سب سے آخر مین لائے تاکہ معلوم ہو کہ حسد سب سی زیادہ مضر شر ہے کیونکہ حسد یہ پہلا گناہ ہے جو ابلیس سے آسمان پر ہوا اور زمین پر قابیل سے ہوا اب اسمین کیا نکتہ ہے کہ بعض شر کو نکرہ سے لائے اور بعض کو معرفہ سے چونکہ نفاثات مین ہر نفاثہ شریرہ ہوتی ہے اس لئے اوسکو معرفہ لایا گیا اور ہر غاسق یعنے رات یا چاند مین شر نہین ہوتا بلکہ بعض وقت ہوتا ہے اس کی تنکیر بغرض تبعیض لائی گئی اور ایسا ہی ہر حاسد ضرر رسان نہین ہوتا بلکہ بعض حسد مفید ہوتا ہے جیسے خیرات پر حسد کرنا جس کو غبطہ کہتے ہین اس لئے اوسکو نکرہ لائے یعنے اے اللہ تو اوس حسد سے ہمکو بہت بچا جس کا ضرر ہم کو پہنچنے والا ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِكِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ۝

تم اے محمد یہ کہو کہ مین پناہ مین آگیا ہون ایسی ذات کی جو سب لوگون کا پروردگار اور بادشاہ ہی

Marfat.com

جو سب لوگون کا معبود ہے مین پناہ مانگتا ہون ہر شر سے جو وسوسہ ڈالے اور چھپ جاے اور وہ جو لوگون کے دلون مین وسوسہ ڈالتا ہے خواہ وہ جنون سے ہو یا آدمیون سے ف رب الناس کے معنے ہین جو لوگون کے کامون کا مالک اور مختار ہو وقتاً فوقتاً اونکی اصلاح اور درستی کرتے رہی اب رہا یہ امر کہ جب وہ پروردگار تمام مخلوقات کا ہے تو ناس کی تخصیص کیون کی گئی رب کی اضافت ناس کے طرف شرف انسانی کی غرض سے ہے کیونکہ انسان سب مخلوقات مین اشرف ہے ملك الناس ترکیب مین عطف بیان واقع ہوا ہے اسمین توضیح یہ ہے کہ اوس کا مرتبہ ایسا نہین ہے جیسا کہ اور بادشاہون کا ہوتا ہے کہ صرف وہ اپنے ممالک ہی پر حکومت کرتے ہین بلکہ اوس کی سلطنت اور اوس کا اقتدار ایسا ہے کہ جو کامل اثر اور پورا ہے کہ جو سارے انسان کو گھیرے ہوئے ہین الٰہ الناس یہ بھی عطف بیان ہے۔ اس مین اس امر کا نکتہ ہے کہ وہ رب اور بادشاہ ہونے کے علاوہ معبودیت کا بھی وہ مستحق ہے کیونکہ الله کہتے ہین معبود کو جب الہ الناس کہا تو معلوم ہوا کہ سب کی معبودیت کا بھی اہل وہی ہے پہلے جملہ کو اسم رب کے ساتھہ اس وجہ سی شروع کیا تاکہ اس امر کا اظہار کیا جاے کہ جیسا تو ہمارا رب اور مالک اور معبود ہے ویسا ہی ہم تیرے مربوب اور مملوک اور عابد ہین لفظ ناس کی تکرار مرتبہ شرافت انسانی ظاہر کرنے کی غرض سے لائی گئی ہے یعنے وہ رب جو اشرف المخلوقات کا رب ہے یعنے انسان کا بعضون نے کہا پہلے ناس سے اطفال مراد ہین دوسرے ناس سے جوان لوگ مراد ہین اور تیسرے ناس سے شیوخ مراد ہین اور چوتھے ناس سے صالحین مراد ہین کیونکہ شیطان اکثر نیکوکارون ہی کو دہوکا دیتا ہے اور پانچوین ناس سے مفسدین مراد ہین کیونکہ ناس کا عطف معوذ منہ پر ہے من شر الوسواس مین وسواس کہا گیا اور مراد اس سے موسوس رکھا گیا جیسے زلزال بمعنی زلزلہ بعضون کہا نہین وسواس بمعنی وسوسہ ہے وسوسہ کہتے ہین نفس کا باتین کرنا جیسے عرب کہتا ہے وسوست بہ نفسہ اے حدثتہ وسوسہ کی اصلی معنے آواز خفی ہر اس لیے زیور کی آواز کو بھی وسوسہ کہتے ہین زجاج کہتا ہے وسواس سے یہان شیطان مراد ہے ای ذی الوسواس بعض کہتے ہین وسواس

Marfat.com

ابلیس کے بیٹے کا نام ہے الخنّاس۔ خنس کے معنے ہین پیچھے ہٹ جانیکے ہین، شیطان کی عادت ہے کہ وسوسہ ڈالکر الگ ہو جاتا ہے یعنی بہس مین چنگی ڈالکر با لو الگ کھڑی۔ مجاہد کہتے ہین کہ جبتک بندہ اللہ تعالی کی یاد کرتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور سمٹ جاتا ہے اور جب اللہ کا ذکر نہین کیا تو دل پر مسلط ہو جاتا ہے اور شیطان کو خناس اسواسطے کہا کہ یہ بہت چھپنے والا ہے جیسا کہ آیت فلا اقسم بالخنس سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ تارے بعد ظاہر ہونیکے چھپ جاتے ہین بعضون نے کہا نہین جیسا کہ وسواس ابلیس کے ایک بیٹے کا نام ہے ویسا ہی خناس بھی ابلیس کے ایک لڑکے کا نام ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ خناس کی تفسیر مین ارشاد فرماتے ہین شیطان کی مثال منگس کی ہے یہ دل کے منہ پر اپنا منہ لگا کر بیٹھا رہتا ہے اور وسوسہ ڈالنے کی فکر مین رہتا ہے اگر بندے نے اللہ کو یاد کیا تو پیچھے ہٹ جاتا ہی نہین تو پھر منہ دل پر لگا دیتا ہے ابن عباس کی ایک روایت یہ بھی آئی ہے کوئی بچہ پیدا نہین ہوتا مگر اوس کے دل پر وسواس مسلط ہوتا رہتا ہے اللہ تعالے کا ذکر کیا تو ہٹ گیا نہین تو وسوسہ ڈالتا ہے غرضکہ ذکر الٰہی باعث دفع ضرر شیطان ہے اللہ تعالی کی ذکر کی فضیلت مین بہت ساری حدیثین آئی ہین ایک حدیث مین کہ جو شخص اللہ تعالی کا ذکر کرتا رہتا ہے اوسکو دنیا اور آخرت دونون جہان کی فضیلتین ملتی ہین الذی یوسوس فی صدور الناس جو لوگونکے دلون مین وسوسہ ڈالتا ہے قتادہ اس کی تفسیر بیان کرتے ہین شیطان کا منہ ایسا ہی جیسا کتے کا وہ انسان کے سینہ مین لگا ہوا ہے جب انسان اللہ کی یاد سے غافل ہو گیا پس وسوسہ ڈالنا شروع کرتا ہے اور جب بندے نے اللہ کی یاد کی تو جھٹ پیچھے ہٹ جاتا ہے مقاتل کہتے ہین شیطان کی صورت سور کی جیسی ہے اور وہ آدم کے رگون اور ہڈیون مین ایسا پھرتا ہے جیسا کہ خون رگون مین اللہ تعالے نے اوس کو اور وسوسے کو اوس پر مسلط کیا ہے وہ چپکے چپکے اپنی اطاعت کے طرف اسطرح بلاتا ہے کہ اوسکی آواز سنائی نہ دے اگر بندے نے اللہ کی یاد کی تو ہٹ گیا نہین تو دل پر چھا گیا من الجنۃ والناس شیاطین جیسا کہ

جیسا کہ جنون مین ہین ویسے ویسا ہی انسانون مین بھی ہین کیونکہ دوسری آیت سے اسکا پتہ چلتا ہے ای شیاطین الانس یوحی بعضہم الی بعض زخرف القول غرورا۔ الحاصل جیسا کہ شیاطین جن لوگون کے دلون مین وسوسہ ڈالتے ہین ویسا ہی شیاطین انس بھی لوگون کے دلون مین وسوسہ ڈالتے ہین اور پھر وسوسہ بھی اسطرح سے کہ پہلے اپنے کو ناصح مشفق قرار دیتے ہین پھر دلین اپنے کلام کو نصیحت اور خیر خواہی جتلا کر ڈالتے ہین غرضکہ من الجنۃ والناس کو اگر الذی کا بیان ٹھیراؤ تو اوس کے یہ معنے ہونگے جو اوپر بیان کئے گئے اور اگر اوس کو متعلق یوسوس کے ساتھ کروگے تو اس آیت کی تقدیر یون ہوگی ای یوسوس فی صدورہم من جہۃ الجنۃ ومن جہۃ الناس یعنے شیاطین جنون کے دلون مین بھی وسوسہ ڈالتے ہین اور لوگون کے دلون مین بھی امام رازی تفسیر کبیر مین فرماتے ہین جن اور ناس تحت فی صدور الناس کے ہے یعنے قدر مشترک اسمین لفظ انسان ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ ایک جماعت جنون کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اون سے پوچھا گیا کہ تم کون لوگ ہو اونھون نے کہا ناس من الجن دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالے نے جیسے رجال کا لفظ انسان پر استعمال کیا ہے ویسا ہی رجال کا لفظ جنون کی جماعت کے لئے استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ آیت رجال من الانس یعوذون برجال من الجن بعضون نے کہا کہ یہین ناس سے مراد ناسی ہے جیسے یوم یدع الداع سے مراد داعی ہے کیونکہ ہر ایک نفس خواہ جن ہو یا انس بھول اور غفلت مین مبتلا ہے لیکن اسکی عمدہ تفسیر صاحب فتح البیان نے کی ہے کہ ناس کو عطف دیا جائے وسواس پر ای من شر وسواس الجن ومن شر وسواس الناس گویا دو چیزون کے شر سے پناہ مانگی گئی۔ ایک شر سے وسواس جن کے دوسرے شر سے وسواس انس کے حسن نے کہا دونون کے وسوسون مین فرق ہے شیطان جن جو وسوسہ ڈالتا ہے تو چھپ کر ڈالتا ہے اور شیطان انس جو وسوسہ ڈالتا ہے وہ کھلم کھلا وسوسہ ڈالتا ہے قتادہ کہتے ہین کہ جن مین بھی بعض شیاطین مین اور انس مین بھی بعض شیاطین ہین نعوذ باللہ من شیاطین الجن والانس دعوٰھم

Marfat.com

فِیْھَا سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَتَحِیَّتُھُمْ فِیْھَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (یونس ع ۱) جنت مین جنتیون کی یہ
دعا ہوگی کہ اے اللہ تیری ذات سب عیبون سے پاک ہے ہم تیری تسبیح کرتے ہین اور
ملاقات اونکی جنت مین سلام علیک سے ہوگی یعنے ایک جنتی جب دوسرے جنتی سے ملے گا
تو ایک دوسرے کو سلام علیک کہے گا اور آخری دعا ان سب کی یہ ہوگی کہ جب خوبیون
اور ثناؤن کے لایق اللہ ہی کی ذات پاک ہے جو سارے جہان کا مالک ہے ف لفظ
دعوی سے یہان مراد دعا ہے کیونکہ اللھم کا جملہ ندا ہے اس صورت مین معنے یہ ہون گے
اَللّٰھُمَّ اِنَّا نُسَبِّحُکَ اے اللہ ہم تیری پاکی بیان کرتے ہین اور تجھے سب عیبون سی پاک
سمجھتے ہین جیسا کہ قنوت مین پڑھا جاتا ہے اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ اور یہ بھی ہوسکتا ہے
کہ یہان دعا سے مراد عبادت ہو جیسے ابراہیم علیہ السلام کا کہنا وَاَعْتَزِلُکُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ یعنے مین تم سے بھی الگ ہوتا ہون اور اللہ کے سوا جو تم بتون کی عبادت
کرتے ہو اون سے بھی الگ ہوتا ہون اس صورت مین آیت کے معنے یہ ہونگے کہ جنت
مین نہ کسی قسم کی تکلیف ہوگی اور نہ عبادت اور اگر عبادت ہوگی بھی تو یہی ہوگی کہ اللہ کی
تحمید اور تقدیس بجا لاینگے اور اونکو بلا تکلف تسبیح کرنے کا الہام ہوگا پس وہ الہام کو لذت
سے کہتے جاینگے اور تسبیح کے بعد تحمید کیا تھہ جناب باری کو یاد کرینگے یعنے سبحانک اللھم کے
بعد الحمد للہ رب العالمین کہینگے اور تحیتہم فیہا سلام کے یہ معنے ہونگے کہ جنت مین جو ایک دوسرے
کو پکارے گا تو یہی کہے گا السلام علیکم بعضون نے کہا کہ یہ تحیت ملائکہ کی ہوگی یہان پر مصدر
کی اضافت مفعول کے طرف کی گئی ہے یعنے تحیۃ الملائکہ ایاہم یعنے فرشتے جب اون کو
تحیت کرینگے یا دعا دینگے تو کہینگے سبحانک اللھم بعضون نے کہا یہان تحیت سے تحیت
الٰہی مراد ہے یعنے اللہ تعالے جب اونسے تخاطب کریگا تو یہ کہے گا السلام علیکم اگرچہ یہ آخر
کی دعا سورہ یونس کی ہے لکن چونکہ ہم نے اپنے رسالہ علم الدعا من القرآن کو تحمید باری

Marfat.com

گے ساتھہ شروع کیا تھا ایسا ہی ہم نے چاہا کہ تحمید باری کے ساتھہ اس کا اختتام بھی ہو
الحمد للہ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ مجھہ ضعیف اور ناتوان سے باوجود کثرت مشاغل
علمیہ کے محض اپنے فضل سے رسالہ علم الدعا من القرآن کو ختم کرا دیا خداے تعالے اُنے
جیسا کہ اوس کو ختم کرا دیا ہے ویسا ہی اللہ تعالی میرے اور رسالون کو بھی محض اپنے فضل
سے ختم کرا دے اور مثل اور رسالون کے اس کو مقبول فرمائے
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

(معذرت)

ناظرین سلسلۂ علوم قرآن مجھے معاف فرمائینگے کہ کتاب علم الدعا بہت دیر مین چھپی اسکی خاصکر
ایک وجہ یہ ہوگئی کہ مین اس عرصہ مین کتاب سلوک الملک فی تدبیر الممالک اور کتاب الاسماء
والصفات امام بیہقی رحمتہ اللہ علیہ کے ترجمہ مین مصروف تھا۔ ورنہ یہ نمبر جلدی شایع ہوتا فقط

مناجات حضرت مخدومی فریدالدین عطار قدس سرہ

خداوندا امید من وفا کن	دلم را از کرم حاجت روا کن	منور دار جانم را بنوری
دلم را زندہ گردان از حضوری	دلم را محرم اسرار گردان	ز خواب غفلتم بیدار گردان
چو جان را منقطع شد از جہاندم	تو مارا ذوق ایمان دہ دران دم	چو با ایمان فرو بردی بنجا کم
نباید از جہانے جرم باکم	خداوندا ہمہ بیچارہ گانیم	دران ایام چون نظارہ گانیم

کہ داند تا بمعنی متقی کیست ✣ سعید از ما کدام است و شقی کیست

خاکسار (ابوالبرکات محمد عبید اللہ خادم علوم کتاب و سنت)

اگرچہ سلسلۂ علوم قرآن کے چارون نمبرون کی مجموعی قیمت معہ محصول عہ ہے لکن جو صاحب
نمبر ایکدم خرید ینگے اونکے ساتھہ رعایت یہ کیجائیگی کہ کل چارون نمبر عہ مین بلا محصول دیدیئے جاینگے
جن صاحبون کو ضرورت ہو وہ مندرجہ ذیل پتہ سے منگوائین حیدر آباد دکن کنٹہ روڈ۔
متصل بنگلہ مولوی عبد اللطیف خانصاحب ناظم آبکاری محاذی آبدار خانہ عبد الغفور صاحب مرحوم۔ ابوالبرکات محمد عبید اللہ

وقال ربکم ادعونی استجب لکم

دل پر درد را دوا قرآن — جان مجروح را شفا قرآن
ہر چہ جوئی ز نص قرآن جو — کہ بود گنج علمہا قرآن

سلسلہ علوم قرآن نمبر ۲

متعلقہ فصاحت وبلاغت

علم الدعاء من القرآن

اس رسالہ مین ضرورت اور آداب اور شروط دعا سے بحث ہے اور قرآن مجید مین جو دعائین آئی ہین اُن کی فصاحت وبلاغت بھی بتلائی گئی ہے

مؤلفہ

عالیجناب ابو البرکات محمد عبید اللہ صاحب مولوی فاضل خادم علوم کتاب وسنت

۲۵ ذی الحجہ ۱۳۳۳ ہجری

طبع فی مطبع دکن صانہا اللہ عن الشر والفتن